

ایڈوچر مہم جوئی اور پسنس سے ہبڑا پرواز

حَسْنَ الْبَلَقَانِيَّ حَدَّى الْجَمَارَةِ مُهَاجِرَةً مُهَاجِرَةً
عَلَيْكَ لَهُ شَفَاعَةٌ فِي الْأَنْجَارِ إِنَّمَا
شال کا قدر

ابن صفی



بولیا تو نہ الائچیں یہ ان لوگوں
 کے لئے کوئی ایسا بھائی نہ تھا جو لالیں را بولے تو وہ عین لوگ
 ملیک کی دلخواہ باریا بھائی اس کے لئے کوئی ایسا بھائی
 نہ تھا۔ یہ کوئی بھائی نہ تھا بلکہ اس کا لالا تو وہ بھائی
 دلخواہ مسٹر، اس کے لیے کوئی ایسا بھائی نہ تھا بلکہ اس کا لالا
 دریا میں نسلی کے اس دیسے اور غرضِ موڑ کے قریب پہنچ کر شر جمل رکھ لے
 گیا جس کی ابتداء غرووال کے جنگل میں اسی دیس تھی۔ اسی جگہ اسے دریا تھا
 کنارے کنارے سفر جاری رکھ کر اس جگہ پہنچا۔ تھا جہاں میں دہشان
 کی طرف سفر کرتا۔ اس نے اپنے اوزاروں کے تھیں شست پیکاں
 ایک طویل سفر کیا تھا۔ اپنے کام کے بعد اس نے دہشان
 وزنی تھلا اس نے کانٹھے سے اماکر زمین پر رکھ دیا تھا اور جنگل
 کی تاریک فضای میں دریا کے دوسرے کنارے تک دیکھنے کی کوشش
 کرتے گا تھا، اسے نہ تو دریا کی گمراہی کا اندازہ تھا اوڑنے سی اس کا
 علم تھا کہ دریا کیسی قسم کی بادوں سے پر ہو گا۔ دیکھنے اسے پہنچے ہی بتا دیا
 گیا تھا کہ دریا میں سفر کرنے کا ذریعہ درختوں کے اوہ بڑے بڑے تھے
 ہی ہوسکیں گے جنہیں کاٹ کاٹ کر دریا میں اس نے دال دیا جاتا
 ہے کہ وہ دریا میں ہتھے ہوئے ڈھلان کے میدان کے پیچے جائیں۔

مشکل فیل گروں ہوں۔ ”
”زیارت گاہ کے محافظ!“ شر جل نے بے قرار ہو کر لوحجا ہے۔
”میں اسکے دہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔“ میں دری ہوں۔ وہ غیر معمول کے لئے
اسے یکھروں وہ بہت بُری تھے۔ غدار شکر الی گام خان!“
وہ یہر فاموش ہو گیا۔

”تم پرکش نے عمل کیا تھا! جیاں نھیں؟“ شر جل نے ہواں کیا۔
”داراب پرکش نے!“ زخمی نے مردہ سی آواز میں جیاں دلوڑ پھر
ایک بچھی کے ساتھ اس کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔
اوہ شر جل سوچتا رہ گیا۔ وہی داراب پرکش، کاشش، اتنی دیوار
نہ زندہ رہتا کہ اسے داراب پرکش کے بارے میں کچھ اور بھی بتا سکتا۔
شر جل نھیں فیل گردان کے نام سے ذرا نفت تھا اور زیارت
کے بڑے عابرانے اس کو اسی لئے بروائے کیا تھا کہ وہ مشکل فیل گردان
کو تلاش کرے اور تلاش کر کے اہل کام معاون اور مددگار بن جائے
لیکن افسوس وہ اس وقت، اس کے سامنے مردہ پڑا تھا اور تقریب کے
حصوں معاون سے بے شیاز ہو چکا تھا۔

ان دلوں شکر الی اور زر در گستان کی پست صد پر بے عنین تھیں جیسا
کہ ناپاک شکر الی کے اپنے طبقہ پر تفہیم جانتے کے چکر میں تھے جن
سے گزر کر شکر الی قافی نیز در گستان پال کر کے دوسرے ملاکت میں بڑے
تجارت داخل ہوا کرتے تھے۔

شکر الی سرحد کے قریب کا وہ طحکڑا بہت زرخیز تھا اور دہان اسے پسند
لوگوں کی بھروسی حبھوسی استیاں خیلے۔ ان لوگوں کی نزدیکوں کا اخبار
زراعت پڑھا۔
دریا سے ملی کی ایک شاخ اس خطے کو سیرا کرنی ہمیں سنا جاتی
تھا کہ داراب سرکش نای کوئی شکر الی تیال کے ناموں کی مردے سے
اُس خطے پر قبضہ کر کے ایسی بھروسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔
زیارت گاہ کے بڑے عابرانے مشکل فیل گردان کو دریافت عالی
کے لئے بیجھا اور زرادہ وقت گز جاتے ہے کے بعد شرخان کے سردار کے
لوجوان پیٹے شر جل کو طلب کیا تھا۔
اس انتخاب کی وجہ شر جل کی غیر معمولی طاقت اور فنون سپہگری
میں مہارت تھی، لیکن شر جل نے ہمیفر شرخان کے سردار کے سیے
کی حیثیت سے نہیں شروع کیا تھا بلکہ اپنے بارے میں دوسرے دوں کو
یہی بتاتا آیا تھا کہ وہ بھروسی مکانات سنائے کام اپرے اور سرحد کے اس
علالتے میں جانا چاہتا ہے جہاں ان دونوں چڑی مکانات کی تھیں کام
بڑے زور دشوار سے جاری ہے۔

اس نے ایک بار بھر لاش پر نظرڈالی اور اس کے قریب بیٹھ کر
اس کی جام سر تلاشی لئے لگا لاش کی جیسوں سے کچھ لفڑی سونے کی
مردوں کی صورت میں برآمد ہوئی۔ پھر وہ لاش کے پاس سے اٹھی
رہا تھا کہ پیانی کے چند اسکے کی آواز آئی بھیسے کوئی پیانی میں کو دا تھا۔

کہا۔ اور لکھتا شایر اور ادی بھائی اسی کی انسانی سے امداد اگلی میں نے اپنے زمانے میں کی تھی اور میں کو دل کیا ہوا سکرتے ہیں۔ وہ مسکراتا ہوا شریجل کی طرف مڑا اور لوٹا۔ پھر خال میں ابھی بھی تیار ہوں اور میں اپنے اٹھا کر لکھن کے فریب ہرے ہوتے ہیں۔ فاؤنڈم سے سوال کر رہے گا۔ لذتیم کوئی معمول جو اب سوچنے کا مدد شریجل نے کہا۔ یہ حکل ہے۔ تیران کوئی قاتلان نہیں ہے۔ پھر بھی اسے اس طرح نہیں مزاجا ہیتے تھا۔

دیوقامت ادی شاہزادی دیجیں دے کر لو۔ ”موقت وزیر کے بارے میں کچھ ہیں کہا جاسکتا ہے ایک کومنی پر نامہ جس اس کا وقت آ جاتا ہے۔ اس میں وقت اور بھکر کی کوئی تبدیلی نہیں۔ وہ مر چکا ہے اور اب کمال پڑا ہے، اس سے اب کوئی فتنہ نہیں پڑتا۔“ کچھ دیر خاصی رہی۔ چھر دیوقامت ادی نے کہا۔ ”میں نے نہیں کہا، فی الحال میں دریا یار نہیں کر دیکھا۔“ ”وہ دونوں ایک خاصی میں ہے اور لاکھن جہاں پڑی تھی تو میں طریقی رہی۔“

”آخر تراہے کتبی دور ہو گی؟“ دیکھا میلت آدمی نے کہا۔
”میرے انداز پر مکے طالبِ کم از کم پانچ میل۔ شرچل نے کہا۔“ میں
یہیں سے دریا پا کر جاتا تھیں اب ان لاش کی وجہ سے مجھے مارے مک

پہلی شریعت میں ایک کہ اتنی رائق تین بیگانے اور ہر ٹھوڑے دلائی فاصلے پر پہنچیں میں ایک انسانی شکل دکھائی دی۔ شریجن نے را بغل کا ورع اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اگر تم دوستا نہ روئے رکنا چاہتے تو تو یہے اس سے لیکن بھت تماز نے دلوں اپنے خالی نظر آنے پر چاہتے تو یہیں ہماری ہوڑی میں حسراخ کر دوں گا۔" ملک رضا اسے کہا۔ لیکن دلائی ب انسانی

"ھڑو، ٹھوڑے مٹھوڑے۔" اپنی نے کہا۔ "میں ایک امن پسندادی ہوں اور میں تمہیں خاتما کر دیں ہوں۔ مجھے کہا کے پڑائے دو۔" شریجن نے رائق کی تال جھکا دی۔ "اعینی کیا ہے پڑائی؟" خاتما دیو قامت آدمی تھا۔ شریجن سے بھی پایخ یا چھڑا بچ اور چجا۔ اس کے شکلے بھی شریجن کے شاؤں سے چوڑے تھے۔ سیاہ والوں کی حقیقتی لیکن اور ہر عمر آدمی تھا۔ اس کی ایک طاہنگ شاید کسی خدا شے میں شایع ہو گئی تھی۔ لیکن بیشکھیاں انتقام کرنے کی بجائے اس نے کڑی کی صفوی طاہنگ لکھا۔ اپنے میں مادرست حاصل کر لی تھی۔ اسی لئے آنہا زہرتوں تھا کہ در کس دل گز دے کا آدمی شخار سامنے نہ رہا۔ اس بھبھے لے کر دیا۔ اس نے لاش پر نظر ڈال کر سخت لچھے میں شریجن نے پوچھا۔ کہا۔ "کہاں اسے قتل کیا ہے؟" اس نے اپنے ٹھوڑے بچے کو دیکھا۔ "کہیں تم ہی نے تو اس پر حملہ ہیں کیا تھا؟" اپنی نے تکھیوں سے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے۔ "قطعاً غلط!" اپنی نے تکھیوں سے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے۔

جانا پڑے گناہ کشایاں شان طور پر اس کی تدفین ہو سکے۔

”بھارا علیاً بست ورنی معلوم ہوا ہے کیا اس میں بھاری اوزار ہے؟“

”میں ایسا“ میں جربی کائنات کی تحریر کا باہر ہوں۔ میں نے سنا کہ لارڈ پاکستان کے قریب والے سرسر خلیے میں ایک بڑی بستی تعمیر ہو رہی ہے۔ وہاں مجھے معقول معاوضہ پر کام مل جائے گا۔“

سب پھر مغلط جگہ سے دریا عبور کرنا چاہئے تھے۔ میرے علم کے لئے کشیاں ہیں ہیں اور ان اطراف میں خطرناک دریا ہی جاؤ رہی ہیں۔ میں یا تے میتے ہیں۔ پھر دوسرے کے بعد دیوقامتِ ادمی کے لئے کہا۔ ”مُلْجَعَ سے مُرْخَافِ مَعْلُومٍ ہوتے ہوں۔“

”ہاں میں مُرْخَانی ہی ہوں!“ شرجل فخر یہ بحث میں لو لا۔

”تحوڑی دیر تک پھر خاموشی رہتی۔“

”میں اپنی اس مصنوعی طاہک کی وجہ سے ”چبی مٹنگا“ کہلاتا ہوں۔“

”کوئی اصل نام بھی تو ہوگا؟“ شرجل مسکرا کر بولا۔

”عرصے کی بات ہے۔ میں بھی اب اُسے بھول چکا ہوں۔ اپنے حقیقتاً ادمی دہی کچھ ہے جو وہ کر سکتا ہے۔ ناموں میں کیا رکھا ہے؟“

”جو بھی مٹنگا بولا۔“ تمہارا بھی تو کوئی نام ہوگا؟“

یکاٹہ شراغیں دو حصہ الیکا۔ پتہ نہیں کون ہے جو کہاں کے لیے آئے۔ اور اُسے نیزے نام نے کیا سروکار دے دیا۔ اس کے بعد جس بالآخر اپنے کہاں پر ہر زد کا کوئی نہ کوئی نام ہوتا ہے مگر مری نظرؤں میں بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

مرسل جان کا قدیماً پاچ دسے دس انچ تھا یعنی اُس سے قدیمی چھوٹا ہی پڑتا تھا اور وہ ایک طاقتور ادمی مقدم ہوتا تھا۔ لیکن پرشیاں کو اس کی ذرہ برداشتی پر دادا، نہیں تھی۔

اوڑ دادا نہ تھی۔ اسی دن راستے کرتے رہے ہیں۔ اس کے دلے دیوقامتِ ادمی اپنی مصنوعی طاہک کے باوجود بھی حیرت انگریز نیاز کے ساتھ چل دیا تھا، یعنی مصنوعی طاہک اس کی گمراہی نہیں معلوم ہوتی۔

اچانک انہوں نے گھنے درجنوں کے اس طرف روشنی دیکھی اور ان کی رفتار از میدانی رہو گئی اور پھر وہ بڑی سی چربی عمادت تک پہنچ گئے جو اس علاقتے کی سرحد تھی۔ وہ سر اسے میں دا انجل ہوتے بڑے سے مال کے بہت بڑے آتش و ان میں اُنگ روشن ہتی۔ اُن کے سردوں سے بھڑک رہے ہوئے جسموں میں تمر و انگریز گرمی دوڑ کی تدوان پکھو پنچیں پڑی ہوئی تھیں اور لمبی الباہی نیزیں ہیں۔ اُن کے قریب ایک مشوستھ غمزگی حورت ایک بڑے برتن میں کچھ پکارا ہی تھی تھیں۔

بہاں میں ایک سیاہ نام آدمی بھی یو جر دھا جس کی ہاتھیں سانپے بھی
مٹیں۔ اس نے شر جبل کی طرف دیکھ کر لے چاہا۔ کیا دور کا سفر ہے؟
میرے سفر کا تعلق روزگار ہے؟ شر جبل نے حواب دیا۔
”بہاں بھی مل جاتے۔ ویسے مجھے اطلاع ہل جائے کہ جنوبی سرحد کے قریب
بیشتر بسائی تاریخیں یا جنگیں اور ملکیں پالیں۔ ملکہ نظر
شر جبل نے غلط بیان کئے کام لیا تھا کیونکہ اسے جنوب کی طرف
نہیں بلکہ شمالی سرحد کی طرف جانا جایا۔
لہذا اور دھیرہ آدمی دانتوں میں بات دیا سے مزتر کے فریب آیا
ذکر شر جبل کے مقابل ملی گیا۔ اس کی سکنی امیر خوشگوار تھی، لیکن آنکھوں
میں سرو مرمری کا تاثر تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا ہیسے وہ طنز کر رہی ہوں۔
شر جبل کو ایسا محکوم ہوا جیسے وہ شخص لفڑا یا لافت کرتا ہو۔
”میرا نام سردار خاوف زن آں ہے۔“ نے ادمی نے شر جبل کی آنکھیں میں
دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا تم کچھ پیو گے؟“
میں پی چکا ہوں۔“ شر جبل نے جواب دیا۔
”تم نے اپنا نام نہیں بتایا ہے۔ سرو مرمریان نے کہا۔“
”غصینہ!“ شر جبل نے حواب دیا۔ لیکن ایں کی آنکھوں میں چھپا ہے
تھی۔“ میرے پاس کوئی راستہ نہ ہے۔“
”جیسا کہ اس نے اپنا نام غلط کیوں بتایا تھا؟“
گیا تھا کہ اس نے اپنا نام غلط کیوں بتایا تھا؟

بھلے ایک تو انا اور بخا آدمی جوانہ زدے سے سرائے کے کام لکھتے معلوم ہوتا تھا، انہیں خوش آمدید کہتا ہوا ان کے قریب بخا اور نے مدد فرم لجھ میں بو لولہ راتیں دی طرفی سر لئے کچھ تجوڑ اس کافہ کی تیال پیو۔ اُس کے بعد مری بھوی تمباکے لئے خوش ذائقہ کھانے فراہم کرے گی ۲۰ پھر وہ عورت کی طرف طرک کروالا۔ ”جالیں اکھنما میز پر لگادوڑیہ ادونوں ہست بھو کے معلوم ہوتے ہیں ۲۱“ وہاں ایک شیلیا آدمی بھی ہو جو دھما، وجود دوار ہے میکٹ لکھاے پر جل کو غور سے دیکھے جا رہا تھا۔

شرحل کی صدر ری کرتے ہیں کھلے ہوئے تھے اور اس کی بیٹی میں اسما اہم اپشنل صفات لظر آ رہا تھا۔

شتر جل نے اپنے افرادوں کا تھلا ایک طرف رکھ دیا اور کانہ سے سے زائف آنکر اس کے قریب ہی دیوار سے ٹکادی۔

کوئی سہی نام عنتر ہے ۲۲، سرائے کے لئے کام لکھنے کا ۲۳ مہماں تھوڑی سی کھینچی باڑی کرتی ہے ہیں۔ یہی قدر ماہی گیری بھی کرتے ہیں۔ اور بندوق کا شکار وافر ہے ۲۴۔ اس نے شتر جل اور چوبی سنجھ پر نظر ڈالتا ہوئے کہا تھا: ”اور ہماری مددیہ تیال ہر چیزوں کو گرم کر سکتی ہے“ ۲۵۔

”واقعی ۲۶“ شتر جل سمجھ کر بولا۔ تھاری تیال ایسی اسی نے تھلا جسم تھکن اور ٹھیک کے سے چور تھا، لیکن اب میں خود کو ترقی تھاری چیزوں کرتا ہوں ۲۷۔

تمارے انداز جانے پہچانے سے ہیں غصہ مر امیرا خیال ہے
کہ میں نے تمیں پہلے بھی کہا ہے یا تم نہیں بھی اور کوئی
شریعتیں نے لاپرواں سے کہا۔ ہر کسی سے ہیں بھومنا سفر کر کر اتنا
ہوں۔ لیکن شردار خادر کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا چاہیے رہ اس
کے جواب سے مطمئن ہووا ہم۔
لکھائے اور کافی کے اختتام پر میرٹر نے میں ایک طرف کسکا دی گیا
سو نے کا انتظام بھی اسی کمرے میں تھا۔ ہوں نے اپنے اپنے کیل
بھاگتے اور یعنی کی تیاری کرنے لگے۔
قدیمیں بجادی گئیں، لیکن شریعت کو نہیں آئی وہ مسئلہ اسی لام
کے باہم ہے میں سوچیے جا رہا تھا۔
اس کوئی کامل لے وجہ نہیں ہوا، ہو گا یعنی صادہ اپنے قابل کا تعاب
کرتے ہوئے مارا گیا۔ مار گا اور فتاں اپنے دریا میں پھینک کر مطمئن ہو
گیا۔ مار گا کہ اسے ایک الحسن سے مات مل گئی، تین شایدیاں کو اس کی
جیبیں ٹھوٹنے کا موقع نہیں ملا۔ عالم ورثہ وہ ان دونوں کی مہروں اور
اعلاویتے کے پتوں کو بھی نہ چھوڑتا۔
شریعت موضع برداھا کر کے اس لام کے نارے میں کسی سے
کچھ نہ کہنا چاہیے۔ پہلی سماں لام کے نارے میں عالم ورثہ وہ
نئے بھی اس لام کے نارے میں کسی سے کچھ نہیں کہا۔ کہیں دہ نہ رہ۔

میرٹر کے قریب آئی اور بولی۔ میں سے شریعت کرزو ہے۔
لے، وہ ایک زندہ دل خورت ہulum ہوتی تھی۔ میرٹر بھی پہت پچھے مار
سوار خادر سے اپنا پاس پر رد کیا۔ وہ جو بیکے سے آنکھیں
ملاتے ہوئے کترادہ تھا۔
کیا وہ ایک دوسرا کو جانتے تھے؟ یا کہی ایسے داشتے کو یاد رکھتے
لیکن لانے سے گزر کر رہے تھے جس کا بھول جانا ہی بہتر ہوتا۔
لے، میرٹر پر بحث بحث بحث کی گفتگو ہوتی رہی اور شریعتیں خانوشتی
لے میں سے منتظر رہی۔ وقت اُسے وہ لام کے نام۔ یاد آئی بھے دریا کے کنارے نے
چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ شکریاں کی زیارت گاہ کا حافظ اور ناموں جنگ بھوٹا
کہیں ایسا تو نہیں کہ نہیں لوگوں میں جسے کوئی اس کا مقابل ہو
لیکن وہ کیوں مار ڈالا گیا۔ ۔۔۔ یہ قلن قلن اُس کے تحت نہیں ہوا
سکتا کیونکہ اس جیب میں خاصی رقم موجود تھی۔ وہ سوچیا رہا اور پھر اسٹوپ
کی عوشنی کے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔
لے، میرٹر کے دامن میں جنگ دل دیکھا۔ جنگ وہ غیر ہو گیا تو سرائے کی ناکلہ جام
کی پد بگت اور کافی سے آئی۔
لے، دعتا سوار خادر اُسے شریعت سے پوچھا۔ کیا تم سرخانی ہو رہے امروز
ہوں؟ میں سرخانی ہوں۔ پس شریعت میں اُنہیں جوانب دیا۔ اُنہیں

اور اپنی بیٹی پیں پسول اڑا سئے لکھا۔ میر جی نے تھوڑا کہا۔
سردار خادم رنجمان نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ ”بڑا بچپن معلوم ہوتا
کیا میں ذرا سے دیکھ سکتا ہوں؟“
میر جی نے ہاتھ دلایا۔ میں ہمارے ہمراہ ہوئے ہوں۔ میں اپنے اسلیے ہیں کی
کہ تو نہیں لگانے دیتا۔ میں یہ ایک پستول سے میں سب ہوتے
ہیں۔“
ناشیتے کی میری عورتے انہیں بتا کر دلہنی علاقہ اگے چند میلوں
یک چھلا ہوا۔ اس کے بعد جنگ را سے جھکل سے گزرنے میں
بجھی بڑکار شر جی کے زیرت، ہی بھا ہوا عما۔ اس بنے کہا۔ ”کیا
بہتر نہ ہو گا تم دلوں ساتھ ہی سفر کریں؟“
”میک ہے اب شر جی میر ہاگر لوگوں کے
”میر کی ذاتت یہ یہ زیادہ محفوظ ہو گا۔“ بچپن مکابرہ ایک لیلا
”تمہارے نے ایسا سرے لئے کیے؟“ شر جی بنے کہا۔
”دلوں کے کلے اب عجیب ایسکے کہا۔“ میک
پچھ کی نظر ایجن نہیں لگ تھی میں۔“
شر جی سوچ پڑا۔ لگا کہ آخر یہ ایسا یوں لہر رہا ہے۔ دوسروں کے
خلاف شکوہ و شہمات کا اطمینانیوں کر رہا ہے؟ کہیں خود اسی نے تو
بچپن رات اس پر عمل کر فی کی کوشش نہیں کی تھی۔ میک ہے اگر
قریب رہا تو اس پر نظر رکھنے میں اسانی ہوگی۔ میر جی نے سوچا اگر

ی توں کا قاتل نہیں تھا؟ اپنے کینٹ کے نیچے شریں نے جا توکوں لیا اس کے کاموں میں
اکثر چاقو کی مزدودت بھی پڑتی تھی اس لئے سہیار کی سجا گئے اور اڑا کی
طرح بھی استعمال کیا جاسکتا تھا اور وہ پاؤ مٹھی میں دبائے ہوئے سڑا
گیا۔ اس کے بعد اپنے کینٹ کے نیچے شریں نے جا توکوں لیا اس کے کاموں میں
دفعہ اونچ جانے والے کیسے جاگ پڑا اس نے دیکھا کہ کوئی اس پر چھکا
ہوا۔ اس پرے اکبل ہمارا ہے اور پھر اس کا ایک ہاتھ شرجل
کی بھیت کی طرف بڑھا تھا اس نے اپنا چاول والا ہاتھ اور اپراٹھا دیا
اور پھر در سے ھلے کے لئے لوٹ رکھا تھی کہ پھر اچلن کر جا گا اور اس
اندر ہیرے میں غائب ہو گیا۔

شرجل چاقو کے دستے پر گرفت مضمون کرتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ ہر طرف
تماری کمی کی طرف بھی کوئی حرکت دکھاتی نہ دی۔ میں اس
آتش دان میں اُگ بدمم پڑتی جا رہی تھی اس نے اشتباہ اٹھا کر
اُن کو کوڑی اور شرجل میں کی تدریجی پیلی گئی۔ فرش پر جھو آدمی بے بزرگ
سوار ہے تھے۔ یا ہو سکتا ہے اُن میں سے کوئی بھی رہا تو اور انہیں
میں سے کوئی ایک شرجل کروٹ کر قتل کر دیتا۔ پاہتا ہو لیکن کون ہے
چند لمحوں تک وہ ان سیچوں پر فائز تھرڈ الائر اور پھر اپنے بستر
پر آیتا۔ سمجھی قریب تھی۔ شرجل ایک تاریک جانکار رہا۔ عقول دیر
بعد وہ سب اٹھ بیٹھے۔ اپنے جوتے پہننے کے بعد شرجل اٹھ بیٹھا۔

الیا نہیں ہے تو وہ ایک بہترین جگانیہ ساتھی ثابت ہو گا۔
”میک ہے! الگ سیری اور تمہاری منزل ایک ہی سے کے ترا
حرج ہے!“ شری جل نے کہا۔

سے ہے۔ جزیں کے نام
سے لوگوں کے رخصت ہو جانے کے بعد سر جبل اور چوپی نگہ
نے اپا سامان چھپ کیا اور سر جبل نے غترے کے کہا۔ اسی کہہ ندی پر
پانچ میل پتھے ایک لاس پڑی مل ہے۔ وہ غترے کی زیارت گاہ کا
محافظ تھا۔ کوئی نہ کوئی اس کی تلاش میں ضرور چوپا۔ یہ تھے لا اور اس
کے شایاں شان مدنیں کام سامان کر دیتا۔ اس کا نام صحاک میں گردن ہوا
اور بھلے دن وہ مر گی۔ اس کا نام اور تاریخ لوح مزار پر ضرور لکھوا دینا۔
غترے نے ستری سکے لیتے ہوئے پوچھا۔ ”وہ کیسے مرا؟“
”اُسے قتل کیا گیا تھا۔ سر جبل نے جواب دیا۔“ وہ زخم بکھر دل

میں گر گیا تھا اُسے دھکلایا تھا لیکن وہ قاتل کے بارے میں بتانے سے پسلے ہی مر گیا۔
 ”آفرُوں سے کس نے قتل کیا؟“ غیر بڑا یا۔
 سماں رخیاں ہے کہ پھیلی رات بولوگ نیاں سوئے تھے، اسی میں
 اُس کا قاتل بھی تھا، اسی لئے میں نے ان کی موجودگی میں پہنچا
 مناب نہیں سمجھا کہ کہیں دوسرا قاتل نبی نہ ہوا جائے۔ تشریف جمل نے

غیرت نے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف لائش کی ترقیں کرے گا بلکہ اس

کے قتل کی خبر زیارت گاہ پر بھاگے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں اپے مفتر پر رواں ہو گئے۔ دوسرا نے اپنی کارہ کنارہ دلدار تھا، لہذا اینہا سے کشی کافر مکن ہمیں تھا۔ وہ کارے کے حکلوں میں لفڑی تیرا ہے وہ ملتے رہے اور مختلف قسم کی گفتگو کرتے رہے اور شر جل چڑی میں سے لاٹتا تھا کہ وہ پانڈار کشیاں بھی بناسکتا ہے۔ جو بنی اسرائیل میں اپنے اپنے بارے میں بتانا شروع کیا۔ کبی زمانے میں شکرال کے جیاون میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ پیر وہ ایک منصب ملکت میں چلا گیا اور بھرپور فرقہ کرنے لگا۔

ایسا بہت سر جلیں فریک کیا کیونکہ چند سو گز کے فنا ملے پر اُس سکی نظر
سرخار خاور زمان اور دوسروں پر طریقے ملے جب اُنکے
پویں سنگھا عز اکر رہ گیا، اسکن اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ ان
دو نوں کو دیکھ کر کہا اور ان دونوں کے لئے بُل بُل تھے کامیخت
عزم آئیں۔

نے تو تم اپے چانتے ہو؟" شریں نے کہا تھا۔ "تیرنے کے لئے کام لے کر جو بھی ملکا خاموش ہو گیا۔ میں اس نے بہت بچھ کر کہہ دیا ہوا۔
جند لئے خاموش یہ کہاں سننے لمحے سکر کہا جی میں اسے اجاہتا ہوں؟
کیوں نہیں۔ میں اسے جانتا ہوں اور وہ بڑا گھاؤنا میں اچا جب
پین نے اسے جانا تھا۔ اس پر نظر کھاڑک کے اور ایک لمحہ کے لئے
بھی اس پر اعتماد نہ کرنا۔ پس نہیں یہوں اتنی ثابت سے تباہی طرف متوجہ
ہو گیا ہے اور جو اس کی توجہ کا کرنے پڑتے ہیں مر جاتے ہیں میں نے اپنا ہر تے
دیکھا ہے۔" سب اسی کا انتہا۔

سربار بادر زمان اب بھی یہ مکھڑا ان کے قریب پہنچنے کا
مُنظَّر تھا۔

بھی یہ دو فون قریب آئے جو دار خاد نے بڑی خوشی دل سے
کہا۔ "ہمارے ساہنے آ جاؤ، مل کر سفر کرنے میں حفظے کیونکہ جنگلوں
میں نے دائلے بنا اوقات مسافروں پر عمل آور ہوئے ہیں اور ان کا
سبت کچھ حصہ کر مل کر دیتے ہیں۔" مال لالہ کا نام نہیں
سربار زمان سمیت وہ پاڑا اڑا دیتے ہیں، وہ دونوں بھی ان کے سامنے
ہو لئے۔

جوں تھا ایسے زاویے سے میں رہا تھا کہ شریں نے بھی عوسم کر
لیا کہ وہ کسی غیر موقعیت میں کاغذ شر کھاٹے اور جنے کا یہ انداز اسی لئے
اختیار کیا ہے کہ اس غیر موقعیت میں کاغذ لکھ کر سکے۔ شریں بھی اپنے خونی

سے ملتا رہا۔ ہر چند کہ سردار جاؤ کی شخصیت معرفت کی حقیقی اور اس کی آنکھوں
سے بھیخے والی تو انہیں کا انہما۔ اس کی جسمانی قوت کا بھی بیخ بیخ نہیں
اعلان کر رہا تھا لیکن شریں اپنی خود اعتماد کی بنیاد پر فرمہ تباہی
تباہی نہیں معلوم ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی قوت کی وجہ سے
آجستہ اسے جنگل کا گھاؤ فرم ہر تاگا اگر اڑکنیں کہیں کوئی دکھائی نہیں
اور شام ہوئے ہوئے انہیں مویشیوں کے کھود ریڑ دکھائی دینے لگئے جن
کے ساتھ جو داہنے بھی تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بھی فریب ہے
لئی میں بیخ کر دہ سرائے کی طرف رہتے رہے۔ ایک دو منزہ غارت
میں جس میں داخل ہوتے ہی کشادگی کا احتجاج ہوا تھا۔

سربار کے ملک نے انہیں خوش آمدید کیا۔ اسے اعلیٰ بخواہیوں
کا پہلوان انہیں سونے کے لئے الگ الگ کیڑے بھی مل گئے۔
ایسا نہیں تھا اسی تھے جو پھر وہ لاکشہنیاں آئی جسے وہ دریا کے
کنارے چوڑا آیا تھا۔ اسے قتل کرنے والا دار ارب سرکش تھا لیکن وہ اس
کے مارنے میں کچھ اور بتانے نہیں پہلے ہی مزگ لیا تھا۔ اسی یہ
زیارت کاہ کے طریقے عابد کو بھی نہیں معلوم تھا کہ شالی سرحد کے قریب اس
اٹھنے والے فتنے کا غیرے دار جو شکراں، ستانہا تھا ہے، ایں کا نام کیا تھا
جیسیں وہ دار ارب سرکش ہی تو نہیں۔ جو ساے شکراں میں اپنی بد دیانتی اور
اڑ پیڑہ دستیوں کی وجہ سے مشور تھا۔

شالی سرحد کے فتنے کا غیرے دار اگر وہی تھا تو شکراں سے فداری

لے کر اتر تک بہر رہا تھا، ساتھا بھاگ کر وہ شہان نے پاپکان نے تسلی کر شہان سر جو
اپنی حکومت قائم کر، اچاہتا ہے اور وہ ملکہ ایسا ہی تھا، جس سے لذت بر
شکر کی منصب ملا کر نے سے بجا تو رایط قائم کرتے تھے۔ اگر وہاں دارالحکومت
سرکش جیسے کسی بدناسٹر کا عمل داخل ہو گیا تو پورے شکر کان کو اس نے
سامنے بھکنا پڑے گا اور یہ شکر ایرون کی روایت کے خلاف ہوتا۔
شرجیل سوچتا ہوا

میں سروار خاون زمان کا تعقیب بھی دارالحکومت سرکش نے نہ ہو۔
تمہارا ذیر کے بعد وہ اپنے کمرے سے بکل کر عام نشست کے کمرے
میں آیا، لیکن وہاں کوئی بھی تین ہزار ڈنہ آگے بڑھا اور ان بھولے کے کمرے
میں داخل ہوا جاں۔ اسے کامک بیٹھا تھا یہ سالانہ

”گلرنگ کی زیارت گماہ کے نام پر“ شرجیل نے اتحاد ٹھاکر کہا
”براءے کامک اک اخڑا کھڑا ہو کر کی قدر بھکار پیر شرجیل سے بولا
جیاں دمال شب عاف رہیں“

شرجیل نے اس کی میز کے تریب پہنچ کر جسے سنہری تھے زلانے
اور انہیں میز پر لکھنا ہوا بولا، ”بھکر ان کی راستید بادیجے اور یہ
تھے پھر اس غابہ کو اس پیغام کے ساتھ بھجوادیجے کہ خداک نیل گردان کو
دارالحکومت نے قتل کر دیا۔ یہ نئے لاش کے کربنے سے براہما
ہوتے تھے“

سراۓ کے کامک نے پر لشویں بھی میں کہا ”دارالحکومت سرکش
کر شکر کان کی کوئی بھی بستی بتوان کر سنبھلنے کو شکرانہ تھی۔ پھر آغزوہ کیاں گیا
ہو گا ہے، بھرستا ہے کہ اس فتنے میں اسی کا ہو ہے۔“
”کیا آپ سے کبھی اُسے دیکھا ہے؟“ شرجیل نے سوال کیا۔
”نہیں، میں نے بھی صرف نام لٹھا ہے“ اسراۓ کے کامک

ذلیل نہ بوجات دیا۔ بمشیتے تین گھنٹے کے بعد پہنچا اسی نظام کرنا چاہئے تھا۔

”ہمارے ساتھ جو مدار خاد رزمان میں کیا پہلے ہمیں کہی اس سر اور
تمام میں محضی تھے ہی تھا۔“ شریعتی نے سوال کیا۔

”بلا ایں ہیں، ہیں۔ کیوں نہیں۔ وہ تو اکثر ادھر پر گزر دیتے تھے پہلے ہیں۔
وادی نیروں میں ہر لال کا پشکار میں کام جو بُوبِ مشغله ہے۔ یہاں اس طرف
جاتے ہوئے یہاں ضرور قیام کرتے ہیں۔“ بمشیتے اس کا حکم
تلاعی شریعتی نے پھر اس اکے سلسلے میں بات آنکے نہیں بڑھاتی۔

”میرا تھے کے مالک ہے کیا شریعتی نے مجرم پر اعتماد کیا ہے؟“ تو میں
خود ہی پہنچا۔“ عابد کے لئے جاؤں گا۔“

”شریعتی چیزیں جیسی راستے تھے سے باہر آیاں کی نظر چاہیں۔“ بُونگے برپری
جو شاید اسی کا مستظر تھا۔ وہ تیسری سے اس کے قریب پہنچ کر بولتا
ہے۔“ چلے گئے۔“

”کون چلے گئے؟“ شریعتی نے پوچھا۔“ ملک تھا۔“ اس کا حکم
”خادر اور دوسرا رُگ! خادر نے تمہارے بارے میں یہاں پوچھا
تھا۔“ بُونگے اسے جواب دیا۔

”لکھا۔“ شریعتی لکھا کیا وہ سب خاور کے ساتھی ہیں۔“ بُونگے
”اتفاقاً خادر کا ساتھ ہے گپا ہے۔ بالکل اپنی طرح ہے اس کا اواری۔“
چری ٹیکے کا ساتھ ہو گیا تھا۔“ بُونگے اس کا اواری۔

”لکھا۔“ دفعہ شریعتی کو اپنے اور زادی اسے اور اس نے بُونگے فربہت

لیا ہے اسے ایک گھوڑے یا خیڑ کا انتظام کرنا چاہئے تھا۔“

”لکھا۔“ دو دیا کے اس ختنے پہلے پہنچا تھا جہاں کشتی رانی ہوتی تھی۔
وہاں کیک پہنچنے کے بعد کوئی دشواری نہ رہتی تھی۔ وہ رزو دیپی کشی
تعمیر کرنا اور پشکار اسماں اسی پر تباہ کر کے سماں کی طرف رواز ہے جاتا۔
بُونگے دو ہو چکے ہیں اور تھاکر ایسا کہ اس کا وہ اڑکی نظر آگئی اُبھے
شروع میں سامنے آیا۔“ بُونگے اس کا حکم۔“ لکھا۔“

”کی مسحوبت کی لکھا۔“ سماں پر اس کا حکم۔“

”بُونگے دو ہو چکے ہیں اور جو سوارت ابھی بڑی پیاری لگتے۔“ بُونگے بھی اور جھوٹے زنگ کے
ایک گھوڑے پر سوار ہتھی۔ اسی کے دامن بائیں دو مردوں سوار تھے۔ ایک
اویط مور کا مصنفوٹ جسم والا آدمی تھا جس کے بال سرمی تھے۔ پُرہو چوڑا
چکلا تھا اور جبر طوق کی بنادبٹ مصنفوٹ تھی۔“ بُونگے اس کا حکم۔“

”دوسرा آدمی جوان تھا اور خوش سکلن خدا ہے پس ہیں۔“ اس کا ایک
اویں مروں مرد میلے تھے اور عمدہ قیم کے گھوڑے اس پر سوار تھے۔“

”بُونگے چیدھے پر اسے کے دروازے پر آتے۔“ اس کا حکم۔“

”لکھا۔“ لکھی نے شریعتی سے کہا۔“ لو جو اس اکیا ہے مروں کے مالک
بے گفتگو کر سکتی ہوں جسے۔“ دوسرے حکم۔“

”لکھا۔“ لوکی کے طرز سکام پر نے شریعتی کو جھنپیا۔ اس میں میڈا کر دیا اور اسی
اس نے کہا۔“ کیوں نہیں کیوں نہیں۔ جاؤ وہ اندر جو جو دیے ہے!

”لکھا۔“ لکھی کے چراتے پر بکھے سے شرمندگی کے آثار نظر آئے اور اس نے بُونگے کی فربہت

نے کہا "کیا تم بڑا پسے نہ رہانی اُمیشے بلادو گے؟" تھا جسے اپنے
بڑا بھر جیل نے دروازے میں داخل ہوتے ہو دیے سرائے کے ماں
کو کہا اُر اُر یہ دیکھئے، آپ سے ایک خالین مٹا پاہی نہیں ایں۔ ایں ایں
ماں سرائے کا ماں دروازے پر آتے ہی لہل اٹھا اور پیراں کے لئے
لگے بڑھا مزا بولا۔" فاتوان ٹیکنے اکیا آپ اندر تشریف لایں گی؟
آپ کے لائق جو کچھ بھی ہے حاضر کیا باتے گا؟
وہ گودربے سے اتر پڑی اور دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی
تھی کہ سرائے کے ماں نے پوچھا کیا آپ کے بھائی کی کچھ خبر میں ہے
وہ کہتی ہوئی بولی۔ نہیں! ابھی تک نہیں اور اُنہیں پلے میں ہر سے
نسلی ہوں۔ وہ سرائے کے اندھا جان گئی اور اُدھر عمر آدمی نے شرجل
کو نقیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے جو بیٹھ چکے پڑاں تو حمراؤ زکریہ
اور باس کی آئیں اُس پر جمی کی جمی رہ۔" ایں ایں ایں

"فقول بایں مت کرد" "عمر آدمی بولتا
بھراں ہوں نے اپنے گھوڑے باندھ دیتے اور سرائے کے اندر
چلے گئے۔
شرجل نے ان کی پست کو سونی تھی اور اس نتھے پر پھٹا تھا کارکنی
کو اپنے گئی کشہ بھائی کی تلاش شروع ہے۔
شرجل کے اندازے کے مطابق وہ بھائی سے میں دوڑنہیں تھی
تھی کیونکہ سرائے کا ماں اسے غائب رجاتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ بھائی
اکثر دیشتر آتی رہتی ہو۔
عمر آدمی طور پر سر جبل ہر سرائے کے یامِ شست کے کمرے
میں داخل ہوا اور کھڑکی کے قریب والی پرستی بیوالی
سرائے کے ماں کی قدر یہ تھے اس کی طرف دیکھا تھا
لڑکی اور اس کے ساتھی بھی پڑھتے تھے اور نشت کے انتارے
اس کا آنسا سامنا نہیں ہوتا تھا۔
لڑکی بھل بنے ایک گلائی، یہاں کا خلعت کیا
لڑکی بھر اپنے نہ ماں کے کامہ بھی نہیں۔ "ہمیاں کے سارے
میں میں نے آفری باری اپنا تھا کہ وہ شہاں کی طرف سفر کرنے والا ہے
اوہ یہ بھی سُستا تھا کہ اس کے ساتھ پھر برآور دہ کوگ جھی میں۔
سرائے کے ماں نے کہا "اجرس ایک مقام سے دوسرے مقام
کم بہت درجے پہنچی میں۔ لیکن افری سردار بھائیوں کو کیا سوچی تھی؟"

حالاتِ حاضرہ کے باخبر لوگوں میں ہے میں۔ عام لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور آپ کی جان پچان کان، میلسنڈ دوڑ دوڑ تک بھیلا ہوا ہے۔ شمالِ عرصہ کے قریب آپ کی جان پچان کے لوگ کم ہوں گے لہذا آپ اس سلے میں میری مدد ضرور کریں گے۔ اسی خیال کے تحت میں نے پہلے آپ سے ملنائیں تھیں۔ احمد اپنے الہ

"انہا تو کیا آپ خود شمال کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کھی میں؟" میرا کے مالک نے کہا۔ "الله اکبر" اس کا اعلان ہے۔ "الله اکبر" میں بالآخر ایں! میں آپ جیسے مدرب لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد قیناً شمال کی طرف پیغمبر کروں گی۔ راکی نے جواب دیا۔ "عاقل ایں تمہیں! میں آپ کو اس کا مشورہ پر گزندوز دوں کا سشمیلی" مرحوم بے مدخر ناک لوگوں کی آماجگاہ بن گئی ہے۔ اور ان کا سربراہ بلاشبہ اراب سرشن ہی ہے! میرا کے مالک نے کہا۔ "ذوقنا شرجل کو کھانسی آگئی اور وہ چونکہ کر اسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے اس کی دہان و بردگی کا پہلی بار احساس ہوا۔ ہم وہ غمناک ہو کر لوی۔" تم ایک ایسی گفتگو شروع ہے جس کا تم کے کوئی تعلق نہیں۔

"میر، نہیں بھا خاڑوں ایا آپ کیا کہنا پاہی میں؟ میں زخمی نہیں ہے یہاں پیارہ ہوں۔ جلا مجھے آپ کی باؤں سے کہا۔ وکا۔" "شرجیل نے کہا۔" "لیکن اس کا کیا کہا۔" "لیکن اس کا کیا کہا۔"

سرستے کا مالک اور رضاکی کے دونوں ساتھی بھی شرجل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ پھر اپس میں گفتگو کرنے لگے۔ مگر اس بار ان کی اوایز اتنی مضم تھیں کہ شرجل نہیں سکا۔

شرجل سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دے تو اس مغروف رضاکی کے چکے چھوٹ جائیں گے۔

ہر چند کہ شرجل شکران کے لئے ایک ہموئی ساتاہم تھا لیکن درختت مُرخان کے شرجل خاندان کے افراد شرمندی میں اپنا جواب نہیں کھٹکھئے۔ شرجل اپنے خاندان کا آخری فرد تھا لیکن مُرخان کی ہرداری کے لئے جدوجہد کرنے کی بجائے اس نے خود کو زیارت گاہ پسے واپسٹہ کر دیا تھا۔

وہ لوگ آپن میں گفتگو کر رہے تھے اور کبھی کبھی تمہیرہ خلارت آیز نظروں سے شرجل کو دیکھنے لگتی اور وہ دل ہی دل میں منکر اکر رہ جاتا۔ اپنی تیمال تھمت کر کے شرجل اٹھ گیا اور تھیت ادا کر کے سدد دوانے کی طرف چل پڑا۔

ٹھیک اسی وقت تمہیرہ کام عبور ساتھی بھی اٹھا اور شرجل کے پیچے پیچے چل دیا۔ باہر اکر اس نے شرجل کو غایطہ کر کے کہا۔ بغاٹ میرا نام شہامت ہے اور میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ شرجل نے پہلی ہی نظر میں اب سے بسند کیا تھا کیونکہ ایس کی انہوں

میں اُسے راستہ بازی کی جگلکیاں نظر آئی تھیں۔

"ادر میں شریعل ہوں" وہ سمجھا کر بولا۔

شہامت نے کہا "میں بغور دیکھ رہا تھا کہ آپ دارالشکر کے نام پر چونکے تھے! کیا آپ اسے پہچانتے، میں؟"

"نہیں! میں نے بھی صرف نام ہی شاہے" شریعل نے جواب دیا۔

"آپ کس طرف کا ارادہ رکھتے ہیں؟" میں چبیں مکانات معمار ہوں، جہاں بھی کام مل جاتے گا اور ہر ہی محل باؤں گما۔" شریعل نے کہا۔

"آپ خاتون تمہینہ کی تندزم زوجی کا بڑا نامانیے گا۔ وہ اپنے بھائی کی وجہ سے پریشان ہیں"

"کوئی بات نہیں" شریعل نے سلے پرواہی سے سنس کہا "میں عورتوں کی تندزم زوجی کا بڑا نہیں مانتا، البتہ کوئی بڑا میرے مقابل تندزم نہ ہو کر دیکھے سا"

"آپ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں" اس نے سمجھا کہ کہا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر لوٹا۔ جنا ب اجب، ہم ادھر آہنے تھے تو کچھ لوگ راستے میں لے لے تھے۔ کیا وہ ہیں سے رخصیت ہوتے تھے۔

"اُن اے" شریعل نے محقرسا جواب دیا۔ "کیسے لوگ تھے؟ شاید وہ بھی شمال ہی کی طرف جا رہے ہیں۔"

"اُن میں سے ایک خطرناک معلم ہوتا ہے، وہ جس کی انکھیں سانپ جیسی میں" شریعل نے کہا۔

"میں نے اس پر سورہ میں کیا تھا۔ اچھا آپ پر سفر کی صعوتی آستان ہوں۔" اُس نے مصائب کے لئے ہاتھ پر حاتمے ہوئے کہا۔ شریعل نے مصالحہ کرتے ہوئے اُسے بھی سفر کی آسانیوں کی دعا دی۔ شہامت پھر سراۓ میں واپس چلا گیا۔ پوئی نیک اسرائے کے باہر شریعل کا منتظر تھا۔

اُس نے شریعل سے کہا "تمہارے اوزاروں کا تھیلا درہ سامان سیستہ بہت درنی ہو گیا ہے۔ ایک گھوڑا مل جاتا تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ ہم نی الحال یہاں سے سیدھے بٹتی کی طرف جیں۔ شاید وہاں کوئی گھوڑا یا ایک برداری کا خڑتا ہو آجائے۔"

"اچھا! چلو، پلے ادھر ہی پلتے ہیں اے" شریعل نے فریق کے لجھے میں کہا۔ لیکن ہم دہان کبی سے گھوڑے یا بچھر کی بات نہیں کریں گے۔

"پھر بات کیسے بنے گی؟" بھی نیکے نے اُسے چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھا جائے گا اب نی الحال میری جیب آنی درنی نہیں ہے۔"

"کیا میں اس سلے میں کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" بھی نیکے نے بڑے غلوص سے کہا۔

نہیں تم مجھ سے زیادہ ضرورت منہ ہو، تم منکر کیوں کرتے ہو، میں خود
وں خود پر بھاری ہوں۔ سارا سامان اپنی لشت پر لاد کرہی اب تک
پیدل سفر کرتا رہوں ۔

چوبی ٹھنگ کچھ نہ بولا اور وہ بستی کی طرف چل دیئے۔ بستی صاف ستری
تمی۔ مختلف اقسام کی کتی دکانیں تین جن سے ضروریات زندگی کا سامان خریدا
با سکتا تھا۔ ایک چھوٹی سی صاف ستری سراۓ جی تھی۔

شر جیل نے چوبی ٹھنگ سے کہا۔ ”بس ہم سراۓ جی میں جل کر ایک لیک
گلاس تیمال کا پیس گے اور آگے کے سفر کے علاوہ اور کسی قسم کی گفتگو
نہیں کریں گے۔ گھوڑے یا خرگوش نام بھی نہ لینا۔ ایسا ذہن کر تھا توں کی
زیادتی کی بناء پر ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے۔“

”اچھی بات ہے پیارے۔ جیسی تھا رای مردی۔“ چوبی ٹھنگ نے
کہا۔

دونوں سراۓ جی میں داخل ہوتے اور چوبی ٹھنگ نے باورچی خانے
کی کھڑکی میں سے جھانک کر دو گلاس تیمال کے لئے کہا۔

سراۓ جی کا ماکٹ خود ہی ان کے لئے تیمال لایا جس کی تیمت کی ایک
شر جیل نے لے گئے ہا تھکر دی۔ اُس نے کالی ٹکیوں کی سجائے دھات کا سکن
پہنچ دیا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ لوگ پیدل سفر کر رہے ہیں۔“ اُس نے
کہا۔

”اب۔ ابھی تک تو ہمارا سفر پیدل ہی ہوا ہے۔“ جو بیٹھا بولا۔
”لیکن آگے کا راستہ سواری کے بغیر بے حد دشوار ہو گا۔ آپ
لوگ روزن لاد کر پیدل نہ چل سکیں گے۔ اگر آپ چاہیں تو یہاں آپ
کو گھوڑے اور بار برداری کے چھر جھی مل جائیں گے۔“
چوبی ٹھنگ نے دز دیدہ لگاہوں سے شریل کی طرف دیکھا جو اس
طرح لا تعلق بیٹھا تھا جیسے یہ سب اس کے سنتے کی باتیں ہی نہ ہوں۔
”کیا خیال ہے؟“ چوبی ٹھنگ نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔
گھوڑے بھی بہت منگے ہیں!“ شر جیل نے پر دانی سے بولا۔
”جہاں ہم جا رہے ہیں، وہاں پہنچ کر انہیں دوبارہ فروخت کر کو
گے۔“ چوبی ٹھنگ نے کہا۔
”سراۓ جی کا ماکٹ والیں چلا گیا تھا۔“ دفعاً ایک موٹا سا آدمی سراۓ
میں داخل ہوا۔ صورت ہی نے کسی قسم کا تاجر معلوم ہوتا تھا۔ وہ سیدھا
باورچی خانے کی طرف چلا گیا اور وہاں سے تیمال کا گلاس لے کر ان کی
میز کی جانب آیا اور کرسی پہنچ کر بٹھا ہوا بولا۔ ”اگر کوئی حرج نہ ہو۔
جو کوئی حرج نہیں؟“ چوبی ٹھنگ بولا۔“ جب کہ اپنی تیمال م عمڈی
کاے ہو۔“
”اوہ، تو تم مجھے نہیں پاؤ گے؟“ موٹا آدمی نے خوشنیدل
سے کہا۔

”جب کوئی شخص میرے پاس کچھ فروخت کرنے کے لئے آتا ہے تو خود ہی مجھے پلا پا بھی ہے۔“

”تم بہت عقلمند معلوم ہوتے ہو“ موٹے نے ہنس کر کہا۔ پھر شرجیل کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”جو ان آدمی ا! تم قابلِ رشک صحت کے ایک ہو۔ وجبیہ اور دل کش بھی ہو، لیکن یقین کرو کہ اس کل ڈھب راستے پر دزد لاد کر پیدل چلے ہو سے ذرا اچھے نہ گلوگے۔“

”کہا۔ تو تم شاید گھوڑوں کے تاجر ہو۔“ شرجیل مسکرا کر بولا۔ ”تم طبیک سمجھے جو ان آدمی۔“ موٹے نے کہا اور شرجیل کو بڑی توجہ اور دلچسپی پے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ ”واقعی تم ایک خوبصورت اور طاقتور جسم کے ایک معلوم ہوتے ہو۔ یہاں بستی میں بھی کچھ طاقتور بخوان ہیں، لیکن افسوس کہ تم ایک سافر ہو چلے جاؤ گے درتہم ایک العانی دیکھ منعقدہ کر کے دیکھتے کہ تم ذاتی کتے طاقتور ہو۔ کیا تم کشتی بھی لڑتے ہو؟“

”شرجیل نے تندب کے ساتھ کہا۔“ یہاں ! میں طاقتور بھی ہوں اور کشتی کے فن سے بھی دافت ہوں، لیکن خاہ مخواہ وقت ضایع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اگر العانی کی رقم معقول ہو تو اس پتیکش پر غور کر سکتا ہوں۔“

”ہماری بستی میں دو چوٹی کے زارا کے ہیں۔“ موٹے نے کہا۔ ”زارا اور جابر کو تو آج تک کوئی شکست دے ہی نہیں سکا، لیکن آج جنکل دہ بستی میں موجود نہیں ہے۔ اگر تم کھو تو ہماری اور زارا کسی کوئی کام اعلان کر دیا جائے۔“

”شرجیل نے ہنس کر کہا۔“ نہیں ! میں تو اس جابر سے لڑوں گا جسے آج تک کسی نے شکست نہیں دی۔“

”لاف و گراف سے کام نہیں چلے گا اڑکے ! جابر بہت طاقتور ہے۔ اب تک کتنی بڑے بہلوں کی ہڈیاں توڑ جگائے ہے۔“ موٹے نے کہا۔ شرجیل نے چھینچلا کر کہا۔ ”اب تو میں اس کے علاوہ کسی اور سے لڑوں گا ہی نہیں۔ خاصی دلچسپی رہے گی۔“

موٹے نے خوارت سے ہنس کر کہا۔ ”تم جابر کے ساتھ دلچسپی کی بات کرتے ہو۔ دلچسپی نہیں موت کا تشنیع کہو۔ بہر حال وہ تو ہیاں موجود نہیں ہے۔ تم زاراک سے لڑو۔ توقعیں لوگ اکٹھے ہو جائیں گے اور شرطیں بدیں گے۔“

”لیکن میں معمولی شرطوں کے لئے نہیں اڑ سکتا۔“ شرجیل نے منہ بنکر کہا۔ موٹا جلدی سے بولا۔ ”تم گھوڑوں کی بات کر رہے تھے رین دا ایک گھوڑے کے پھر رن کے ساتھ لگاسکتا ہوں۔“

”شرجیل حققتاً اسی سے لڑنا چاہتا تھا جس کی اس نے بہت تعریف سنی تھی۔“ جابر ! لیکن اب ان گھوڑوں کے لئے اُسے زاراک سے رانیا بڑے گا۔

”اب ہیں چلنا چاہتے !“ شرجیل نے چوبی ڈیکھے سے کہا۔ ”یر معاملات طے ہوتے دکھاتی نہیں دیتے ہیں اپنی راہ کیوں کھوٹی کریں۔“ موٹا جلدی سے بولا۔ ”نہیں ! نہیں۔ الی کوئی بات نہیں۔“

تیس چالیس آدمیوں کی بھیڑ ہو گی اور یہ کشتی دوستانہ فضائیں لڑی جاتے گی اور بار نے والا کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنی ہمار کا استقامت لینا چاہتا ہے۔ کشتی سے ملے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ یقین کرو اگر تم جیت گئے تو طرفے فائدے میں رہو گے۔ میں اب جلتا ہوں، مجھے اب اس مقابلے کی تشریف یعنی توکرنی ہے۔ وہ سراتے سے نکل گیا۔

چوبی ٹیکا شر جیل کو عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ شر جیل نے سہن کر پوچھا۔ "اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟" "آخر تھیں کیا ہو گیا ہے؟" چوبی ٹیکا نے پر تشویش بھیں کیا۔ کیا پہلے بھی کچی کشتی رکنے کا اتفاق ہوا ہے؟"

شر جیل نے پڑاتی سے کہا۔ "ہاں! اکیوں نہیں! بچپن میں ساختیوں کو چھپڑ چھپڑ کر لڑا کرتا تھا۔" "تیس کرو، خدا کے بندے ہے!" چوبی ٹیکا بے زاری سے بولا۔ "بچپن کے شجر بات کی پنا پر ایک پیشہ درپلان سے رہنے پڑے ہو جو" "تم کرو،" شر جیل اٹھا ہوا بولا۔ "چلو! اس کے اصطبل میں چل زرا گھوڑے دیکھیں۔ مجھے ہر طالی میں دو گھوڑے کے۔" اور بارداری کے لئے ایک پچھر چاہیے۔" "چھپڑ چھپڑ کے دل سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہولیا۔"

وہ یقیناً ایک بڑا تاجر تھا کیونکہ اس کے اصطبل میں ہر قسم کے گھوڑے موجود تھے۔

شر جیل نے ذایلے گھوڑے پسند کئے، جو بلے سفر کے لئے نیات موزوں تھے۔ اُسے ایک معموم آنکھوں والا اخچر ہی پسند آیا۔ چوبی ٹیکا بیزاری سے نہ بنا تے ایک طرف کھڑا تھا۔ اُس نے کہا۔

"میں تو پیدل ہی چلنا زیادہ مناسب بھجوں گا۔" نہ بنا۔ شر جیل نے کہا۔ "بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں گھوڑے پر چلوں اور تم پیدل۔"

"تم میری مشکر نہ کرو! اے چوبی ٹیکا بولا۔" اور وہ پھر سراتے کی طرف چل پڑے۔

سراتے کے ماکن نے ایک بار بھر اُن کا یخیز معتقدم کیا، اور زاراک کی باتیں چھپڑ دیں۔

اس دوسران میں شاید اُسے علم ہو گیا تھا کہ کشتی کی بات پھی ہو گئی ہے۔ شر جیل نے لو چھا۔ "کہیا وہ نہست لمبا چوڑا ہے؟"

"یقیناً!" سراتے کا ماکن سر ملاکر بولا۔ "تم سے کہیں زیادہ فرن میں بھی تم اس سے کم ہی ہو گے۔ جابر کے علاوہ وہ آس پاکس کے تمام پہلوؤں کو شکست دے چکا ہے۔ جابر تو بنا تے اپل شکست ہے، ہی۔"

"میں زاراک کو شکست دوں گا۔" شر جیل نے بے پڑاتی سے کہا۔

”تم اے“ سراتے کے ماں نے حمارت سے کہا۔ ”وہ تمہیں کجا جا جائے گا۔“

شر جیل کو عفنسہ آگیا لیکن اُس نے انہمار نہیں ہونے دیا۔ وہ تو جایہ سے مقابلہ کرنے کی طرح نے ہوا تھا اور یہ نامقوقول سراتے والا اسے زاراک ہی سے دہشت زدہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سراتے کا ماں مزید کچھ کے بغیر اندر چلا گیا۔ والپی پر اس کے ہاتھ میں لو ہے کا لیک مٹا ساٹھ کڑا تھا۔ اس نے اُسے شرجیل کی طرف پڑھاتے ہوتے کہا۔ ”یہ بھی گھوڑے کی نعل تھی جسے زاراک نے سیدھا کر دیا تھا۔“

شر جیل نے اُسے اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا ”واتھی ایک مردانہ کارناں ہے۔ نیز ہاں تو گھوڑوں کے تاجر کی طرف سے ہمیں ایک ایک گلاں تمہاں پیش کرو۔ اُس نے وعدہ کیا تھا۔“

”ضرور ضرور اے“ سراتے کے ماں نے فرم لجھے میں کہا۔ ”تم ایک اچھے لوگوں ہو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے نیچے پر نظر ثانی کرو۔ میں اسے ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ تم اپنی کوئی را تھے یا پیر گنو۔ بھو۔“

چھڑوہ ان کے لئے تیماں لینے اندر شرجیل میکر اک جبی نیچے کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہو سکتا ہے وہ پسچ کہہ رہا ہو۔“ چوبی ٹنگا بولا۔

شر جیل نے اُسے کچھ جواب دیتے بغیر لو ہے کادہ ٹکڑا اٹھایا اور نہایت آسانی سے اُسے گھوڑے کے نعل کی شکل کے دوبل فے دیتے۔

چوبی ٹنگا لمبی سانس لے کر رہ گیا، لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ اتنے میں سراتے کا ماں تیماں نے کر آگیا۔

شر جیل نے اُسے کہا۔ ”تم ہمیں کھانا بھی کھلاؤ۔“ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تجوڑی ہی دریہ بعد زاراک سے مقابلہ ہو جائے۔

”اُر سے اتو کیا بھی ہمک یہ بات تمہاری سمجھیں نہیں آتی؟“ مراتے کے ماں نے کہا۔

”یقیناً!“ ہمارے لئے دو اچھے بستر و کام اسلام کر دینا۔“ شرجیل نے کہا۔

کھانا کھانے کے بعد چوبی ٹنگا تو دروازے کی طرف بڑھ گیا، اور شرجیل نے سراتے کے ماں نے کہا۔ ”تمہارا کھانا بہت لذیذ تھا اور تیماں بت اچھی بھتی۔“

پھر اس نے گھوڑے کی دو نعل اٹھائی اور اس کی طرف بڑھا تا ہوا بولا۔ ”دیکھو ایہ بات میرے اور تمہارے ہی درمیان رہنی چاہئے کی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔“

نعل کو اس ہیئت کذاہی میں دیکھ کر سراتے کا ماں تھکا بٹا رہ گیا۔ کچھ ہمایا چاہا لیکن صرف ہونٹ ہل کر رہ گئے۔ آواز نہیں سکل سکی۔

پھر وہ میری سے آنگے بڑھا اور نعل کو ایک میر کی دراز میں رکھ کر بند کر دیا۔ اتنے میں گھوڑوں کا تاجر بھی آگیا۔ اس نے کہا۔

۶۔ تو تم نہیں رٹو گے ہے متاب جرنے کہا۔

"میر کسور الکڑا،! مختصر تھماری تفسیری کر کے لئے!" شر جل نے کہا۔

”لیکن میں تو زار اک گوکلوا چکا ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی اطلاع ہو گئے ہے۔ شام کے لئے

”تمہارا اپنا مسلسل ہے!“ شرچل بے پرواہی سے بولا۔ لیکن میں اپنی
مارٹن فر قائم ہوا۔ مسٹر سے سفہ، نسخے اور تمہارے تین چانوں۔“

پا پر پیش از یورک یعنی اولی - ایلر برادر دیں بارہ

اُن سے اس طریقے سے چار ہزار بے رُن درب بیجا رہے۔
شرجیل کے اسی مالک میں چھوڑ کر سراستے سے باہر آیا، اس
کے نزدیک اٹکا جانے والے کچھ تھنڈا ملائیں۔ اس کے طبق شریعت کے حکم وہ

لی کھل ساہراہی سرک اٹھ ای۔ پچھے دوار سرے ای سرک اے وھائی عیسے
وہ تریپ پنچ تو شریل نے انہیں پہچان لیا۔ یہ خالوں تھیں نہ ادراں
کے۔ ایک تھی مسکت آئے۔ راگ طارت ای سمجھ گا تا

دو بلوں سماں ہے۔ میرا دادی کا حوزہ اکدر کے پیچے رہے یا پیٹھا۔
میرا دادی نے اپنے گھوڑے سے اترتے ہوئے شر بجل سے
111 ایک سسند میں ”ام کے تباشہ“ کا نام دیا۔

لہا۔ م ابی یاریں ہو جو۔ اکڑی مدد بے ہی خروں ہے اے
یکھنے لگا۔

”بیکن کیا بتاؤں!“ شریعت نے مسکرا کر کہا۔ یہاں کچھ اجھ کر رہا گیا ہوں۔ یہ لوگ مجھے کشفتی کے ایک مقابلے میں دھکیل رہے ہیں۔ مجھے

اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے، لیکن گھوڑوں کا تابع گڑ بڑا کھر رہا ہے۔ ”تمہارا مطلب گیوں سے ہے! وہی یہاں گھوڑوں کا ناجر ہے۔“

”ہاں دہی۔ وہ مجھے بہت معمولی قسم کی شرطیں لگا کر بدلوں کر رہا ہے۔“

”زاراک تم کو ہیں سراتے کے سامنے ملے گا۔ سورج غروب ہونے کے وقت،
کرتی سامنے والے گھاس کے قطعے پر ہو گی۔“

شر حلیں نہیں بے پرداں سے شانوں کو جنم دے کر کھا۔“ میں نے
قطعنی نہیں کہا تھا کہ میں اس سے طویں گا مجھی۔ بھلا مجھے اس نے نیا حاصل
ہو گا؟ ”

”تم اس سے شرط لگا سکو گے“ گھوڑوں کے تاجر نے کہا ۔ ”تم بھی اور تمہارا دوست بھی میرا خیال ہے کہ تم شرط لگانا یا سنداز کرو گے۔“

شرجیل نے کسی تدریجی پہنچ کے ساتھ کہا۔ ”میرے پاس بہت تھوڑا سا سرمایہ ہے لیکن تمہارے پاس بہت سے گھوٹرے ہیں۔“

مکھوروں کا نام مت لو۔ تاجر نے گل بڑا کر کہا۔ ”میں زیادہ سے زیادہ دوسری کے لگاسکتا ہوں۔“

ل شر جیل نے سہنس کر کہا۔ ”تو پھر تم اپنا دقت ضائع کر رہے ہوئے مہنارے دو گھوڑوں اور ایک بھر کے مقابلے میں میں سہری تک گھاؤ

گھوڑوں کے تاجر کے چہرے پر تاریکی سی چھاگئی اور اس نے لہا۔ ”اگر میں نے گھوڑوں کا ذکر کیا بھی تھا تو وہ محض مذاق تھا۔ میں دیوں سی تفریح دو سہری تھے ۔ ۔ ۔ ”

”بس اے“ شر جمل ماتھا اٹھا کر بولا۔ ”تم تفریح کی بات کر رہے ہو
مر میں بٹی میں ناک رکڑتے ہے جارہا ہوں۔“

پر لگاتے۔ غالباً بگبول کا خیال ہے کہ زاراں اک اتنا طاقتور نہیں ہے کہ اُس کے لئے زیادہ سر ملتے کاظمہ مول لیا جاتے ہیں۔

اچانک بگبول سراتے سے نکل آیا اور بھنا کر بولا! مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ یہ کشتی ضرور ہو گی، میں تشریکر چکا ہوں۔

تمہینہ شرطیں کی طرف دیکھ کر بولی۔ پس پسخ بتاؤ تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟

”صرف دش نہ ری لسکے خاتون!“

”اُن میں میرے پندرہ تھے جسی اشال کر لو۔ میں تمہیں زاراں کے ہاتھوں پٹتے دیکھنا یا ہتھی ہوں۔“

”پسخ خاتون!“ شرجیل غوش ہو کر بولا۔ آپ میری مشڑائیں

”شرکت کریں گی۔“

”لیکیوں، کیا غور توں کو پر شرط لگانے کا حق حاصل نہیں ہے امیرتے علاقے میں حورتیں جھی گھڑ دوڑ اور کشتوں پر شرط لگاتی ہیں؟“

تمہینہ کے معبر ساقی نے کہا۔ ”خاتون! میں آپ کی بجکہ ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتا۔ آپ اس شخص سے پوری طرح واقف جھی نہیں ہیں۔“

”میں تو بس صرف اتنا جانتی ہوں کہ زاراں اک اُس سے خاک میں ملا دے گا۔ چلو اب اندر چلو۔“ وہ گھوڑے سے اتر کر شرطے کی طرف بڑھتی ہوئی۔

وہ شرجیل کے قریب سے اس طرح گزر گئی تھی جیسے وہاں اُس سے

”یا تم خود ہی ڈر رہے ہو؟“ اچانک تمہینہ بول پڑی۔

”ہو سکتا ہے“ شرجیل نے بے پرواہی سے کہا۔ ”مجھے کچھ نہ کچھ تردید تو ہونا ہی پاہتے جب کہ میں نے ابھی تک اپنے مقابل کو دیکھا تک نہیں ہے۔ دیسے میری خواہش تھی کہ میرا مقابلہ باہر سے ہوتا یک ماتفاق سے وہ یہاں موجود نہیں ہے۔“

”جاہر ہے“ معبر آدمی بکھلا کر بولا۔ اس کا تصور تک خوفناک ہے۔ تم شاید کسی غلط فرضی میں متلا ہو۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرنے والا اپنا کوئی عضو ہمیشہ کے لئے گناہ بھتتا ہے۔

”تے تریختا اُسے سبق ملنا چاہیتے“

”اُم اسے سبق دو گے!“ تمہینہ خادت سے بولی۔

”ماں خاتون! سوچا تو یہی تھا، لیکن وہ مجھے زاراں سے ردا نا چاہتے ہیں۔“

”تم اُس کا بھی کچھ نہیں بکھرا سکو گے۔ میں زاراں کو جانتی ہوں، وہ بہت طاقتور ہے۔“

”ماں خاتون! میں نے بھی یہی سنا ہے، لیکن ابھی میں نے کوئی فصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ گھوڑوں کا یا بگبول گر ٹرکر رہا ہے۔“

”وہ کیا گر ٹرکر رہا ہے؟“

”میں عمومی شرطیں کے تحت کشتی نہیں اڑ سکتا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ میرے میں نہ رہی سکھوں کے مقابل اپنے تین جا لوز شرط

ہے وجود ہی نہ ہو۔ شر جیل نے اُس کے قرب سے عجیب سی خوشخبر محسوس کی تھی۔

سورج غروب ہونے سے قبل ہی زاراک دہان پہنچ گیا۔ وہ ایک بلند والا گھوڑے پر سوار تھا۔

شر جیل نے اُسے دیکھتے ہی محسوس کیا کہ وہ نہ صرف تن دلوش میں بلکہ دوزن میں بھی اس سے زیادہ تھے۔ عمر میں بھی اس سے دوچار سال بڑا ہی رہا ہو گا البتہ اس کے پھرے پر بچوں جیسی نرمی بھی جس سے خود شر جیل محروم ہو چکا تھا۔

زاراک نے شر جیل کی طرف دیکھا تک نہیں، لیں ذنوں کے درمیان تھعاف ہوا اور اڑاہہ گھاس کے قطعے پر بہنچ گئے اور انہوں نے کپڑے آنار دیتے او جھوٹ پر صرف زیر خانے رہنے دیتے۔

زاراک تیری سے آگے بڑھا، شاید وہ شر جیل کے سینے پر لٹکمار کر گرا دینا چاہتا تھا۔

شر جیل بھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور پھر ملٹ کر اس کی باتیں کپٹی پر ایک ہاتھ رسید کیا۔

زاراک اس عملے سے اڑ کھڑا ایسا لیکن فوراً ہی سنبھل کر پھر عملہ آور ہوا۔ شر جیل ایسے ہے جسے کسے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ زاراک کشتی میں

کتنی مہارت رکھتا ہے۔
کم از کم پچاس تماشائی گھاس یہ موجود تھے۔
زاراک ضرب طاری اور تیر و طار عطا کیکن شر جیل نے اندازہ کر لیا کہ وہ بہت زیادہ کشتیاں نہیں لڑا۔

ت اچانک شر جیل تیری سے آگے بڑھا۔ شاید اس بارہ وہ کوئی خطرناک داولکھا لیکن بفتی سے پھر کا ایک طکڑا اس کے پیروں کے پیچے آگئا۔ لیں دہا اپنے زور میں گزرا ہی پڑا ہوتا لیکن زاراک نے اسے گرنے نہیں دیا کیونکہ اس کا سر زاراک بستے دامن بازو کی گرفت میں آکیا تھا تاکہ اس کیں قبل اس بکے کر دے اس پر زید زور دیتا۔ شر جیل نے ایک گھٹنا زمین پر سینکت کر دیا۔ مثلاً اس کی ٹانگوں کے درمیان ڈال کر کیسے الٹ دیا اور دلوپیچ کر بیٹھ گیا۔

دیباپ شاید زاراک کو اپنے مقابل کی طاقت کا اندازہ ہوا تھا کیونکہ وہ اس کے دباد میں آئے کے بعد سے بخش بھی نہیں کر سکا تھا۔

تمہیں کامغر سا بھی چنان اپنی جیت شر جیل کی۔

شر جیل زاراک کو چھوڑ کر ہٹ گیا اور زاراک متین از زور اپنیں اسے گھوڑتا ہوا اٹھ گیا۔

ستا نے کے دینے میں سراستے کا ایک شر جیل کے پاس لکر آمد تھے بولا۔ ”واہ بھی اتم نہیں توکال ہی کر دیا۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ زاراک نہیں رکڑ دے گا۔“

مسيحي کچھ ہوتا ہے؟" شر جيل نے نشک لجئے میں کتاب سے لئے
دوسری طرف لوگ زاراک کو طرح طرح کے شودتے دیکھنے رہے
تھے وہ سات نئے کاؤنٹر اختام کو پہنچا اور وہ دلوں پر یا کیتے دلوں سے
کے مقابل آگئے۔

شر جيل کے اندازے کے مطابق زاراک ٹھانہ تور شرور ہا لکن
اسے زیادہ دلو بیچ نہیں آتے تھے۔

اجاہد اس نے شر جيل کے دلوں ایشانوں کو پکڑا اور اسے الٹے
قدم دھیکتا ہوا دورستک تھے کیا اور پھر شر جيل نیچے گرا اور وہ اپنے
ہی طور پر گرا تھا ایک نیا واد لکھنے کے لئے۔

زاراک اسے اپنی کاڈکر دیکھا اور اس کی مناسبت اسے شر جيل
پر چھا جانے کا ارادہ کر ہی رہا تاکہ شر جيل لایے اسے ٹانگوں پر لے
رکھ کر دوڑا جھاں دیا اور اس کے گرنے کی آواز دوڑا دورستک بھی
تھی۔

پھر قل اس نکے کرو اٹھا شر جيل نے جھلکات لکھی اور
اس پر جا پڑا۔

زاراک اٹھنے کے لئے زور لگا رہا تھا لیکن شر جيل نے اسے
اس بڑی طرح گاڑھ کھا تھا کہ وہ ہل بھی نہیں کیا تھا۔

"ددوسری جیت، بھی ایشانوں کی تھیں کے معراجنا یعنی سینے اور
لگائی۔

مٹا۔ سلے منے تھیں کہ میری نظر آئی۔ اُس نے شنک بچے میں کہا۔ ”یہ لو تمہاری رقم! لیکن میں نہیں جاتی تھی کہ تم پیشہ درپہلوان ہو۔“

”میں پیشہ درپہلوان نہیں ہوں، مکڑی کا کام میرا پیشہ ہے اور مجھے آپ کی رقم نہیں چاہتے۔ میں گھوڑے اور چرخیت چکا ہوں جس کی وجہے ضرورت ہے۔“ شرجل نے تکید کر کہا۔

”غیر۔ غیر!“ وہ شنک بچے میں بولی۔ ”تم طالب اور صدرا ہوں لیکن ذہانت اور پیشہ ہے۔“

چھروہ تکنست کے ساتھ سراٹھاتے ہوتے باہر چلی گئی۔ اس کا یہ روئیہ تک امیر تھا لیکن نہ جانے کیوں اُس نے شرجل کے فرس پر کوئی ناگوار اثر نہیں ڈالا اور وہ میتھرا میسے پیشہ کرتا رہا۔

اتھے میں سراتے کا مالک بھی اندر آ کیا اور اس نے شرجل سے کہا۔ ”کیوں جھائی کیا اب راتی جابر ہی سے کشتی ہو گی؟“ مگر نہیں جابر اور پیشہ میں اس کا تصور بھی نہ کرو نہ گردن کی ہڑی ہی سے ہاڑھ دھو بیجو گے۔“

اچاہک عقب سے کسی نے کہا۔ ”اب جابر کمال دھرا ہے کہ اس سے کشتی ہو گی۔“

دونوں نے مرٹکر دیکھا۔ ایک اجنبی دروازے کے قریب گھرا تھا۔

سراتے کے مالک نے کہا۔ ”کیوں بھتی ایسی باتیں کہ رہے ہو؟“

”ایک اجنبی بولا۔“ میں طحیک کہہ رہا ہوں۔ اب اس کے کوئی بھی نہیں مٹا۔

میکے گا کیونکہ آج بسخ وہ پشتان بستی میں نازد الگیا اور سیرت کی باش یہ ہے کہ کیک تھا آدمی نے اسے مار ڈالا۔“ وہ تھوڑی دیر خاموش شہ

زد کی چھر بولا۔“ وہ صرف تین نائیوں کی کشتی ناپت ہری تھی۔ مقابل نے اسے اس طرح پھاکا کیں کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ادیکھتے ہی دیکھتے

مر گیا۔“

”اگر گز نہیں۔ اگر گز نہیں۔“ سراتے کا مالک مضطربان بولا۔ ”وہ گینڈے کی گردن تھی۔“

”تم کیا بات کرتے ہو ہے؟“ اجنبی بولا۔“ جابر کا مقابل عجیب ہی آدمی تھا۔ اس کی گردن توڑ دیے کے بعد اس نے اپنا پاپت نکلا اور اس میں تباک بھرنے لگا۔ بیسے کوئی بات ہی نہ ہوتی ہے۔ اب بھی سوق سوچ کر سیرے رو بھٹکھڑے ہو رہے ہیں۔“

”آج اس سیرت ایک جزاً آدمی کا کوئی نام جی ہے؟“ سراتے کے مالک نے کہا۔

”کیوں نہیں۔ اب اجنبی بولا۔“ اس نے اپنا نام سردار خیاں زیان بتایا تھا۔

”الل شرجل نام میں کرستا کئے میں رہ گیا۔“ ناوارزی دان بکھیں دھی ریکھا۔

”میکے فیلان گردن کا بھی تو تال تو نہیں۔“ اس نے اپنا نام کھو دیا۔

پورے دن سفر شروع ہوا تو وہ سب ساتھ تھے آفر خاں توں ہمینہ بھی تو شمال ہی کی طرف نظر کر رہی تھی اور اُسے بھی دریا نیلی کے این حصے مکث پہنچتا تھا جہاں سائیون کے ذریعہ نظر جاری رکھا جا سکتا تھا۔ تھیں اُس کے ساتھیوں کے گھوڑے آگے بڑھنے تھے۔ شر جیل نے یعنی اپنا گھوڑا سب سے پہلے رکھا تھا۔ چوبی سوچ کے گھوڑا اُس کے ساتھ تھا۔

گھوڑوں کا تاجر گبول بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اُسے بھی شاید کسی کام سے پشتیان بسی سبک جانا تھا۔ شر جیل سوچ رکھا کیا سزار خاور زمان اب بھی پشتیان بستی میں مقیم ہو گا۔

لندن فرقاً گھوڑوں کا تاجر گبول بھی اپنا گھوڑا ان کے برائی کے ایسا اور شر جیل سے بولا۔ قم خوشیں قصیبت ہو کر جانہ پڑے ہی مر گیا وہ قم باز نہ آتے، اُس سے مزدور لڑتے اور سارے جاتے۔

”ہو سکتا تھا ایسکیں وہ خاور زمان کو تو نہیں نار سکا۔“

”میں ہیں جانشک خاور زمان کوں ہے۔ میں نے اُسے بھی نہیں دیکھا لیکن الیما ملعون ہوتا ہے جیسے یہاں ”کے لوگوں کے لئے وہ اجنبی نہیں ہے۔“

”میرے بھائیوں کے لئے وہ ایسا ہے کہ کوئی نہیں دیکھتا۔“

”میرے وہ ایسے اٹھا تاہم ہو لیکن شر جیل کے ذریں پرتو خاور زمان بڑی طرح چاکر رہ گیا تھا، کوئی خلش تھی اُس سے متعلق کہیں وہ دار اپنے سرکش کے ساتھیوں میں سے نہ ہو۔ چوبی سوچ نے بھی تو اس کے متعلق یہی کہا

”تھا کہ وہ اُسے ایک بڑھنے آدمی کی حیثیت ہے جانشی ہے، یہ حال بڑھنے جا بڑھنے آدمی کی کگر دن توڑ سکتا ہو اُس سے ہو شیار ہی رہنا چاہتے۔“

”شر جیل نے سوچا جس طرف ہمین سفر کرنے تھے شاید خاور زمان کی بھی وہی منزل ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہینہ کو بھی کوئی لصیان پہنچانے کی کوشش کرے لہذا یہ اچا ہی ہے کہ سفر میں اُن کا ساتھ ہو گیا۔“

”خوٹی دیر بعد چوبی سکا اور شر جیل تینہارہ رہ گے۔“

”وہ سردن کے اک گے نکل گئے تھے۔“

”شر جیل نے چوبی سوچ کے کہا“ قم نے بھی خاور زمان کا ذکر رکھے اُدمی کی حیثیت ہے نہیں کیا تھا۔ آخر قم اُسے کہ سے اور کیسے جانتے ہو؟“

”میں اُگری پیدا ہو سال پہلے کہ بات ہے اے!“ چوبی سکا بولا۔ ”لیکن وہ اس وقت شردار خاور زمان نہیں تھا بلکہ ارشیک کملتا تھا۔“

”اے! یہ کیا بات ہوئی؟“ شر جیل چونکت کہ لالہ کوں کیا کہا۔

”اے! میں نہیں جانتا کہ وہ سردار خاور زمان کیں طرح ہیں۔“ چوبی سکا بولا۔

”یقین کر فوٹھے ہیجان نہیں سکتا ذریعہ نہ چھوڑتا۔“

”او!“ قوم اُس سے خالق ہے۔“ شر جیل نے پوچھا۔

”میں ایسے گھوڑوں سے بھیش غالیف رہا ہمیں جن کا فراز اچنا۔“

کچھ ٹھیک نہ رہا، ہر اور وہ چلتے پھلتے اچاہک لوٹ جائیں۔ چوبی سکا بولے جواب دیا۔

”ای بھی اسی کی لشیں تو بھی کہا۔“

لے تھے بڑی بھیت باتیں کر رہے ہو، اور شر جیل کے کہاں
یقین کردیں لے دوست امیں غلط نہیں کر رہا۔ وہ ہنسنے لے
تمارے چہرے کی طرف تھوڑا ہاتھ نہیں کام سمجھو گے شاید پیارے سے
تھوڑی چھوٹے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ آپا کہ تماری گردن پکارے کے
پھربی مسکا بولا۔

پشتان بنتی پنچھے تو دلماں کی سرائے میں جابر اور خاور زمان ہی
کے نہ کرے چھڑے ہوتے تھے۔ قبائل اس کے کہ خاور زمان کے خلاف
کوئی تاثرانی کا روزانی ہو سکتی، وہ بنتی کے چلا گیا۔

اجانکہ ان میں سے ایک ادمی بولا۔ ”واہ، واہ! کیا مظہر تھا،“
جب اس کی گردن طوٹی تھی، بس مزا آگیا تھا۔

شر جیل نے سوچا کیسے لوگ ہیں یہاں کے کہ ایک اجنبی آکے ان
کے آدمی کو مار گیا اور اداہ خوش ہو رہے ہیں لیکن تھوڑی لہنی دیر میں اس نے
نے اندازہ کر لیا کہ جابر پشتانیدہ ادمی نہیں تھا۔ آس پاس کی بیرون
والوں کا غواہ بخواہ پشتان کرنا ارتھا تھا اس کے آہنے کے
چوبی مسکا بھی اون لوگوں کی گفتگوں دھرا تھا۔ اس کے آہنے
سے کہا۔ ”دیکھو شر جیل میں نہ تم سے پتھر جی کہا تھا کہ شاہزادی ان کے
جسم میں کوئی شیطانی رو روح نیام بدی رہے ہیں اس سے دوسری ہی رشان
چاہیتے۔“

شر جیل نے کہا۔ ”فضول باتیں مت کرو یہیں اس کے لئے ہیں۔“

”نکحہ مدد ضرور ہوں مسکر خالق ہرگز تھیں۔“ لاد الباری الیساہی تھی
دوپھر کا کھانا کھانے کے بعد وہ پشتان بنتی سے ارادہ ہو
گئے۔

کہاں بھیک کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا۔ اس کے بعد
کچھ دیر بعد وہ ان سنبکاخ چنان توک پیچنے کے ہمان دریائے
نیلی میخ ایک پرشور پہاڑی نامے کی سکلن اختیار کر گیا تھا اور اُسے
یہاں سے پار کرنا ناممکن تھا، لہذا وہ اُس طرف بڑھتے ہے ہمان لکڑی
کے بھوون کا ایک پیلی دوسری طرف جلتے کا دل خذ ذریعہ تھا۔

وہ پیلی سے نہ کر شاہزادی میں جا پہنچے۔ کہ اس کے
اس سفر کے دوران میں تھیں اور شر جیل کے وزیمان کوئی گفتگو
نہیں ہوتی تھی اور اس کے اتنا تھا اس کے مقابل تھیں کا اور ایسا ہی تھا
جیسے وہ اُسے پچھلے درجے کا کوئی ناقابل توجہ و دیکھنی ہے ایسا ایسا
شایدی شہامت شر جیل سے گھل بل کو گفتگو کرنا آریا تھا۔

شاہزادی کی سرائے میں انہوں نے نیام کیا۔

اس تھیس کے نوجوان ساتھی سے بھی گفتگو ہوتی تھی وہ غامہ خوش
شکل آدمی تھا لیکن نہ جانے کیوں شر جیل کو ناقابل اعتماد رکھتا تھا۔

اس کا نام اختیار تھا۔

امہ اس نے شر جیل سے کہا۔ ”شاید تم کہ امناں یاد کرے۔“

”اے غمیں تو بے شر جیل بولا۔“ میں دیکھا پار کر کے شاہزادی کی طرف یاد کرکے

جہاں تی بستیاں بائی جا رہی ہیں۔ آج خاتون تمدن کا باعث ہو گا!“ سخنیار کے کہا۔
 ”میری اُن سے کوئی گفتگو نہیں ہوتی“ شرجل نے کہا۔
 ”یا یوں کہو، انہوں نے خود ہر قسم سے گفتگو نہیں کی۔“ سخنیار
 مضحكہ اڑانے والے اندیز میں لوگوں کے سخنیار
 ہو سکتا ہے ایسا ہی ہوا!“ شرجل نے خنک بیچنے لائی وہیں
 کہا۔
 شرجل یہ سوچتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ کہیں بات نہ بڑھ جائے تا
 جو اپنے بھتی جاہلیت کے ساتھ پڑھے۔

لہٰذا اسے صاف سمجھی تھی، کھانا عمدہ تھا اور سراتے ایک لاکھ شالہ
 اور بیتی کے اہم لوگ معلوم ہوتے تھے۔ اسی طبقہ میں اسے آفھایا
 دے لوگ ہر رات کسی کی سرگرمی میں قیام کرتے اور دوسرے دوں
 پھر سفر شروع ہو جاتا۔

آج خاتون تمدن کا محترم سماجی شہامت شرجل یکے ساتھ چل رہا
 تھا اور جو بڑکا کچھ آنے کے طور پر کیا تھا۔

شہامت نے اس کی طرف اشارا کر کے شرجل سے پوچھا، میں کیا
 اس آدمی کو عرصے سے جانتے ہوں؟““ ادا دیکھ دیجئے۔“
 ”نہیں تو،“ شرجل لولا۔“ اسی سفر میں پناخ ہوا ہے، دیاصل اس

کی بھی یہی منزل ہے جو میری ہے۔“ اپنے بھتی جاہلیت کے ساتھ میں
 اس سے ٹھوٹیاں رہنے، جوڑت ہیں ہے، قرآن معلوم ہوتا ہے۔“
 ”ابھی تو اس کا رویہ میرے ساتھ میک ہی رہا ہے۔ اگر کسی موقع پر اس
 نے گذشتی حرکت نیز سے خلاف کی تو پرستے ہیں ہاتھوں مارا جائیے گا۔“
 ”تمہاری خود اعتمادی قابل تعریف ہے،“ اشہامت میکرا کر بولا۔
 ”شہکریا!“ شرجل شے کہا اور خاموشی اختیار کر لی۔“ تھوڑی دیر بعد
 شہامت ہی بولا۔“ کیا تم کتنی بڑی رقم کے ساتھ سفر کر رہے ہو؟“
 ”خیلے نہیں تو،“ شرجل ہنسن کر بولا۔“ اگر میزرنے پاس کوئی بڑی رقم
 تو گھر ہی بیٹھتا۔ کام کی تلاشیں میں کیوں دھکے کھاتا پھرتا۔ لیکن کیا
 میں پوچھ سکتا ہوں کہ اچانک قم یہ سووال کیوں کہ بیٹھے ہو؟“
 ”لہٰذا پاشنان بنتی ہیں، میں فتنے ایک آدمی کو چوروں کی طرح تمہاری
 نگرانی کرتے دیکھا ہے اور وہ وضع قطع سے بھی کوئی ذمی غرست آدمی
 نہیں لگتا تھا۔“ اسی نیت میں نہیں تھا۔“ لہٰذا پاشنان کی طرف
 کہو کیا اس کی آنکھیں سائب جیسی تھیں؟““ اسی طرف تھیں۔“
 ”شاید مار اوہ اپنی آنکھوں کی بنادٹ اکی بینا پر مجھے بڑا آدمی لگا
 سرچا۔““ ادا دیکھ دیجئے۔“
 ”نکر نکر دوست!“ شرجل ہنس کر بولا۔“ جو بھی میزرنے نے منزل
 آیا مارا جائیے گا۔“
 شہامت پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ تھوڑی دیر بعده آنکے بڑھ گیا۔

اور شر جل چوپی طنگے کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے لگا۔ ”تم آگے آگے کھان تھا بگے جا رہے ہو؟“ شر جل نے اہل کے عقب میں پہنچ کر کہا۔ ”میں یونہی آگے بڑھا آیا تھا، تم اس عورت کے ساتھی کے گفتگو کر رہے تھے، میں نے تنہ ہونا مناسب نہ محسنا۔“ ”ایک دن بھی چوپڑا پھر وہ دونوں ساتھی ہی پڑے رہے تھے۔ پھر کی دلکام بھی چوپڑا ہی کے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی تھی۔“ ”ایک بڑھاتے ہوئے اگلی سڑرات خاصے پر فضنا مقام پر واقع تھی اونچے اونچے اور گھنے درختوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر کر کھا تھا۔ پچھلوگی درختوں کی چھاؤں میں اُسیں چوتھے پر ابیٹھے نظر آئے، جو سڑراتے کی غارستے کے آگے شاید اسی لئے بنایا گیا تھا کہ دوپر کو درختوں کی چھاؤں کا لطف اٹھایا جائے۔“ ”ایک دن بھی چوپڑا بازدھ ہی رہا تھا کہ خالون تھیں تھے وہاں پہنچ گئی۔“ اور شر جل اپنا گھوڑا بازدھ ہی رہا تھا کہ خالون تھیں تھے وہاں پہنچ گئی۔ بعد اصطبل میں آئے جانا۔“ ”ایک دن بھی چوپڑا بازدھ ہوا بولا۔“ خالون ایں آپ کا ملازم تو نہیں ہوں۔ ”تو پھر کس کے ہو؟“ ”کہی کا بھی نہیں، تھیں اُنہیں آزاد پیش رہا ہوئن۔“

”میں بھی تھی شاید شہامت نے تمیں میری ملازمت پر آمادہ کر لیا ہے۔“ ”بھی نہیں، امیری ان تے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔“ ”ویسے اگر آپ دوستاز انداز میں بھج سے یہ کام لے لیا چاہئی ہوں تو میں دشمن ہوں۔“ ”میں شکریہ اب وہ خشک بچے میں بولی۔“ ”خود شہامت دیکھے گا۔“ اسے میں اس کا جوان ساتھی سنتیا۔ وہاں پہنچ گیا اور وہ اپنا گھوڑا اس کے خواز کے پر کے پر نکلتے انداز میں چلتی۔ جو ہی سر لے میں داخل ہو گئی۔ ”کیوں دوست! خالون سے کیا بائیں ہو رہی تھیں۔“ ”سنتیا کے شر جل ستے پر چھا۔“ ”کچھ ہیں،“ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی خصیت دریافت کی۔ ”وہ بے اعتمادی اس سے سکرا یا، لیکن کچھ بولا نہیں۔“ شر جل اور چوپڑے کے اپنے اپنے چورے وہیں بارہ دیے اور چوتھے پر ایک ریڑھ کر کرستانے لگے۔ ”چوری دیر بعد خالون تھیں کا معمراً ساتھی شہامت پھر باہر آیا اور تھیں کے گھوڑے کی ماش رکے لگا۔“ شر جل اسی جگہ سے اٹھ کر

لماں ملے آجستھے تو وہی بہت پسند کیا۔ اس کے یہ ادبی شہامت بہت پسند کیا تھا۔

”عطای شرجل ایک بات سمجھیں نہیں آتی، تم کٹری کے مکانات کے معمار ہو۔ آخر کوئی کسی عمار کا تعاقب کیوں کرنے لگا؟“
یہ کوئی ایسی ابھی ہوتی بات نہیں ہے۔ اب ہم ہی لوگ اتفاقاً اپنے مل بیٹھے ہیں۔ خالون تمہین کو اپنے بھائی کی تلاش ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شاید آن کا عجائبی داراب سرس کے پچھے میں چھنس گیا ہے۔
میں اس سفر کے دوران میں ایک ایسے ادبی سے ملتا ہوں جس پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا وہ داراب سرس کا نام لیتا ہے اور مر جاتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ داراب سرس کا تعاقب کرتا ہوا خدا کے باہم سے مار گیا ہو۔ میں نے اسی لاش کی تدفین کا انتظام کرایا تھا۔ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ داراب سرس کا کوئی ادبی پیرے پھے بھی لگت گیا ہو؟“

”ہاں یہ ممکن ہے!“ شہامت نے پھر سوچے ہوئے کہا۔ ”سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اب تک حقنے بھی ملے ہیں اُن میں سے کوئی داراب سرس کو پہچاتا نہیں ہے۔“ شرجل نے کہا۔ ”سب سے اس کا نام ہی سنائے اور اس کی قبری شہرت سے واپس ہیں۔“

”واتھی یہ بات تو ہے!“ شہامت بولا۔ ”خوری درست کچھ سوچنا رہے، پھر پوچھا!“ اس ادبی کے بارے میں بھی پھر معلوم ہوسکا تھا یہ میں، جس کی تدفین کا انتظام میں کیا تھا۔

اس کے پاس سے براہم ہوتے تو اس کے کاغذات سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کٹری کی زیارت گاہ کا ایک حافظہ سروار خواں فیگر وون تھا۔
”اوہ، اوہ...“ شہامت گھوڑے کی ماش کرنے کرتے رکن کی شرجل کو بہت غور اسے دیکھنے لگا پھر لو لا۔ ”میں معلم ہے کہ زیارت گاہ کے بڑے بادبونشال کے حالات پر تشویش ہے۔ لڑکے سچ بتاؤ تم کون ہو۔ پسہ ہمیں کپوں تھیں اسیان لایرے سے عمل ہے نہیں اسٹارکام چوپی مکانات کے پیشہ ور معاشر ہو۔“ اسکی لامبا تر رہا۔
”میں نے غلط بیانی کے کام ہمیں لیا۔“ شرجل بولا۔ ”لیکن ہمیں مطمئن رہنا چاہیے کہ اس سفر میں کئی لوگ شامل ہیں اور ہم اپنی حیات خود کر لیکیں گے اور تمہیں بتاؤں کہ صرف میرا تعاقب ہی ہمیں کیا جاتا رہا۔“
بلکہ ایک رات میں سورما تھا، بھرپور ملک میں ہو چکا ہے مگر بر وقت بیدار ہو جائے کی بنی پر زنجی گیا لیکن جلد اور پرے لامہ ہمیں اسکا تھا۔ رات کی تاریکی نے اُسے نگل ہیا۔“ اسکے بعد میں اسی راستے پر ملک رہا۔
”لایرے، لایرے...“

۷
”لایرے، لایرے...“
مرہانتے میں شرجل اور اس کے ساتھی کے لئے الگ کرہ مل گیا۔
جس میں دونوں نے رات بسرکی۔ دوسری صبح بھوپال پہنچے کوئوناہی چھڑ پکڑ وہ اٹھ گیا اور سرسرے کے عالم زیارت کے کمرے میں آیا۔ ہمیں کوئی بھی ہمیں خدا کا بھی تو شاید سرسرے کا بادر پی خانہ بھی ٹھنڈا پڑا ہوا تھا۔

شرجیل نے دراصل سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی بستر چھوڑ دیا تھا
وہ کھڑکی کے قریب حاکھڑا ہوا اور صبح کی ٹھنڈی ہوا کے مزے
لینے لگا۔ فنا میں عجیب سی خوشبو قص کر رہی تھی۔

و فنا عقب سے کسی نے کہا "کیا تمین قراقوں کی آمد کا نظر
ہے؟"

شرجیل چنکر کر ٹرا۔ ٹھوڑے ہی فاصلے پر ایک دبلائٹ اور قد
میں شرجیل سے بھی نکلتا ہوا آدمی کھڑا تھا۔ انھوں میں خاص قسم کی تیاری
کا اظہار ہوتا تھا اُس کے جسم پر چری لباس تھا اور کانسے سے راول
لکھتے رہی تھی۔

شرجیل نے سکر کر کہا "قراقوں سے دنیا ہصری پری ہے ان
سے کسی وقت اور کہیں بھی سابقہ پرستی ہے۔
ٹھیک ہے اگر ان سے سابقہ پر گیا تو تم ان سے پٹ سکو گے!
اس نے سہن کر کہا "دیکھنے میں بڑے جی دار لکھتے ہو۔"

"شکریہ! شرجیل بولا۔
لکھن شاید ان اطراف میں پہنچے کبھی نہیں آتے۔ شمال کی طرف
سفر کا راہ ہے؟"

شرجیل کو وہ سرآدمی نہیں لگا تھا لہذا اس نے اعتراض کر لیا کہ
اس کا نیال درست ہے، وہ شمال کی طرف جانے کا راہ رکھتا ہے۔
"ترم لوگوں کے ساتھ لوئی سورت بھی ہے۔ کیا کیا نام سے ہے؟"

شمال کا فتح ۶۵
"خاتون تھیں" شرجیل نے کہا۔ "ماں الحسن کی طرف
رس "اوہ!" اُس کے لمحے میں کچھ عجیب تاثر تھا جس نے شرجیل کو پوری
طرح اس کی طرف متوجہ کر دیا۔ "میرا بیوی، دیکھتے ہیں
کہ کیا تم اُس نے دافت تھوڑا ہے؟" شرجیل نے سوال کیا۔ "اُس نے
لکھنے لگیں، لیکن نام دچسپ ہے۔" بلکہ خوبصورت نام لکھا چاہیئے۔
"شرجیل کچھ نہ بولا۔ اُس نے کہا "میرا نام طہماں ہے۔"
اور یہ شرجیل ہوں یہی اس کا نام تھا جسے میرا خوبصورت نام دیا گیا۔
"ھڑو، میں اپنے اور تمہارے لئے ملائے لے آؤں۔" اُس نے
کہا اور با در بھی خالے کی طرف چلا گیا۔ شرجیل اُس کے بارے میں سورج رہا
تھا کہ آدمی عزم اور روت والا معلوم ہوتا ہے۔ ٹھوڑی کی بناؤٹ بتائی
ہے کہ شادی القول یعنی ہے، نیز اگر وہ بھی منباں ہی کی طرف سفر کر رہا ہے
تو ہم فروں میں ایک قابِ اعتماد فردا کا اصناف ہے۔
ٹھوڑی اور بعد طہماں چلتے کی دو پیالیاں المیثہ موت کرنے کے
میں داشٹن ہو رہا۔
جسے پی کر دو لوز اسٹبلن کی طرف چل پڑے اور اپنے بھوڑوں
کو زیر بیچاڑہ والا لشکر لے کر دیا۔
چھ ٹھوڑی تو ہر بعد طہماں نے کہا "چشمہ بیان سے زدیک ہے
کیوں نہ ہم انہیں پانی بھی پلا لائیں؟" میرا کو شکریہ کے ساتھ
"میرے لئے لشا تھوڑو گھوڑے ہیں اور ایک طوہا۔" شرجیل نے کہا۔

نپر انداز کیا جانا گھر ان گزرا تھا، لیکن ٹھیک اسی وقت خامنہ ایلہ زری ہماں کی طرف دیکھ کر بولی۔ تم نے دیکھا، یہ شخص پہلی بار کسی خاتون سے ملایے تو تعریف کرتا ہے: اُس لئے کھوڑتے کی۔ یعنی ان خاتون تھمینہ اسے گفتار سمجھنے میں حق بجا بنت ہے۔ کیا اقتعی تم گفتار ہو؟ ”
”ایسی اپنی بمحبوبے محترم اور نہ میں تو خواہیں کام بہت احترام کرتا ہوں۔“

پھر وہ برا نے کے اندر پلی گئی اور طہا سن نے مکار کر شر جیلی سے کام کیا۔

”هر ہشتیاڑ رہنا بہت تیر کوڑت معلوم ہوتی ہے ۔“

وہ اپنے گھوڑے کی راسیں شر جیلی کو عقاب گئی تھیں۔ شر جیلی نے اس کا گھوڑا باندھتے ہوئے کہا ”کیا میں نہیں بد دماغ اور معرفوں لگتا ہوں؟“

”نہیں تو تم خوبش بزرگ اور باروں کے یاد معلوم ہوئے ہو،“

طہا سن نہیں کہا بولا۔

پھر بھی یہ کوئی نہیں بخے بد دنای اور گستاخ بھجتی میں
لکھ رہا اور بیان کر رہا تھا کہ دوسروں کی طرح ان کی جو شیاں نہیں اس
ماٹنے لگتے اور جس سے اس کا اندرا منیے۔ حیرانی کی وجہ سے اس کا
اداہہ دوں لے کر اسے اکے اندر لے چکے۔ حیرانی کی وجہ سے اس کا
شامالت کر رہے میں نبود تھا اور چوبی میگا زینتے میں کر کے بخے
ارٹھا۔

”فیکر د کر د ایک کو میں سنبھال لوں گا اور دوسرے کو تم
”پیرا نا ہی ابھی تک سورزا ہے۔“ شریل نے کہا:
”کوئی بات نہیں، ہم ہی چاروں جائزوں کو سنبھال لیں گے، ان
طرح وہ چٹے کی طرف روانہ ہو گئے۔ پیش راستے سے ابنجاتی پر تعامل اس
لئے شریل کو وہ سوار نظر آگیا جو اپنے گھوڑے راستے پر دوڑاتے جا رہا
تھا۔

کچھ اور قریب پہچا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی مرد نہیں ہے بلکہ گول پھرے
اور سفید رنگت والی ایک جوان العروجت بھی نہیں۔
لکھ دوڑن کے گھوٹے سیراب ہو چکے تھے لہذا یہ بھی سراستے کی طرف
چل پڑے وہ عورت ہی سراستے ہی کی طرف جا رہی تھی، لیکن گھوڑا تیر زدن
نہیں تھا، اس نے دہنزوں سراستے کے املاطے میں ایک شاخہ ہی مانگل
ہوتے، اپانک جوان العروجت شرمندی کی طرف دیکھ کر بولی۔ یہ تم، یہ
شام و مگر تا خونخاں انتہا

”میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ آپ بسے ہی کہہ رہی ہیں۔“
ماٹھے پر مڑنے والوں والا ہمایاں شاید ہری اور کوئی ہو۔ ”جورت تے
کہا ”میں خاص بگلزاری ہوں۔ تم لوگوں کے ساتھ شمال کی طرف سفر
کر دے گا۔“

”آپ کا گھر اب بست گندہ نسل کا ہے۔ شریعت کی کیا اور وہ تاریخی
ہری گھر کے سے اتر آئی۔ طماں س بالکل عالمگیر شقما، شاید اُسے اپنا۔

”شرجیل نے شہامت بیسختے ہم سفر کا تعارف کرتے ہوئے کہا یہ میں
ٹھماں ہیں اور یہ شہامت بیسختے ہو جائے گا۔“

”شہامت نے ٹھماں بیسے پوچھا گیا تم بھی شمال کی طرف سفر کر رہے ہی
ہو؟“

”ٹھماں بننے کے لیے ہیں۔“

”شرجیل نے کہا۔“ یہ ہمارے ہی ساتھ سفر کریں گے۔ میرا مطلب

ہے میرے اور چونبی ٹھنگے کے لیے تھے۔“

”ضرور!.. ضرور!..“ شہامت سر ہلاکر بولا۔ ”خوش آمدید!“

”شرجیل نے کہا۔“ ان کا تعلق شمال کے ایسی ملکتے سے ہے جہاں

ہم جا رہے ہیں۔“

”شہامت چونکہ ٹھماں کو عذر کے دیکھنے لگا اور پھر بولا۔“

”کوئی فرمٹ کے وقت میں میں ان سے بہت سی باتیں کر دیں گا۔“

”ضرور!.. ضرور!..“ جب دل چاہے۔ ٹھماں میں بولا بنیا۔

محظوظی دیر تقدیر تھیں بھی کرنے میں آگئی اور جیسے ہی اُسے ٹھماں

کے بارے میں معلوم ہوا وہ وقت شناخت کے بغیر بولی۔ ”جناب ٹھماں میں
میں خالون تھیں ہوں۔ آپ کا تعلق شمال سے ہے؟“

”جی ہاں! دو ماہ قبل میں اور حرص سے آیا تھا۔ اپنے بھائی کی بھاری

کی بھرسنی تھی، لیکن جب میں اور صہبیا تو وہ بختم ہو چکا تھا۔“

”جسے افسوس ہے!“ تھیں بولی۔ کیا آپ ہمارے ہم سفر (بننا

لپنکریں گے؟“

”میرا خیال ہے محترمہ! میں آپ کا گام سفر کرنے چکا ہوں۔ خاب شرجیل
نے مجھے اس کی دعوت دی تھی۔“

وہ تیرتی سے شرجیل کی طرف ٹرکر بولی۔ ”تم کون ہوئے ہو دعوت
دیتے داتے؟ یہ میرا قابل ہے۔“

”مجھے افسوس ہے!“ شرجیل بولا۔ ”مجھے علم نہیں تھا کہ میں آپ کے
تا غلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں لو یہ سمجھا تھا کہ ہم ایک سمت میں سفر کر
رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں ہے جبی مددوکر ناچاہوں، اُس کے
لئے مفعل ازاد ہوں۔“

”وہ ٹھماں کی طرف ٹرکر بولی۔ ”کیا تم ہمارے شرک پر سفر
نہو گے؟“

”یقیناً محترمہ!“ ٹھماں نے کہا۔ ”لیکن اگر اس میں کوئی بڑھتے ہے
تو میں پہلے ہی جا ب شرجیل کا گام سفر کرنے چکا ہوں۔“

”آگاہ کردہ احمدی اور ووسیعی پیر پرچلی کی
شرجیل نے سوچا کہ وہ اس سے شاید اپنے پیشہ انجامی کے لئے
میں گفتگو کرنا چاہتی ہے۔“

”بھری دوسری میں ان کا سفر دوناہ شروع ہوا، لیکن اس سفر میں
شرجیل ہی تا ملہ نالا رہتا تھا۔ اس کا گھر دراصل سے آگے جل رہا تھا۔
لارکھیں چھپتے تھے کی جس کی پس پیسی محسوس کر رہا تھا، جس لو وہ کوئی

نام نہیں دے سکتا تھا۔ طہماں اس کے قریب پہنچ کر بولا۔ ”تم شاید اپنے سے پہلے روانہ ہونے والوں کے نشانِ مدد و یکور ہے ہو۔“

شر جل نے نفی میں سر ٹلا دیا۔

”طہماں بولا۔“ کئی تم کی آواز ہی تھی جس نے مجھے جگایا تھا۔ میر خیال ہے کہ دوساری بیسے تھے جنہوں نے سراتے سے دور درجنوں کی چھاؤں میں فیام کیا تھا اور پھر دیں سے آگئے روانہ ہو گئے تھے۔

”تمہارا حیال ہے کہ کوئی ہمیں راستہ دکھانے سے بے شر جل بولا۔“

”طہماں نے کہا۔“ اس نکالتے میں چھروں، رنگروں اور زرد اونی کی بہتات ہے۔

چند میل پہنچنے کے بعد طہماں نے کہا۔ ”میری تم شہامت بڑھیاں ملا سکتے ہو؟“

شر جل نے شہامت کی آواز دی۔

طہماں نے اس سے کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ ہم غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ کسی نے ہم سے پہلے روانہ ہو کر تمہاری رہنمائی کی کوشش کی ہے اور ہم اسی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔“

شہامت کچھ سوچنے رہنے کے بعد بولا۔ ”ہاں اس کا اسکان ہے۔“

مجھے پہلے سے اس کا سہرا ہوتا رہا ہے کہ ہمارا خیال کیا ہا رہا ہے۔

اس جگہ سے راہنمائی شہامت کے لیے وکر دی کی اور وہ نہایت اختیاط سے اپنے گھوڑے کو صحیح راہ پر لگانے کی کوشش کرنے لگا۔

انہیں کہیں بھی ایسے آشنا نظر نہ آتے جن کی بناء پر سوچا جا سکتا کہ ان کا
تعاقب اب بھی جاری ہے یا شعاعت کرنے والے مصلحتاً ان کے آگے
پھل کئے ہیں۔

میرے کی ترتیب لے جائے گا۔

شبانی کھاٹ مک پنچھے سے پہلے انہیں فزان نیمی بیتی میں رکنا

پڑا۔ یہاں زیادہ تر تاجر آباد تھے اور ہر تعداد مکاریں دیکھنے میں

تمہینہ کی سیل غام بلاری کا ناپ بھی ایک برا تاجر تھا اور فزان

بیتی میں بھی اس کی شجاعت تھی۔ اس کا ایک مکان یہاں بھی تھا، لہذا

تمہینہ اور اس کے شاخی ادھر پل دیتے تھے۔ شر جیل کو علم ہو گیا جاکر

فزان بیتی میں وہ سرائے میں نہیں ہٹریں گے لہذا وہ ان سے اگر

ہی الگ رہا تھا اور شفراں نے چوبی پنچھے اور طماں میں سیست سرائے کی

خواہیں دیں۔ اسی سے شہامت نے جاتے جا شر جیل سے کہا جا کہ اس کی ہمہری

میں وہ پتیں کی شد سوارا رہا تھا اور شا توں تمہینے کے کہا تھا "میں لوگوں

کو اللوادخ کھانا پر مدد ہیں تو قیام پر مدد کر دیں" اس کے بعد شر جیل نے اس کی وجہ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی اور لفڑی اسے

پر پل دیا۔

"تم اُسے خواہ مخواہ نہ ارض کر دیتے ہو؟" چوبی پنچھے نے کہا۔

"تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کے قدموں پر سر کر دوں؟"

"نہیں! اتنا نیت سے پیش آؤ۔"

"تم اس کا ویرہ نہیں دیکھتے" شر جیل بولا۔ خوبصورت عورت میں بھی
بھی اچھی لگتی ہیں، لیکن اگر وہ مغزور ہوں تو میں نہیں پہنچ سکتا۔

پسند نہیں کرتا۔"

ایک دن شر جیل میں غاموش تھا، اس نے اس سطھ پر میں اپنے چالان کا آغاز نہیں
کیا تھا۔ سرائے پہنچ کر وہ شام تک آرام کرتے رہے اور بھر ٹھہر کے سارے
آن سے کھا کر وہ ذرا اس علاقے کی طرف جا رہا ہے جہاں شالی کوہستان

کے سارے یام کرتے ہیں۔

"اوہ، تہم ان سے دراہماں کے بارے میں معلوم کرنا۔"

"کون ہمایوں؟"

خالوں تمہینہ کا بھائی اور شال میں جا کر کہیں کہو ہو کیا ہے اور

وہ اسی لئے شال کی طرف سفر کر رہی ہے کروہ اپنے عھانی کو تلاش

کر رہی ہے۔ طھماں سکر اک بولا۔ بہر حال اس نے تمیں تاثر کیا ہے۔

اس میں بھری بھی عرض پوشتہ ہے۔ شر جیل نے خشک بھجے

میں کہا۔

"اچھی بات ہے میں ہمایوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے

کی کو شن کر دل گا۔“ طہار بولا۔

اس مکے پلے جانے کے بعد چوبی منگا تو آرام کرنے لگا اور شرجیل

سرائے سے باہر آگیا۔

دہن پر نیندی مسلط کر رہے تھے۔

دریا تو یہاں سے بھی گزرتا تھا لیکن یہاں ایسی بڑی کشتیاں دکھانے

لئے ہیں دیتی جیسیں ہیں پشاں کی طرف منتظر کیا جا سکتا۔ زیادہ تر اتنی کشتیاں

کشتی بانیاں اپے پورے خامداؤں میں انسیں سیروں پر لایتے تھے۔

ماہی گیری ان کا پتیر تھا اور یہ معاوضے پر اپنی کشتیاں ہیں دیتے تھے۔

شرجیل مسئلہ حاولون ہمیشہ کے بازارے میں سوچتے خارہا تھا۔ اس

کے نامناسب رویے کے باوجود شرجیل نے ایک موسمی پر دل ہی

دل میں عمد کیا تھا کہ اس کا تحفظ کرے گا۔

سب سے زیادہ پریشان اس بات کی تھی کہ ہمیشہ بہت زیادہ

خود اعتمادی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ جس سے بھی کبھی ناجائز کاری جعل کے

لگتی تھی۔

بہر حال شہزادت جیسے لوگوں کی موجودگی غنیمت ہی شرجیل کو

یقین تھا کہ شہامت اُسے بھکنے نہیں دے گا۔

شرجیل کے پاس شعریف صبے الٹے حصے بھی الفاظ تھے، جنکے
علامت بھی ہوتی تھیں ازیزی تھے جن کی ہر کھڑک روزناظراً آزیزی تھی۔

آہستہ آہستہ اُسے احساس ہوا کہ وہ سبندی بلا کی فکل اکی ایک بہت
بڑی کشتی ہے۔ چھر کچھ اور قریب آئی تو وہ تیزیرہ گیا کیوں کھٹکی بھی جپوں
سے کھینچنے جانے والی کشتی نہیں تھی بلکہ اس کو ایک چھوٹا سا دھانی جہاڑا ہے۔

اس نے وہم دکان میں بھی ایجاد نہیں تھی کہ دریا یا نیسی میں کبھی
کوئی دھانی کشتی بھی نظر نہ رہے گی۔

وہ سوچتے رکا کہ کہیں یہ شہاں کے ناپاکوں کی ملکیت نہ ہو۔ لیکن
انہیں یہاں اُن غلادی میں قدم رکھنے کی جرات کیوں کھو ہوئی۔

شرجیل تیڈھا گھٹ پڑھا کیا اے۔

کیکشی وہی سنگ انداز ہوتی تھی جسے

قریب پہنچ کر وہ تیزیرہ گیا اُس کی بتاوٹ بڑی شاندار تھی اور اسے

دیکھ کر ضبوطی کا احتمال پوتا تھا۔

”کیا خیال ہے؟ کیسی پیرے جو قریب کھڑے ہوئے اُذن نے
کھڑکیلے ہے تو چا۔

شرجیل کے پاس شعریف صبے الٹے حصے بھی الفاظ تھے، جنکے

اس کی صفت کر رہتے یہ کشتی کم از کم پچھر فٹ بھی رہی ہوگی۔ ایسا۔

چوبی ملکے اپنے تماں کا بڑا گھوٹ لیا۔ احتساب کا
دشمن اپنی بادت ہے! شر جیل نے لاپر وائی خانہ کے وہ جانتا
ہے کہ میں کون ہوں یعنی امان ان اہم دشمنوں کے مقابلے
میں اور جب نہیں! چوبی ملکے معنی خیزانی میں کہا۔ اُس نے
خاتون تمپینہ کے بارے میں بھی پوچھ گھوکی بھی رکھا۔
شر جیل اب پوری طرح چوبی ملکے طرف متوجہ ہو گیا۔ اور چوبی ملکا
اپنے گلاس کے اندر اس طرح گھوڑے کے لگا ہیے اس میں راہی تیر کا
رسہ ہے نہیں۔ تو اُس نے تمپینہ کے بارے میں پوچھا! شر جیل نے اس مقام پر
انداز میں سوال کیا۔
”ماں ایکن اُس کے بارے میں اُسے کوئی بھی کچھ نہیں بتاسکا۔
کیونکہ کوئی کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ کہاں گئی ہے؟“
پر شر جیل سوچیں پڑ گیا۔ وہ اپنی خفالت سمجھو کر سکتا تھا ایکن
وہ مغزور لڑکی ضرور پہنچت۔ کھاتے ہیں کیا اگر وہ اُس سے آدمیت
سے پیش آتی تو وہ اس کا بھی بہترین حافظ ثابت ہوتا۔
”وہ ابھی شمال کی طرف چلا رہی تھی اور خاور زبان اور اُنہیں کے
سامنے کا رُخ بھی اُسی جانب تھا۔ وہ اپنے بھائی کی تلاشیں لے رہیں
اور اس کا بھائی ہمایوں اپنے بانپ کی چھوڑی ہوئی بہت بڑی

لے جو اب اثبات میں ملا تھا۔ شہزادہ ایسا کہ اس کے
وہ دونوں خاصی دریمکت گفتگو کرتے رہے تھے۔
میں اس شخص کا نام شہزادہ کوہی تھا۔ اس کے آئینے
لے جو پھر دیر بعد شرجلیل اُس سے رخصت ہو کر سربراہی کی طرف روانہ
ہو گیا تھا۔

چوبی سنگا عام شست کے کمرے میں بیٹھا ہوا ملا۔ وہ اپنی والدی
پر لایخ پھر پھر کر کچھ بڑھاتا با خارہا تھا۔ یہ اُس کی عادت تھی کہ جب بھی
مضطرب ہوتا داڑھی پر لایخ پھر پھر کر بڑھانے لگتا تھا۔ ان کی
اس کے سامنے تیال کا گلاں رکھا ہوا تھا۔

شرجلیل کو دیکھ کر اس نے منظر بانہ انداز میں باعث ملا۔ اور اُس کے
قریب پہنچنے پر بولا۔ ”وہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں“۔

”کون لوگ؟“ شرجلیل نے سوال کیا۔

”خاذر زمان اور اس کے ساتھی! جن کی تعداد دو ہیں مزید اضافہ
ہو گیا ہے“ اور وہ صورت سے اچھے نہیں لگتے تھے۔

”ہو گا! ہمیں کیا؟“ شرجلیل بولا۔

”تمہیں کیا؟“ چوبی سنگا انھیں نکال کر بولا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ
ہمازی خیریت ذریافت کرنے آتے تھے اور تمہیں وہ آدمی یا دہوگا
جس کی آنکھیں سانپ کی سی تھیں۔ وہ خصوصیت سے تمہارے اسے
میں پوچھا پھر رہا تھا۔“ سو

دولت کے باکٹ تھے اور بارے نشکریاں میں ان کی تجارت بھی ہوتی تھی اور ان کے بے شمار کاروبار داڑ تھے اور شکریاں کی ہر لبی ایں ان کے باختہ و لے موجود تھے۔ ہر جگہ ان کا احترام کیا جاتا تھا۔ مانع کے لئے اگر یہ دونوں کسی طرح فارماں سرکشی گزنت میں آ جائیں تو وہ ان سے کتناز بر دست فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ شمال کے ناپاکوں کی مدد سے پوری سرحد پر قابض ہو سکتا ہے ایک نئی مملکت کی بنیاد کا سکتا ہے اور اس سلسلے میں ہمایوں اور تمدنی کی دولت اُسے مرید مبنیوں بخش سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے شمال میں دارالس رکش نے ہمایوں کو قید کر کھاہڑا اور اس کی طرف تھے اس قسم کی تحریک ہوئی ہو کر اس کی بہن بھی اس کی تلاش میں نہیں کھڑی ہوا۔ غادر زمان ہو سکتا ہے کہ دارالس رکش ہی کا ناٹی کاروبار داڑ ہو درست اُسے اور اس کے آدمیوں کو تمدنی کے بالائے میں پوچھ پوچھ کرتے پھر نے کیا مفرودت تھی۔ غادر زمان اخطرناک آدمی تھا اُس نے ایک نامی ہمپلوان اگر گردان ایک گولے میں توڑ دی عقی جو شیخ اُس کے پاس تھا۔ وہ اگلی سراتے میں اپنے بدمعاشن سمیت قیام کرنے کا اور زمان اسی تاثلے کا منظر ہے گاجی میں گالوں کو تمدنی اور اس کے شاہی شامل تھے۔

شربیل سوچا را اور ابھارا۔

دفعتاً چوبی سُکھے نے پوچھا۔ ”کیا تم ماقول تمدنی کی مدد کر لائے کے“

سلسلے میں کچھ سوچ رہے ہو؟“

”اے شربیل جنگل کا رہا ہے اُبھے پہلے ہی خطرات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔“

”یہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید تم ایسی تبریزی سوچ رہے ہو جنہیں اسی سرکش کے دشمنوں کی دست بُر دسے سچا سکو، چوبی سُکھا بولا۔“

”ز جانے کیوں شربیل کو بیہت زیادہ عصتی اگیا اور اُس نے کہا“ تم اپنے کام سے کام رکھو قرآن! ایس صرف ایک بڑی ہوں۔“

”اوچوبی سُکھے نے تھوڑی لگایا اور یہ لال۔“

تم نے مجھے فراق کر کر میرزا توہین نہیں کی تھیں خیقا اپنے وقت کا بہت بڑا بزرگ فراق تھا۔

اس زمانے کی بات ہے جب بھرمند کے سینے پر فریخوں کے جہاز مونگ کو لتے تھے اور ان جہاڑوں کا عمل خونزدہ رہتا تھا کہ ایک بڑی عقاب کا سامنا فرمہ جائے اور وہ بھری عقاب میں ہی تھا۔

شربیل بلکہ ایں نہیں جانتا کہ تھا پری رگوں میں جسی فراؤں کا ہی خون دوڑ رہا تھا۔

سرخان کا پہلا شربیل کون تھا۔“

”جیسا بیکار سن پید کردا۔“

”جسے نہیں آہم تھے ایسی شربیل میں امضا ہوا۔“

کرکٹ میں موجود افراد سے سوچ رہے تھے کہ آب تھوڑی دیر بعد دونوں میں جنگل شروع ہو جائے گی۔ آئندہ اس پر شکریاں اُن شربیل میرز کے پاس نے ہٹنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک آدمی تریث

وہ دی کی ایک میرز سے اٹھتا ہوا شر جیل سے بولا۔ "سروار اب کیا میں آپ لوگوں میں شامل ہو سکتا ہوں؟ میرزا نام آسمت ہے۔ میں نے کچھ دیر پہلے تمہیں گھاٹ پر دیکھا تھا جب تم اس دخانی کشی کو دیکھ رہے تھے۔ میں اس کے عجلے میں شامل تھا، لیکن کشی کے باک سنے اُس نے ایک خاتون کے ہاتھ زخم دیا۔ جو عجلے کے لوگوں کو خانجہ کر کے اپنی مرضی کا عذر رکھ رہی ہے۔

خاتون کے ہوا لی پر شر جیل چونکت پڑا تھا۔ "خاتون کے سوال کیا۔" "بھلاکس خاتون بُنے غریبی ہے وہ کشتی ہے۔" اس نے سوال کیا۔ "خاتون تمہیں نام ہے۔ اسکے جواب دیا۔" علیکے شر جیل کو بھی اس نے الگ کر دیا تھا اور ان کی سماں نے خادر زمان نامی ایک شخص کو علیکے سامنے سر رکاہ مقرر کیا ہے۔ "ایک بھائی تھا۔" اس کے بھائی اس کے سامنے بُنے شر جیل طویل سانی لے کر بیٹھ گیا۔ "ایک بھائی تھا۔" اس کے سامنے بُنے ایک دیکھ کر تھا۔ "میں نے سنبھالتے کہ آپ چوبی رکھنا تو اس کے معماں ہیں بھیں بھی اس کام میں کسی قدر دخل رکھتا ہوں اور آپ کو بھی ایک مدگار کی ضرورت ہو گی۔" "ایک بھائی تھا۔" اس کے سامنے بُنے شر جیل لئے ان کی بات پر توجہ دیتے بغیر تو چاہی کیا تمہیں تھیں ہے کہ اُس شخص کا نام خادر زمان ہی ہے۔

"میں اب ایسا بھی بیقین ہوئے کہ اس کے ساتھ معتقد آدمی تھا دو بھی اب اُسی کشتی پر ہیں اور خاتون تمہیں یہیں ہے۔" شان اسی طرف سفر کریں گی۔

جب بھی نئے معنی خیز انداز میں سر ہلاک کیا۔" بہت دیر ہو گئی۔ خادر زمان جاوید گر جے۔ اُس نے بہت تھوڑے سے وقت میں خاتون تمہیں کے دہن پر سلط جایا ہو گا اور اب تم کچھ نہیں کر سکتے۔ تمہارے الفاظ ضائع نہ ہوں گے اور اگر تم نے خاتون تمہیں کہ اُس کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی تو وہ تمہیں مار دے گا۔" شر جیل نے استہرا نیہ سے نستے کے ساتھ کہا۔ "اگر وہ جاؤ دگر ہے تو میں بھی آسانی سے مارے جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔" چوبی رنگ کا ہاتھ ہلاکر بولا۔ "وہ رسم زمان بھلوان بھی بھختا ہوا لیکن خادر زمان نے اس کی گردان لود دی گئی۔" "اپکو بھی ہو جاتے!" شر جیل بولا۔ "میں خاتون تمہیں سے سرو بیات کر دوں گا۔"

"بہت کچھ بے اثر ہو گا۔" جب بھی نئے نئے کہا۔ "وہ بے بر قتی سے تمہیں رخصت کر دے گی اور صیے ہی۔ اس کی قیام کا ہے نکلو گے خادر زمان تمہیں مار دے گا۔" "کچھ بھی ہوئیں اس سے سرو ہوں گا۔" شر جیل کے فیصلہ کو انداز میں کہا۔

"کیا اتنی رات گے؟" "تمہیں اکل سچ! اس رات شر جیل بڑی سے پیسی کی نیند نہ ریا تھا۔"

لائاحہ بیچھے ہوتے ہی اس نے ناکشہ کرنے کے بعد بائیک کے اس حصے کی طرف خالی کی تیاری شروع کر دی جہاں خالون تمہینہ کا قیام تھا۔ اسی طرف خالی کی پیشی کی طرف خالی کا لامبا سیکھل آدمی کھڑے نظر آئے۔ وضع قطع سے اچھے لوگ لظر نہیں آتے۔ اس طرف خالی اہم نظر انداز کر کے باقی جانب گھوما ہی تھا کہ اُن میں سے ایک نے اونچی آواز میں کہا۔ «غلط راستے پر جا رہے ہو تو دوست! الگ تم چوبی بھاگ رہو تو اس طرف جاؤ جہاں کشتیاں تغیر ہوتی ہیں۔»

«شکریہ!» خالی نے کہا۔ لیکن مجھے ادھر ہی جانا ہے۔ اس کو دلوں اُن کی طرف بڑھے۔ انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ دلوں اُس کو اس طرف جانے سے روک دیں گے۔ اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

«بھتری ہے کہ تم اُسی طرف جاؤ جہاں کشتیاں تغیر ہوتی ہیں۔ اونچی بیٹی میں تم سے کوئی ملاپ نہیں کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سے کہا گیا ہے کہ تمیں اونچی بیٹی کی طرف جانے سے روک دیں یہ۔ تو کیا یہ حقیقت ہے کہ اس طرف خالی کے دلوں ایک نیکوکار بولا۔» تو کیا یہ حقیقت ہے کہ ادھر جانے سے روک دیں یہ۔

ایک نے دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ «کیوں نہیں! اہم بھی نہیں چاہیں۔ کہے کہ تم کسی دشواری میں پڑو۔»

اُس کے ساتھی بنے بھی کہا۔ «بالمکان بالمکان! اسی میں چاہیں گے کہ

تم خالون تمہینہ سے بلوچ رہے۔ اسی میں دوسرے کے حسنے میں اُن کی طرف خالی نے کہا۔ «اچھی بات ہے۔ تم شاید درست کر رہے ہو۔ لہذا جسے واپس جا کر ایک نادھرانا شکھ کرنا چاہیے۔»

دوسرے نے اپنے سے کہا۔ «دیکھا ہم میں نہ کہا۔ اسکا زخمی دار ہے۔ بار بار تسبیہ کر کے کسی ضرورت پر پیش تھیں اسے کی۔»

پہلا بولا۔ «نہیں! اخھوڑا سا بیت تو دینا ہی چاہیے تاکہ اُسے مادر ہے۔»

خالی بڑی چھرتی سے ان کے پاس پہنچا اور اس کے چڑھے پر ایک زور دار ہاتھ پر سید کر دیا۔ جو اس کو پس دینا چاہتا ہوا۔ وہ اپنل کر دوڑ جا پڑا اور دوسرے سے خالی نے پوچھا۔ «تمہارا کیا حال ہے؟»

اس نے دانت پیس کر خالی نے پوچھا۔ «لگائی اور اپنے ہی زور میں لگائی کے بل زمین پر چلا آیا۔ کیونکہ خالی بڑی چھرتی سے واپس بانہ ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرے آدمی خالی پر آپڑا، لیکن شاید ان دلوں کو اندازہ نہیں تھا کہ خالی نیک ایک مکاڑا جھی ہے۔ ذرا سی دیر میں دلوں کے ملے بچکر رہ گئے۔»

خالی زیادہ تر ایسی جگہوں پر بڑیات لگا رہا تھا کہ وہ دو لامچے قری طور پر مغلوں ہرگز رہ جاتیں۔ ہواؤ بھی یہی۔ دوسرے اسی دیر میں دلوں زمین پر بچکر اسے خالی بلازدی کا لگانی تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

اُس نے دروازے پر دنک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا اور خانہ بلارزی اُسے دیکھ کر میر کھڑی رہ گئی تھی۔
اُسے تم! شر جبل اکمل ہے۔ باہر کیوں کھڑے ہو۔ اندر آؤ۔
چھر اس نے کہی تھا توں سے جو اس کے پیچے کھڑی ہوتی تھی، تھار کرتے ہوئے کہا۔ ”لماز ایش شر جبل میں اور جنگلوں میں ہمارے ہمسفر رہے ہیں۔“

مالا وہ اس وقت ناشستہ کر رہی تھیں اس نے خام بلارزی اسے باورچی خانے سے مخفف کرے میں لیتی پیٹی تھی۔
”بلارزی!“ خالون ہمینہ کی محنت ادا کرنے میں کوئی ”شاید نہیں عطا نہیں ہوتی ہے۔ شر جبل ہمارے ناخود ہمیں ہے۔“
اس کے باوجود بھی شر جبل غیکر کر لے لیا۔ خالون امیر از دیر بھی غیر شرغل نظر نہیں آیا ہوگا۔

ہمینہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پتہ نہیں یہ سحر ہوا یا شر مندگی۔
”میں نے تمہیں مدعو نہیں کیا تھا۔ یہ سیری ایک درست کام گھبھرے ہے۔“
شر جبل اس کی مات کاٹ کر لے لیا۔ اور آپ ہماراں ایک بڑوڑ کو ملعو نہیں کر سکتیں۔

شر جبل نے اسے ناخود ہام بلارزی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
”لماز اکیا یہ ناخود اتنے ہی بحث ہے میں کیا لکڑی کو کوئی برعصالت
خام بکار کیا تھا۔“

شکل دینا گھڈیا کام ہے ہے ہے۔“
سب بلارزی پنے ہستے ہوئے اُس کے لامختہ پکڑ لئے اور بولی ”نہیں! یہ حیرت انگریز خود ہے، تو انا اور ضبط ہمیں دیکھ کر تیرے ہم میں کیکپی۔ دوڑ جاتی ہے۔“ لال ایک پٹا کیا تھا۔
خالون ہمینہ نے سختی سے اپنے ہونٹ بچھ لئے اور چھربولی۔ مجھے اپسوس ہے، اگر یہ سیر الگھر ہترتا ہے میں جسیں۔“ جملہ پڑا۔ کہے بغیر اُس نے چھربونٹ سختی سے بچھ لائے۔
بلارزی شر جبل کا لامختہ پکڑ کر کھانے کی میریکتے لائی اور نغماز سے بولی۔ ”شر جبل ایک بلند والا آدمی ہے، اس نے اڑھیں بہت زیادہ۔“
جھوک گلت رہی۔ ہو گی۔ ان اسکے لئے ناشستہ لاؤ۔“
دن بیکھڑا ہیں بنے شر جبل کو گرمی پر بھاتے ہوئے پوچھا۔ کیا تھا اسیام۔
یہاں زیادہ دلوں تک رہے گا؟“
”میرا خیال ہے،“ شر جبل بولا۔ کہ میں یہاں مل کر کوئی کشتیاں بناؤں گا۔ یاکہ میں پشاں کی طرف سفر کر سکوں لیکن ایسے واقعات پیش آگئے میں کام جھے خالون ہمینہ کے پاس آتا پڑا۔“
”کیا وہ ذاتی بمنالہ ہے؟ میں چل جاوں گو۔“ خانہ بلارزی نے کہا۔
کوئی نہیں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔“ شر جبل جلدی سے بولا۔
”خالون ہمینہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں یو چھوٹ کر ٹری دُغنا۔“

”یقیناً“ میں بھی اُدھر ہی پے گزرا تھا، لیکن اس وقت زندہ سپاہی
زندہ تھا۔ ” اور اس نے تہیں حملہ اور کامیم خاور زمان تباہ تھا۔ تہمینہ نے
بے حد سروبلجی میں بولی۔ ” یقیناً سپاہی تھا۔“

” ن .. لیکن ..“
وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی اور تیر لجھی میں بولی۔ ” محترم شر جیل میں
نمیں سمجھ سکتی تھیں میاں کس امید پر آتے ہو، اور مجھے کس بات کا یقین دلانا
چاہتے ہو، کیا میں یہ سمجھ لاؤں کہ تم خاور زمان سے جلتے ہو؟“

” میں اس سے جلتا ہوں !“ شر جیل نے صرفت سے دہرا دیا۔ ” جلا
میں اُس سے کیوں جلوں کا یہ جلنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟“
اُس کا چڑھہ سرخ ہو گیا۔ آنکھیں بکڑ گئیں۔ ایسا معلوم ہوا تھا بھی
اُن سے پنکھا دیاں نکلنے لگی ہوں۔ شر جیل کو وہ غصے میں اور زیادہ تھیں
وہ اور دلکش لگنے لگتی تھی۔

پھر شر جیل بھی اٹھ گیا اور اس کے کچھ کرنے سے پہلے ہی بولا۔
” زیارت گاہ کا ساپاہی دار اب سرکش کی نکر میں تھا، جو شمال میں ایک
نئے فتنے کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خاور زمان اسی کا گماشتہ
ہے اور میرزاد عویی ہے کہ آپ کا جگای بھی دایا ب سرکش ہی کے
چکر میں چنس گیا ہے اور یہ خاور زمان اب آپ کو بھی اُسی طرف
لئے جا رہا ہے۔ آپ دلوں کی یہے پناہ دو لوت شماری سرحد پر داراب

کشتی آپ نے خردی ہے؟“ شر جیل نے تہمینہ پسے پوچھا۔ ” نہیں
اب،“ میں !“ تہمینہ مکنت سے بولی ” مناسب والوں پر مل گئی افزایش
میرا شمال کا سفر آسان ہو جاتے گا۔“ ” یقیناً تھا۔“ تہمینہ نے
” یقیناً یقیناً“ شر جیل بولا۔“ اور آپ نے اس کا عملہ بھی رکھ لیا۔

” سردار خاور زمان علے کی نگرانی کریں گے تاہم بہت ماہر آدمی ہیں
اوہ خوبصورت بھی !“ بلازری ہنس کر بولی۔ ” شر جیل کی طرف
شر جیل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس طرح اعاقوں تہمینہ کو خاور زمان
کی خطرناکیوں سے آگاہ کرے۔“ وہ عجیب نظر کی شر جیل کی طرف
دیکھے جا رہی تھی۔ آفر شر جیل نے کہا۔ ” خاور زمان میں حد خطرناک آدمی
ہے۔“ میں نے اس علاقے کے تسبیب سے بڑائے پہلوان جاپر کو پسکھاں لیتی
میں مارڈا تھا۔“ ” لا جب سدھا،“ میں ایسا بہ
” مجھے علم ہے۔“ تہمینہ نے جھک لجھے میں کہنا ڈاکو خود ہی سردار خاور زمان
پر عملہ آورہ رہا تھا۔ بیٹھے کے طور پر مارڈا لگا۔ خاور زمانی نے اپنی نہیں
کی تھی۔“

” اور میاں ذریا اسکے ذلیل انبالے پر گلتر گک کی زیارت گاہ کا یہ ایک
سپاہی مارا گیا تھا۔“ شر جیل بولا۔ ” خاور زمان کا گذر بھی اُدھر ہی سے
ہوا تھا۔“ ” میں !“ تہمینہ نے اس طرف پڑھ لیا۔ ” میرزاد عویی
” یقین بھی اُدھر ہی سے گزستے تھے !“ تہمینہ کا الحجہ طنزیہ تھا۔

کو اپنی حکومت فائم کرنے میں اپنی مدد ملے گی؟“ تھا۔ ”لیکن
”تم خواہ بخواہ خاد رہسان کو الہام دئے رہے ہو“ وہ جلیلِ خضیلی ادا
میں بدلی۔ ”تمہارے پاس اُس کے خلاف کوئی واضح ثبوت موجود نہیں
ہے۔“ بلازری میں اس شخص کے ساتھ ایک لمحے کے لئے بھی اُس کر جائے پا
میں نہیں عظیر سمجھتی۔“

”میں جا سکا ہوں۔“ شریعت نے عالم بلارڈی کی طرف تھرک کیا۔ اتنی
اچھی کان کے لئے آپ کا شکر گزار ہمیں خانم اب بھی بے حد انسوس ہے کہ
میری دبر سے آپ لوگوں کا ناشتہ شام ہو گیا۔ اپنی فہم کے مطابق
میں کچھ نیک مشعر سے دستے آیا تھا، لگایا تھا اب نہیں ہوشی تو میری بد تھی۔
عالم بلارڈی مشتعل کو رخصت کر جائے در وادی نے بات آتی اور لوگی
اکٹھیاں نہیں ایسا ایسا ایسا تھے تھے رہماں تم پڑھے ماڑ کیا ہے اب پڑھ
وڑھاں تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو لادہ بھی تمیں ناپست نہیں کر سکی۔“
”اوہ آپ کسی بات کر رہی ہیں نہیں!“ شریعت نے کہا۔ ”مالوں
ہمیشہ اسیں رہیں پڑھو کرنا بھی اپنے نہیں کریں اگر جن پر سے میرا کو رہو۔“
”وہم ہے نہیں اسیں اچھی طرح خاتمی ہوں۔“ شریعت نے کہا۔
”ھر وہ پڑھی بات کیوں ہمیں قشیں پوچھیں گے؟“
”ہمیشہ کی صدی ہے جسی بٹائی باتوں پر کافی نہیں دشمن خود کو
تکا بھر بکرنا چاہتی ہے جسی باتیں اسی باتیں کو اچھے لیں۔“
”یہ مادرت اس بارا ہمیں بہت بہنگا ہے۔“ اگر کہ مادرت اس بارا

کے شام کو کہر رہا ہوئی اور اسی شام میں اسی خلیل کی موت ہوئی۔ جبکہ اب پرستی خاتمه داری میں خصوصی نہوا کرنا ہے کہ اب تک اس کے
ہتھیروں شاست اور سختیا کو تو اسی طرف سے آگاہ کر لئی دیتا چاہیے تاکہ
وہ تو ہر شیار رہیں۔

کھلے چلتے دفعا وہ چوبک طراہ اسے خود بھی پرستیا رہنا چاہیے۔
یہاں آنے سے ہیتے اس پر کیا گز رہی تھی اس کی طرف سے انجین
دینہ نہیں کی جاسکتی ہیں۔ وہ دونوں غنڈے ہجھوں نے اسے خاتون
تمہنہ کے پیچے سے روکنے کی کوشش کی تھی بہ جان خاور زبان ہی کے
ادمی تھے ہو سکتا ہے کچھ لوگ ابھی اس کی شاہ میں ہوں۔ وہ چونکا ہر کو
رائی ستر طے کرنے لگا سوقِ زرما تھا کہ بیدل نیکوں آیا اسے پورا کرے
آنا چاہیے تھا۔

لیکن اسی خلیل کے بازوں وہ بھی وہ بخیر و نبی پرستی کی بخش گایا یا
لسانی و مستان کا آئندہ خ manus باہرستی پڑھتا ہوا ملے۔

لسانی اسی طلاقت کے عالم پورا ہے کہ کسی کے کوشش ہوئی ہے۔
اُن نے کہا۔ بلکہ اسی اپنے اب الہانی کے کوششیں اسی طلاقت
کے میں تو جلا کی کوشش اور کسی کے مقابلے میں اسی طلاقت
کے عبارت اڑائی کی کوشش مرت کردا ہیں لیکن اسی طلاقت کے
لیکن پس افراد نے عالم سزا تھا کہ دو ادمی پر ملکہ اور ہوشیں قتل کی خلماں
بڑا بلکہ اسی طلاقت کے عبارت اسی طلاقت کے عبارت اسی طلاقت

"اوه" شر جیل ہنس کر بولا "ہاں ہوتی عتی کچھ الیسی ہی بات، لیکن میں انہیں پیٹ پاٹ کر اپنی راہ لگاتھا، درا میں وہ چاہتے تھے کہ میں خاتون تمدنیہ تک رضاخ سکون خالا نکرے ہیں ضروری سمجھتا تھا کہ اسے خادر زمان کے خطرے سے آگاہ کر دوں۔"

اور پھر شر جیل نے طہاں کو محترم اس بے کچھ بتا دیا۔

"تو پہر اب ہمیں کیا کرنا چاہتے ہے؟" طہاں بولا "چوبی منگا تمہارے لئے بہت پریشان ہے، لئے جب معلوم ہوا تھا تو وہ ان دونوں محلے ازدین کو ڈھونڈتا چھڑا تھا۔" میں اب شہامت کے گفتگو کرنے کا چاہتا ہوں۔ تم تو اے سے جانتے ہی ہو۔ خاتون تمدنیہ کا بعمر ساری تھی اسے تلاش کر کے آگاہ کر دو کر میں اس سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے، میں کوشش کرتا ہوں۔" طہاں نے کیا: اور شر جیل لباس تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے میں چلا آیا۔ کمرے کی ھٹکڑی کا رخ بڑیا کے گھاٹ کی طرف تھا اور یہاں سے خاتون تمدنیہ کی دنیا کی شہادت دکھانی دئی دیتی تھی اور اب اس پر اس کا نیا نام بھی لکھ دیا گیا تھا "آبی اشدا" اور یہ اتنے بڑے حروف میں لکھا گیا تھا کہ اتنی دور ہے یہی صیاف پڑھا جاسکتا تھا۔ شر جیل نے اپنے مشیلے سے دوسریں لکھا کی اور کشتی کا جائزہ لینے لگا۔ ایک آدمی کشتی کی سیرہ فیصل پر زیگ کرتا ہواظر آیا، متعدد آدمی اور علی دکھانی دیست جو کشتی پر سایاں

چھڑھاڑ ہے تھے یہ خاوز زمان وقت شامیں نہیں کر رہا تھا۔

یہ آتنے میں ایک گھوڑا گھاٹی گھاٹ پر پہنچی، جو چاروں طرف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ شر جیل نے دور بین کارخ گھوڑا گھاٹی کی طرف کر دیا کہ اسے پانچ چھڑا فراہ اتر کر گھاٹ پر آئے گھوڑا گھاٹی کا پھپٹا پر زدہ اٹھا کر ایک بلما سمندروں نیچے آتا رہا۔ اسی طرح کے تین سندوں گھوڑا گھاٹی بے اٹاکے گئے اور انہیں کشتی پر پہنچا دیا گیا، لیکن شر جیل محوس کر رہا تھا کہ وہ لوگ بیج پوچھتے ہیں۔ اوز اس طرح چاروں طرف دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کوئی ان سندوں میں تھی۔ تو ہمیں رہا ہے۔ شر جیل کی دور بین بدستور سب کچھ وقاحت سے دکھانی رہی جہاں وہ سندوں رکھے گئے تھے، وہاں پہلے سے بھی کچھ سندوں موجود تھے۔ شر جیل نے ان کا شمار کیا تھا، اسے اچھا تھے اور کوئی بھی ان سندوں کی بنیا پر بھک سکتا تھا کہ ان میں کیا ہو گا۔ شر جیل کا باد اس طرز پیدا ہا بارہ ایسے سندوں سے پڑھکا تھا۔

ہر سندرون میں کم از کم بارہ عزیز نالپیں رکھی جاسکتی تھیں۔ اب غذا جانے خاتون تمدنیہ کو اس کا عمل تھا یا نہیں، یا خاوز زمان نے اپنے طور پر آئی الغصیں کشتی پر بیار کی تھیں۔ دفعتاً بھی نے دروازے پر دستک دی اور شر جیل نے چونک کر دوڑ بین تھیلے میں ڈال دیتی پھر اونچی آواز میں بولا۔

"آجاو۔" طہاں دروازہ کھوٹا کر اندر دا چلن ہوا اور بڑا طلاق دبی کر وہ نی الحال شہامت کی تلاش میں ناکام ہو گیا۔

شرجیل نے پھر دور بین نکال لی اور گھاٹ کا غایبہ لیتا ٹھوا بولا "دوسروی
گھاٹ میں بھی آگئی ہے اس پر بھی تجیلے ہی صندوق بارہیں رہیاں فراہم بھی
تودیکھنا کہ کس قسم کے صندوق ہیں ۔" ۔

طہماں نے دور بین اس کے باہر نے بے کر گھاٹ کی طرف دیکھا
ڈاول بولا " ادھو کشتی کا نام بھی بدال دیا گیا ہے آپ اڑ دہا ۔" ۔ ادھا
یر تو راگلوں کے صندوق ہیں ۔" ۔

چینے بھی ایک گھوڑا گھاٹ میں سے کچھ صندوق اترے تھے، شرجیل بولا
اب اس کھیپ سیست کشی پر کم از کم دو سو والفین ہو جائیں گی ۔" ۔
تھا " یقیناً ۔" ۔

بھی دیکھ رہا ہوں ۔ آپ رات ہیں کیا کرنا چاہیے ۔" ۔

شاہزادت سے ملاقات پروردی ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی یا توں تو منہ
کے ساتھ ہی اس کشی پر سفر کرے گا میں پاہنا ہوں کر روانگی لئے پلے ہی
خیں شہامت کو مرسم کے نظرات نے اگاہ کر دوں ۔

فہیں پھر کوشش کر دوں گا " طہماں نے کہا ۔" ۔

دریچ شرجیل سوچ رکھا تھا کہ وہ کہی کیا سکتا ہے جبکہ خالوں ہمیشہ نے اس کی
بات ہی سننے اسے اٹھا کر دیا تھا ۔

" بہ حال اب تم کیا کرو گے ۔" ۔

ذینک پھر بھی نہیں ایں سوچ رہا ہوں کہ یہیں کشتیاں بنانے کا کام شروع
کر دوں ۔

طہماں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا بولا " ہمیشہ بہت اچھی لڑکی ہے بس قھوڑی ہی
خود سرے تو کیا اتنی سی بات کے لئے اُسے حضرات میں چھوڑ دیا جائے ۔"
شرجیل یک بیک بنے چین ہو گیا۔ واقعی اگر وہ بعض معاملات میں
با سمجھے تو کیا اس کی بھی سزا ہونی چاہیے، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ۔ دل
لے جواب دیا ۔

اتنے میں دور میں ایک آدمی پر سرکوز ہو گئی جو کشتی کے عرش پر کھڑا
پانی میں کھو دیکھ رہا تھا۔ یہ خاور زبان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ شرجیل کی
سٹھیاں بچھنے لیں لیکن یہ چوںسوں کی شسلیں میں بچھی ہوتی سٹھیاں خاور زبان
کا پھر نہیں لکھا سکتیں۔ وہ بہت خطرناک آدمی تھا، غالباً ہر وقت یہی سوچتا
رہتا تھا کہ کس کو کس طرح مار دالے ۔

کھاٹ کے جس حصے میں ہی کشتیوں کی تعمیر ہو رہی تھی دہان کت پہنچے
میں شرجیل کو کوئی دستواری پیش نہ آئی اور اسے فری طریقہ کام مل گیا۔
سرپرکھ رجھیں کی ملامات مالک نے ہوئی۔ اس کا نام بہر ز شماری تھا۔
اس نے شرجیل کا کام دیکھ کر سخت یہر تھا کہ کیا کشتیاں بنانے کا کام شروع
کرے۔ شر اسے نکال رہے ہو، ناپ لئے بغیر۔ کیا کہ ہمیشہ کشتیاں ہی بنائے
رہے ہو۔

" نہیں۔ چوبی مکانات بھی تعمیر کرتا ہوں۔ کسی بڑی کشتیاں بھی بنائے ۔"

پڑھتا ہوں۔ ”میں ایک بہت بڑی دعائی
شمارتے سدھے ہوتے ہا تھیں بتا رہے ہیں۔ میں ایک بہت بڑی دعائی
کشتی تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ اب میرے پاس پلے سے موجود ہے
کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر کیتے تو میں اس کا نقشہ تیار کر لوں۔“
شرجیل نے کہا۔

”خوب خوب، تو میں نقشے بھی تیار کرتے ہوں۔“
”ابھی تک اپنے ہی نقشوں پر کام کرتا رہا ہوں، خواہ وہ مکانات ہوں
خواہ کشیاں اور ابھی تک ان کا مون کی سربراہی بھی میری ہی رہی ہے۔
ملجھ کام کے بیٹے میں مجدد الادمی ہیں ہوں۔ اگر کسی کی ماتحتی بھی کرنی
پڑی تو مجھے پرواہ نہ ہوگی۔“

”میں تمara کام دیکھ رہا ہوں۔“ بہروز شاہزادی نے کہا۔ ”تم ہر کام
بہت سیقے سے نٹا نے کے عادی معلوم ہوتے ہو۔ پھر مجھے تمیں ہی
کام کی سربراہی سنپتے میں کیا ہچکا ہٹت ہو سکتی ہے۔ یہ دفعائی کشی پہنی
فت لمبی ہو گی جس میں اُن کے کمرے سمیت میں کرے ہوں گے۔“

شرجیل یہی چاہتا تھا کہ اس کی آماجی تحریف نہ ہو اور وہ کام بھی کر سکے ا
اس نے بہزادہ شاہزادی سے کہا۔ ”میں آپ کو کل دا خج بجا ب دے سکوں
گا۔ ہو سکتا ہے کل تک میں کوئی نقشہ بھی تیار کر لوں، جو آپ کو پسند
درہ جو نقشہ آپ فراہم کریں گے، اسی کے مطابق کام شروع کر دوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔ تم چانتے ہو کہ نئی لہان بیٹھتا ہوں۔ سیدھے دین
آجائا۔“

بہروز شاہزادی آگے بڑھا۔ شرجیل کسی گھری سوچ میں ڈوب گیا
شاد پھر اس نے چونکہ کر کام شروع کر دیا۔
رماء شام تک وہ کام کرتا رہا اور کام کے اختتام پر وہ سرسری کی طرف
ردا رہ ہو گیا۔ ابھی کچھ دودھ ہی چلا ہو گا کہ اپنے عقب سے قدموں کی آواز
من کر دہ سوچے لگا کہ کیا پھر خادر زمان کے کسی عنطی سے دودھ رہا تھا
کرنے پڑیں گے۔ اوزار کا تسلیک اس کے کانٹھے پر تھا اور کھاٹی ہاتھ
میں قہی دعا گھسی انسے آواز دی۔ ”شرجیل۔“
ایک لمحت اس کے قدم رک گئے کیونکہ اس نے شامت کی آواز

پہچان لی تھی۔ تسلیک اس نے زمین پر رکھ دیا اور طرکر شامت کے قریب
پہنچنے کا انتظار کر نے لگا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اس تاریکی چیل رہی
تھی جیسے ہی وہ قریب پہنچا، شرجیل نے کہا۔ ”مجھے تمہاری تلاش تھی۔
عقلمند ادمی۔“

”اوہ۔ شرجیل! بھی تمہاری ہی تلاش ادھر لائی ہے۔“ ٹم بھی
تو شمال کی طرف ہی جانا چاہتے تھے۔ تمہاری کشی پر آ جاؤ،“ ٹم سب ساتھ
ہی سفر کریں گے جیسا کہ ابھی تک ہوتا آیا ہے۔“
”یہ تم اپنے طور پر کہہ رہے ہو سو رابرے ٹا توں تھیں اور خادر زمان
اے کبھی پسند نہیں کریں گے۔“

ہو گیا ہے جب کہ اس کے غمہ دن نے کوشش کی تھی کہ وہ خالون تھمینہ سے بھی دل سکے۔ کوئی نہ کوئی فریب ضرور ہے اس میں۔

”نہیں سردار“ شرجیل نے کہا۔ ”میں اس کشتی پر نہیں جاسکتا یعنی اس پر یقین رکھو کہ جب تم لوگ کسی دشواری میں پڑو گے تو یہ تم سے زیادہ دور نہیں ہوں گا۔ اور ہر حال میں تمارے کام آنے کی کوشش ضرور کروں گا اور یقین جانو کہ تم لوگ دشواری میں پڑنے والے ہو۔ خواہ خالون تھمینہ کو ہمیزی بات پر یقین آئے یا ز آتے“ شرجیل نے تھیلے اٹھا کر کا نہ ہے پر کھل لیا تھا اور دونوں آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

”تم اس لڑکی کو نہیں جانتے شرجیل۔ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ وہ کن خطرات میں گھری ہوتی ہے اور کب اسے کن حالات سے دچار ہونا پڑے گا۔“

”اس کے باوجود بھی“ شرجیل جملہ پورا کئے بغیر غاموش ہو گیا۔ ”سنوارٹ کے“ شامست بولا۔ ”اس کا باپ بہت پڑھا لکھا ادمی تھا۔ پورے شکرال میں اس کی تجارت پیشی ہوتی ہی اور وہ اپنے کارپروازوں کو خسوسیت سے ہدایات دیتا رہتا تھا کہ وہ اپنے علاقوں کے تجارتی حالات کے علاوہ دسرے احوال سے بھی اس کو مطلع کرتے رہا کریں۔ اس نکاستگال کے بعد تھمینہ ہی نے اس کی جگہ سینگالی ہے۔ ہمیلوں تو ایک لا ابالی سال کا ہے۔ اس کی مصروفیات دوسری میں تو میں یہ کہنا چاہتا

”اگر میں ان سے کہوں گا تو وہ پیزی بات میں لے گے تم بھی“ اپنے بچوں کی طرح ایک بزرگ کا کہنا نہ طالو۔

”میں تمہاری عزت کرتا ہوں مگر خالون تھمینہ مجھے ایک گھٹیا آدمی بھیتی ہے۔ صورت حال یہ ہر تو میں قدرتی طور پر ان سے دور رہنا پسند کر دیں گا۔ وہ یا خاور زیمان تھوڑے ایک خطرناک آدمی ہے، جلدی یا تو وہ مجھے مار دلے گا، یا میں اُنے مار دیاں گا۔ یہ بخوبی ہواں قبیم نہیں ہے۔“

”اور پیرے بچے۔ تم نے اسے یہیں غلطی کی ہے، بخار سنت نظر آتا ہے لیکن بے حد زم دل اور زم کفار والا ہے۔ اس نے یا بھی کہا۔ تمہارے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اور جب بھی تمہارا ذکر آتا ہے بڑی نرم سی مسکراہست اس کے ہنوتیں پر پھیل جاتی ہیں۔“

”خاور زیمان کی بات کر رہے ہو“ شرجیل نے سیرت پر کہا۔

”اگر ہاں بھارا نام آیا تھا۔ تھمینہ ہی نے تمہارا ذکر کیا تھا کہ تم ہمارے ہی تافلے میں شامیں ہو کر یہاں تک آئے تھے، اس پر خاور زیمان نے کہا تھا کہ اگر وہ بھی شامی ہی کی طرف نظر کر رہا ہے تو یہیں نہ اُسے بھی کشتی پر بلا یا جلے۔ یہ پورے پورے اسی کے الفاظ ہیں۔ میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر رہا۔“

”شرجیل سوچ میں پڑ گیا کہ آفر خاور زیمان اس پر اتنا ہر بان کیوں

رہتا ہے۔ بہرحال تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو۔ مکانات کی تعمیرے زیادہ فائدہ مند کام ہے۔

شرجیل نے اُسے بتایا کہ شہامت سے اس کی ملاقات ہو گئی تھی اور یہ بھی بتایا کہ ان کے درمیان کیا لفڑگو ہوتی تھی۔

وہ خاموشی سے نتارہا پھر اس کے خاموش ہونے پر بولا۔ ”شرجیل۔“
شہامت نے غلط نہیں کہا۔ میں بھی تقریباً دو سال سے خاتون تہمینہ کو جانتا ہوں۔ پورے شکرالی میں اس سے زیادہ پالاک اور ہوشیار رکھی
شاید ہی کوئی مل سکے۔

”لیکن پھر بھی وہ ایک بڑی ہے۔“ شرجیل نے کہا۔

”ہے۔ لیکن بہترے مردوں سے بہتر داعی رکھتی ہے۔“

”کیا میں ہمیں اسے دارا ب مرکش کے فتنے سے آگاہ نہیں کر سکتے؟“ شرجیل
نے کہا اور طہماں ہنس کر بولا۔ ”وہ سب کچھ جانتی ہے۔ جو کچھ بھی کہہ رہی
ہے دیہہ داشتہ کر رہی ہے۔“ شرجیل خاموشی سے اپنی قیض بدلتے
لگا۔ طہماں تھیں آمیز نظروں سے اس کے لیکھے جنم کو دیکھ جا رہا تھا۔
بالآخر بولا۔ ”رب عظیم کی قسم! میں نے بہترے طاقتور اور سیم لوگ دیکھے
ہیں، لیکن تمہارے جیے عضلات رکھنے والا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔“

”یہ بیری غاذی خصوصیت ہے۔ ہمارے گمراہے میں یا تو بیرے
دیتا۔“

چاک خاتون تہمینہ شکرالی کے پچھے پتے کے حالات سے باخبر ہے وہ
جانشی ہے کہ شمال میں کیا ہو رہا ہے اور اس کا جوابی یکس قسم کے حالات
سے دوبارہ ہوا ہو گا۔“

پھر وہ دونوں نیالات میں ڈوبے ہوئے سڑائیے تک پہنچ
گئے تھے۔

”آؤ تیمال کا ایک ایک گلاس ہو جائے۔“ شرجیل نے کہا۔

”نہیں شرجیل۔ اب بھے خاتون تہمینہ کے پاس پہنچتا ہے۔ ہم دونوں
اس کے قریب ہی رہتے ہیں۔ اس وقت تو میں نہیں اپنی ہمسفری کی
دعوت دینے کیا تھا۔ تمہارے دونوں ساتھیوں کو بھی خوش آمدید
کہا جاتے گا۔“

پھر وہ شرجیل سے مصافحہ کر کے خودت ہو گیا۔ شرجیل سڑائیے کے اندر
پہنچنے کے لئے زینے طے کرنے لگا۔

کمرے کے اندر پہنچ کر اس نے شعر دشی ہی کی تھی کہ طہماں آ

گیا۔ میکوں کیا تھیں کوئی مناسب کام مل گیا۔ طہماں نے پوچھا۔

”ہاں بہر فرشادی کے لئے کشیاں بناؤں گا۔“ شرجیل نے
جداب دیا۔

”بہروز اچھا اور قدر داں آدمی ہے۔“ طہماں نے کہا۔ اس نے بہت
بڑی بڑی کشیاں بنوائی ہیں اور خود بھی دریاؤں اور جھیلوں میں سفر کرتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کھانے کے لئے عوامی کمرے میں پہنچے، ٹھماں خاصی بھیڑ تھی۔ یہ دلوں بھی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے اور شریبل نے ٹھماں سے کہا: "اگر واقعی میں نے بھوقز شاداری کے لئے دعائی کشتی بنانی شروع کی تو مجھے کام کرنے والوں کی صدرست پڑے گی۔ کیا تم میرے ساتھ کام کرنا پسند کر دے گے؟"

"نہیں۔ شکریہ! ٹھماں کا منقرض سا جواب تھا۔

"تمہیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"اس کی بات نہیں ہے۔ ٹھماں جلدی سے بلا لار۔ لیکن وہ لڑکی!

"یعنی خاتون تھیں!" شریبل نے طولی سانس لی۔

"لڑکی کو کسی نہ کسی مرتضیٰ پر یقیناً مدد کی صدرست ہو گی۔" ٹھماں نے کہا۔ وہ جانتی ہے کہ کیا کہ رہی ہے، جو کچھ بھی کر رہی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں! اسے اپنا بھائی نہ یار وہ چل ہیتے، وہ دہانی تک جلتے گئے، جہاں اس کے بھائی کی لاش پڑی ہو گی۔

شریبل اس کی باتیں سن کر بے پیں ہو گیا۔ کھانا میز پر سرگا فیا گیا تھا۔ لیکن اس سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اپا بک بھک مر گئی ہو۔

اُس نے ٹھماں سے پوچھا: "تم تھیں کے کیا لگتے ہو؟"

"کوئی بھی نہیں۔" ٹھماں نے جواب دیا۔ لیکن اس نے مجھ سے کہنا دیا

ہے کہ اگر میں شمال کا سفر کرنا چاہتا ہوں تو اس کے ساتھ چل سکتا ہوں۔

شریبل اس کی شکل ہی دیکھتا رہ گیا اور وہ اٹھ کر چل دیا۔ بہر حال

شریبل اب کسی قدر المیزان محسوس کر رہا تھا کہ ازکم ایک آدمی توکشی پر ایسا ہو گا بودن از زمان کی طرف سے ہوشیار رہے گا۔ ٹھماں شمال کے کوہستانی علاقے کا شکاری تھا۔ اس علاقے کے لوگ عام طور پر صادق القول اور افادار ہوتے ہیں، جو کچھ زبان سے ایک بار بخل جاتا تھا اس کا ہمیشہ پاس کرتے تھے اور انہیں یوں بھی شمال برصغیر کے اس پارکے ناپاکوں سے شدید نفرت تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کے قریب ہی کہیں اُن ناپاکوں کا عمل دنل ہو۔ خود شریبل بھی یہی سوچ کر اس سفر پر روانہ ہوا تھا کہ صدرست پڑنے پر وہ زیارت گاہ کے حوالے سے اُن کی مدد کرے گا۔ بکھانا لکھا کر شریبل پھر اپنے کمرے میں آگیا۔ پھلی شام سے جو بیٹھنے سے ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ پتہ نہیں وہ کس چیزوں میں تھا اور کہاں گھوم پھر رہا تھا۔

شریبل کھڑک کے پاس اُک کھڑا ہو گیا۔ گھاث پر سنگر انداز دھانی کشتی رکی روشنیاں دکھانی دے رہی تھیں۔ وہ بایاس تبدیل کر کے بیتر پر لیٹ گیا لیکن نیند کا دور دور بیک پتہ نہیں تھا۔ جھنجھلا کر اٹھ بیٹا اور سوچنے لگا کہ آخر سے کیا ہو گیا ہے! آخر بار بار خاتون تھیں، ہی کا خیال کیوں آتا ہے! وہ ہم خصوصیت سے پیش نظر کیوں نہیں ہے، جس کے لئے اس نے مژدان سے باہر قدم نکالا تھا:

اچاک کسی نہ کمرے کے دروازے پر دنک دی، اتنی ہلی دنک تھی جیسے دنک دینے والا چاہتا ہو کہ آس پاس کا کوئی اور بے دریں دنک کو دیں سکے۔ شریبل کا ہاتھ تیکھے کے نیچے رینگ گیا اور پتوں کے دستے پر اس کی گھرفت مضبوط ہو گئی۔

”طبعی اعتقاد نہیں کرتا“ شر جیل نے بڑی صفائی کے کہا۔

خاور زمان نے ساتھ ہلاکر کہا۔ اس کی پرواہ نہیں اس کے باوجود بھی ہیں تمہاری ضرورت ہے۔

”نہیں...؟“ شر جیل نے چرت سے فہرایا۔

”ہاں! ہم بھوں کو!“ خاور زمان نے جواب دیا۔

”خالون تمہینہ، شامست اور لقیہ سب یعنی چاہتے ہیں، ہم شام میں جاہے ہیں، ایک نامعلوم سر زمین کی طرف ہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ کون کن جھوں پر کون کون سے تباہ آباد ہیں اور شامست کا خیال ہے کہ تم احاطہ راستوں کے مہر ہو اور نامعلوم جنگی تباہ کے پاسے ہیں بھی خاصی معلومات رکھتے ہو۔ بہترین راکہ ہوا در پیٹھ دکھانے والوں میں نہیں۔“

خاور زمان خاموش ہو کر سکھایا اور پھر بولا۔ ”اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور خالون تمہینہ کی بھی یعنی غواہش ہے۔“

”کیا خالون تمہینہ نے بخواہش واضح الفاظ میں ظاہر کی ہے؟“ شر جیل نے پوچھا۔

”نہیں اے“ خاور زمان بولا۔ ”لیکن میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ خود تمہیں اس کا حساس ہو یا نہ ہو لیکن وہ تم پر یقین رکھتی ہے اور اعتقاد کرتی ہے۔“

شر جیل استھرا یہ انداز میں ہنسا۔ اس پر خاور زمان نے بے حد سنجیدہ ہو کر کہا۔ ”یہ نہاد نہیں کر رہا۔ ہمیں بہت دور جانے ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کچھاری کے جنگلوں کے آگے ہم پر کیا گزرے ہے؟“

”کون ہے؟“ اُس نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”خاور زمان!“ باہر سے بے حد پر سکون آواز آتی۔

شر جیل نے دایں ہاتھ میں لپتوں کے کرہائیں ہاتھ سے دروازہ کھولا اور کئی قدم پیچے ہٹ آیا۔ خاور زمان کمرے میں داخل ہوا اور لپتوں پر نظر پڑتے ہیں۔

”خوفزدہ ہو۔“

”نہیں۔ تمہارے ہوں۔“ شر جیل نے بھی دیسے ہی بجھ میں جواب دیا۔

”تم نے خالون تمہینہ سے گفتوگی تھی۔“ خاور زمان نے کہا۔

”... اذیرہ سے علم و اطلاع کے مطابق وہ تم سے تفتیشیں ہو سکی تھیں۔“

”یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مجھ سے تفتیشیں تھیں۔ البتہ ان کا روزی غیر واضح تھا۔“

کرنے میں زیادہ روشنی نہیں تھی، لیکن کہ شر جیل شمع بجا پکھا تھا۔ خاور زمان نے کہا۔

”کیا یہاں زیادہ روشنی نہیں ہو سکتی؟“

”چاہو تو شمع روشن کرلو۔“ شر جیل نے لپتوں کی نالی سے شمع کی طرف اشارہ کیا۔ خاور زمان نے دیا سلاٹی جلا کر شمع روشن کی اور ایک کرسی پہنچ کر نیچے لیا۔

”تم مجھ پر اعتقاد نہیں کرتے۔“ خاور زمان نے اس طرح کہا جیسے اُسے اس بات پر بہت دکھ ہو۔

"بھجے بے صافوس ہے!" شرجیل نے کہا۔ "بھجے ایک بہت اچھا کام مل گیا ہے۔ میں ایک دخانی کشتی تعمیر کر دیں گا۔ میں نے اس طرف کا سفر اسی لئے اختیار کیا تھا۔"

خادر زمان کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تم مرحومی ہونا؟ اور بھجک آباد سے آتے ہو؟"

"تمہارا خیال درست ہے۔" شرجیل نے جواب دیا۔

خادر زمان کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس کی سمجھیں نہ آزما ہو کہ اب کس طرح گفتگو شروع کرے۔

بھر حال وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تمہیں تمہاری جیسی ہی تہذیت رکھنے والے آدمی کی ضرورت ہے۔ یہ سفر خطرناک ہو گا، جس میں ہمیں کشتی کی مرمت کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے۔ عالمیں تمہینے ناسعلم دریاؤں میں سفر کرنا چاہتی ہیں جہاں نہ کشیوں کے لئے گھاٹ بنے ہوتے ہیں اور نہ کایا گر میسر آ سکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے" شرجیل بولا۔ "تمہارے پاس ماہرین کی کمی نہ ہوگی۔ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو۔"

"تم غلط ہیں کہہ رہے ہے!" خادر زمان نے کہا۔ "لیکن ان میں کوئی بھی تمہاری طرح ذہین اور ماہر نہیں۔ میں آج ہی بھروسہ شادروزی سے تمہاری تحریف سُن چکا ہوں، تم اپنے لا تھوں سے کام کرتے ہو، اس لئے اس طبقت سے کٹ کر زہ رکھنے ہو جس سے تحقیقاً تمہارا تعلق نہ ہے۔"

"تم میرے طبقت کے متعلق کیا جانتے ہو؟" شرجیل نے پوچھا۔
خادر سکراکر بولا۔ "کیا تم سرخان کے سردار شادروز شرجیل کے بیٹے نہیں ہو؟"
"یقیناً ہوں، لیکن اب سرداری میرے گھرانے میں نہیں ہے۔" شرجیل
بولا۔

"بھجے علم ہے؟" خادر نے کہا۔ "تم خود ہی سرخان کے سردار ہوئے لیکن تم بے پرواہ اور ہر قسم کی پائندیوں سے آزاد رہتا چاہتے ہو۔ تم نے خود ہی سرداری کو ٹھکرایا تھا۔" میرے بارے میں طبی تفصیلی معلومات رکھتے ہو۔" شرجیل نے انتہائی بخوبی گیسے کہا۔

خادر زمان ہاتھ ہلاکر بولا۔ "سنو! بھجے اس سے سروکار نہیں۔ تم ایک شریف آدمی ہو۔ ہمذہب ہو اور خاندانی پس منظر رکھتے ہو۔ تمہاری نظر بھی شرفیان ہوتی ہے۔"

"شکریہ! خادر زمان!" شرجیل بولا، لیکن پرستی سے میں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیا تم بھجے اپنے خاندانی پس منظر کے بارے میں کچھ بتانا یہ کر دے گے؟"

ذوقناً خادر زمان کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آتے اور وہ شرجیل کو گھوڑتا ہوا بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے؟" چھروہ اچانک اٹھ گیا اور غیر الادی طور پر کئی قدم ٹھتا ہوا بولا۔ "ضروری یہ کہ تمہیں ہر حال میں سا تھے جانا چاہتے ہیں۔ تم اس کے لئے منہ مار گا معاوضہ طلب کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ تم

چاہو تو ہمارے ساتھ مل کر سُور کی تجارت کر سکتے ہو، سونما تلاش کر سکتے ہو اور اچاہنک بہت دولت مند آدمی بن سکتے ہو۔ کیونکہ تم ایک جنگجو بھی ہو۔“

”میں ... بے“ شرجیل نے ہیرت سے کہا۔

”ہاں ... بتم ...“ خاور زمان اُسے گھورتے ہوئے بولا۔ ”ہم دونوں

ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ شمال میں بلماز زین پڑی ہوئی ہے اور وہاں کیا کچھ نہیں ہے، بڑے بالوں والے جاؤڑہیں سونا نہیں، اور جواہرات ہیں اور ان زمینوں کا ماں کوئی بھی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم کشتی ہی تعمیر کرنا چاہتے ہو، لیکن اُس کے مقابلے میں سینکڑوں کوں پھنسیے ہوئے علاقے کا ماں بننا کیا رہے گا؟ کشتی تم کسی اور کے لئے بنادے گے، لیکن وہ تمہاری لکھیت نہیں ہوگی۔“

”شرجیل نے کہا۔“ میں کسی دن شمال کی طرف صدر جاؤں گا، لیکن فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ تجارت کرنے کے لئے۔“

خاور زمان نے بے پرداہی سے شمال سکوڑ کر کہا۔

”تمہاری مرغی!“ اس کا آڈھا چھرہ تاریکی میں تھا، اچاہنک اُس نے کہا۔ ”تم بالکل بے دوقت ہو۔“

پہلی بار شرجیل نے حسوس کیا کہ خاور زمان کسی اعصابی دباو نہیں بیٹلا ہو گیا ہے۔

”اچھی بات ہے، الداع.“ ”کہہ کر خاور زمان نے مصلحت کرنے پا تھا یا اور شرجیل کو بھا فرمائے کے لئے پتوں کو بنائیں پا تھے میں منتقل

کرنا پڑا:

”الداع!“ شرجیل بولا۔ ”میری نیک تمنا یہ خاتون تمہیتہ تک پہنچا دینا اور کیا تمیں معلوم ہے کہ سماں کا خاتون تمہیتہ کا ایک پیغام لے کر مشرق کی طرف گیا ہے؟“

”کون سماں کو؟“ خادر غان چونک کر بولا۔

”اس سرائے کا ماکب جہاں ہماری پہلی ملاقات ہوتی تھی۔“

”میں نہیں جانتا!“ خادر غان نے تلخ بھے میں کہا اور دروازہ کھلدا پھوٹ کر باہر نکل گیا۔

شرجیل بہت دیر تک جا گتا رہا، پھر اس پر غنو دگی طاری ہو گئی۔ پتا نہیں کہ بت کسی کیفیت میں رہا تھا، پھر اچانک دروازہ پیٹنے کی آواز پر چاک پڑا۔ اٹھ کر دروازہ کھول دسا منے چوپانگا کھڑا نظر آیا۔ بہت زیادہ دھشت زدہ نظر آ رہا تھا۔ شرجیل کا بازو پھر کوکھنچوڑتا ہوا بولا۔ وہ چلے گئے اور تم نے اُن کو نکل جانے دیا۔“

شرجیل اُس سے اپنا بازو پھر کر تیزی سے کھڑکی کے پاس آیا۔ سورج طلوع ہو رہا تھا اور گھاٹ کا دھر حصہ قلعی ویران تھا جہاں پچھلی شب تک دھانی کشتی ”آئی اڑدہا“ بندگا انداز رہی تھی۔

شرجیل کا دل ڈوبنے لگا۔

وہ چلے گئے! اور وہ بھی چل گئی، وہ مایوسانہ انداز میں سوچتا رہا۔

”تم نہیں جانتے کہ خادر زمان کتنا بڑا شیطان ہے ۔ چوبی سینگا شر جیل کے عقب میں کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔“ شاید شیطان بھی اس سے پناہ مانگتا ہو۔“ شر جیل اُس کی طرف رکرا۔ چوبی سینگا بھی اتنا زیادہ پریشان نہیں دکھائی دیا تھا۔

”میں کیا کر سکتا تھا!“ شر جیل نے مالوسی سے کہا۔ ”میں خاتون تمہینے کے پاس لیا تھا، لیکن اُس نے میری بات سننے سے انکار کر دیا، لیکن خادر زمان بھپلی برات میرے پاس آیا تھا۔“

چوبی سینگا اچل پڑا اور حیرت زدہ آواز میں بولا۔

”وہ پہاں آیا تھا تمہارے پاس۔ اودہ میرے دوست۔“ اور جب شر جیل نے اُسے بتایا کہ خادر زمان کیا چاہتا تھا تو وہ سر ٹاکر بولا۔“ بلاشبہ لڑکی اُن کے قبضے میں ہے اور لڑکی کی کشتی بھی۔ شہامت بھی اُس کے قبضے میں ہے۔ اگر وہ تم پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا تو سلیٹ بالکل صاف ہو جاتی۔“

”کیسی سلیٹ!“ شر جیل بولا۔ ”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“ ”اُس سے داریب سرکش کا نامندہ کون ثابت کر سکتا ہے۔ تم۔ ہمایوں کی تلاش میں شمال کی طرف کون جا رہا ہے۔ اس کی بہن۔ اگر ہمایوں کی دالپی نہیں ہو سکی تو اس کی بہن کی دالپی بھی نہیں ہو سکے گی۔ شہامت کی بھی دالپی نہیں ہو سکے گی اور اگر وہ تمہیں بھی پاجاتا تو تم بھی۔“

”بس ختم کرو۔“ شر جیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم تو خواب دیکھنے لگتے ہو۔“

”اور تم شاید ضحاک فیگروں کا قتل بھول گئے وہ جزویارت گاہ کے بڑے عابد کا نامندہ تھا۔“

”میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہ سکتا کہ اُس سے خادر زمان ہی نے قتل کیا ہو۔ گاہ۔“

”لیکن اس نے مرنے سے پہلے داریب سرکش کا نام ضرور لیا تھا۔“ چوبی سینگا نے کہا۔ ”تم کیا سمجھتے ہو؟“ میں کل سے غائب رہا ہوں، اس کی ایک دبیر یہ بھی تھی۔ کہ میں خادر زمان مجھے بہت تریسی سے دیکھ کر پچان نہ لے۔“

”بیٹھ جاؤ۔“ شر جیل نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”ہیں پہلے ناشتہ کرنا چاہتے ہیں پھر ہاتھ بھی ہو جاتیں گی۔ کشتی تواب نسلک ہی گتی۔“

”ضروریات سے نارغ ہو کر شر جیل نے نباس تبدیل کیا اور دونوں ناشتے کے لئے عوامی کرے میں پہنچ گئے اور اپنے لئے ایک الگ ٹھنگ نیز منتخب کی۔“

شر جیل تھوڑی دیر خاوش رہ کر بولا۔ ”تم تو اس آدمی خادر زمان کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔ کیا مجھے بھی کچھ بتانا پسند کرو گے؟“

”میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ شیطان ہے۔ میں بھی بُرا آدمی ہوں، لیکن شیطان نہیں ہوں۔ ہمیشہ ادبیت ہی کے جا سے میں رہا ہوں۔“

میں نے کبھی بے لس پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ بلادبیر کجھ کسی کو قتل نہیں کیا۔ قتل بھی کیا ہے تو اس وقت کیا ہے جب یہ یقین ہو گیا ہے کہ میں خود مارا جاؤں گا۔

اگر میں نے مقابلہ کے ساتھ ذرہ برابر بھی رعایت برقراری۔ لیکن وہ بے وجہ قتل

کرتا ہے کسی غصے اور جھنگلاہٹ کے بغیر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے اور وہ مقابل کا لگا گھونٹ دیتا ہے خواہ وہ طاق توہر ہر خواہ کمزور۔ میں نے بھی کسی کمزور پر لاٹھ نہیں اٹھایا۔ کمزوروں کی کالیاں بھی ستارہ ہوں اُسے ہر آڑی سے نفرت ہے وہ عورتوں سے شدید نفرت کرتا ہے اور وہ بچاری رڑکی بھی بالآخر اس کی نفرت کا شکار ہو جاتے گی۔ ہاں میں اس خبیث کا اچھی طرح جانتا ہوں لیکن اب شاید وہ مجھے نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ مجھ میں شدید تبدیلیاں ہوئی ہیں لیکن میں ڈرتا ہی بر لٹا تھا کہ کہیں وہ مجھے پہچان نہ لے۔ میں وہ جو کمی کسی سے نہیں ڈرا۔ اس سے خالق ہوں۔ جب اُس سے سابق پڑا تھا تو میں جوان تھا میرے چہرے پر دار طھی نہیں تھی اور میں دو دفعہ مصنوط ترین طاں گلوں کا ماں کھانا تھا۔ وہ محیٰ تو جوان سی تھا لیکن یہیں دیس کے ماں باپ دلوں پر گئے تھے۔ ایک رحمدی نمازدان نے اس کی پردش کی تھی۔ لیکن اس نے ایک سورج پر اپنے محنوں کو بھی قتل کر کے ان کی دولت پر تیضہ کر لیا۔ اُن کے والوں کو عجیب اس نے زندہ نہ چھوڑا تھا۔ جب بستی کے سردار کو اس کی جبر ہر دنی تزوہ سب کچھ سیٹ سر مرشد کی طرف بھاگ نکلا۔ میں ان دلوں بھر ہندیں تراوون کے ایک جہاز پر تھا کسی طرح اس کی رسائی بھی ہم تراوون کاک ہو گئی۔ ہمارے سفردار نے اُسے جہاز پر سوار کر لیا۔ ہم اُن دلوں اپنے پہنچے گزرے والے قراوون کے خزل نے تلاش کر رہے تھے۔ بھر ہندیں بے شمار دیران جزیرے پر بکھرے ہوئے تھے، انہی جزائر میں سے ایک پر میں نے ایک دن اپنا جہاز نگرانداز کیا۔ ہمارے پاس جو کچھ ماں تھا ہم اُسے اُن جزیرے نے میں دنکر کرنا چاہیے

تھے۔ خاور زمان سیست ہم پار تھے یہ ہم چاروں کامال تھا اور ہم اسے یہاں دفن کر کے محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ خاور زمان اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان اور ثواب کی لوتیں لے کر جہاز سے اترتا ہوا۔ ہم لوگ غرب شرابیں پیتے رہے۔ میں نے تو کم ہی پی تھی بچھے خوارک کی ضرورت تھی۔ بہت جلد جلد بھوک لگا کرتی تھی اُن دلوں۔ میں نے بھنا ہو اگوشت پھرایا اور اس خیال سے کہیں کسی نے دیکھ نہیا ہو، میں نے گوشت کے طحہ کے کوڑھلان میں چینیک دیا اور میں نے دیکھا کہ جہاں ڈوکری رکھی ہر تی تھی تو میں ایک بڑا سا جنگلی چڑھا کرم تور رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے اُسے نہر دیا گیا ہو۔ میں ایک دم ساحل کی طرف دوڑ پڑتا ہے جہاں وہ تینوں کھاپی رہے تھے میں نے ایک دم شور چایا کہ وہ جو کچھ بھی کھاپی کر سکتے ہیں زہر مل لے رہے تھے۔ خاور زمان نے مٹکر مجھ پر فائز کیا تھا۔ لیکن میں پیغامہ بدل کر پڑ گیا۔ جوانی کا زمان تھا اس لئے جسم میں بے حد مجھ تسلیپن تھا۔ پھر ہر میں دوڑتا چلا گیا تھا۔ جوانی کا زمان تھا اس لئے جسم میں بے حد مجھ تسلیپن تھا۔ پھر ہر میں دوڑتا چلا گیا تھا۔ خاور زمان نے میرا تعائب نہیں کیا تھا۔ البتہ میں اُن دلوں مرنے والوں کی چینیں مُن کر رہا تھا۔ خاور زمان نے یہ حرکت صرف اس وجہ سے کی تھی کہ چاروں میں صرف وہی زندہ رہے اور سانچے مال اور کاشت پر خود قابض ہو جاتے وہ تین دن تک میرا پچھا کرتا رہا اور ہر جگہ وہ میرے لئے کھانے پینے کی کوئی نہ کوئی زہر میں چیز ضرور چھوڑ جاتا تھا۔ میں دیکھا کہ چوپے اور دوسروں سے جنگلی جانوروں نہیں کھا کر کر رہے ہیں۔ آخر تھکی ہاڑ کر وہ چوچے دن تھماشی کر کے دہان سے چلا گیا۔

چوبی سرگا خاموش ہو کر لمبی لمبی سالنیں لینے لگا۔

”اور وہ سارا مال؟“ شرجل نے سوال کیا۔

”وہ احمد نہیں تھا۔ وہ اُسے ساتھ ہی لے گیا تھا اس کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کی لاشیں تنہاد فن کیں۔ سات ماہ تک میں تنہا اسی بڑیزی میں جھکتتا رہا تھا۔ بغلی بچل کھا کھا کر زندہ رہا تھا پھر اُدھر سے گزرنے والے ایک چماز نے مجھے اس قید تنہائی سے نجات دلاتی تھی وہ خبیث ہے۔ وہ مجھے نہیں پچان سکا اور اب میں محض اس لئے زندہ رہنا چاہوں گا کہ اُسے مرتا ہو دیکھوں“
”میں دوست! میں سمجھتا ہوں۔ مجھے تمہارے جذبات کا احساس ہے“
شرجل نے زم لجھ میں کہا۔

”لیکن وہ آسانی سے نہیں مرسکتا۔ شرجل اسے یاد رکھنا، فون پنگرگی کی ایسی ممارت رکھتا ہے کہ پوری پوری فوجوں کو لڑوا سکتا ہے۔ خود بھی ایک معمولی سپاہی کی طرح لڑ سکتا ہے اور دیکھوایں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔
کہ اسے براہ راست کچھی غصہ نہ دلانا اور نہ وہ تمہیں آنے والا دینے
گا۔“

”مجھے بیقین نہیں ہے کیونکہ بچپنی رات بھی میں نے اسے خاصا غصہ دلایا تھا اور پوری طرح ہو شیار تھا۔“

”اور تم نے خالوں تمدینہ کو بھی اُس درندے کے حوالے کر دیا۔ بعض اپنی آنکی خاطر۔“

”اپنی آنکی بات ہوتی تو میں اُس سے ملنے ہی کیوں جاتا۔ لیکن اب ایسا بھی کیا کہ میں خادر زمان کی پیش کش تبول کر دیتا۔“

چوبی سینکا کچھ سوچنے لگا پھر بڑا یا ”وختی کشی کے فریبیخی دہ کم از کم گیارہ بارہ دن میں شمالی سرحد تک پہنچ سکیں گے۔“

”اچھا اگر ہم دریا کے کنارے کنارے ہی گھوڑوں پر سفر کریں اور پھر کسی خاص جگہ سے دریا پار کر نہیں تو ہمیں کتنا عرصہ لگے گا؟“
”بچھ سوچنے دو لکھاں سے دریا پار کر کے منزل مقصود تک پہنچنے میں دشواری نہ ہوگی۔“

وہ خاموش ہو کر سوچ میں ڈوب گیا پھر اچانک چونکہ کرشمیل کی کلامی مضمبوطی سے پکڑ لی اور بڑے جذباتی انداز میں بولا۔ ”کیا اتفاق ہم ایسا کوئی ارادہ رکھتے ہو؟“

”ہاں! میں یہی سوچ رہا ہوں۔“ شرجل نے کہا۔
”اس طرح ہم یا میں روز میں منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور یہی بخوبی جانتا ہوں کہ ہم کس جگہ سے دریا پار کریں گے۔ آخر مریزی زندگی بھی تو کھوئتے پھرتے ہی گذر گتی ہے۔“

شرجل نے کتی سہری بخے اس کے نامنے ڈال دیتے اور بولا۔ ”ان سے کھانے پینے اور دوسرویں اس کی چیزیں خرید لو۔ ہم کل ہی روانہ ہو گیاں گے۔“

ہر دو ز شادری سے مل کر اس سے مغذیات بھی کرنی تھی اور اُسے بتانا تھا کہ وہ فی الحال اس کے لئے کام کیوں نہیں کر سکتا۔

شرجل اُس سے ملا اور سارے حالات اُس کے گوش گزار کر دیتے۔

بہرور شماری نے کہا۔ "اس سرزی میں کا تحفظ ہم سب کا فرض ہے۔ میں بڑی مرت محسوس کرتا ہوں، شرجیل اسٹال کا فتنہ پھیل کر سارے شکرائیں کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔ میں اپنے لئے فخر محسوس کروں گا۔ میرے پاس درجنوں عمدہ قسم کے گھوڑے ہیں۔" پھر اس نے کیک اینکار کو بلکہ کہا۔ "شرجیل کو اصلیل میں لے جاؤ اور جنے گھوڑے یہ منتخب کریں ان کے حوالے کر دو۔" میں آپ کا شکرگزار ہوں سردار یہ شرجیل نے کہا۔ "شکرگزاری کی ضرورت نہیں۔ یہم سب کا کام ہے۔"

دوسرے روز سفر شروع ہو گیا تھا۔ دونوں دن بھر سفر کرتے رہے ایک گھوڑے پر انہوں نے اپنا سامان بار کیا تھا۔ دو گھوڑوں پر خود سوار تھے، اور دو فال گھوڑے بے بھی ساتھ تھے، ان پر کوئی وزن نہیں تھا۔ وہ اس لئے تھے کہ سواری کے گھوڑے تھک جاتیں تو پھر انہیں استعمال کیا جاتے۔ غروب آفتاب کے وقت تک ان کا سفر جاری رہا۔ پھر انہوں نے ایک جگہ رک کر گھوڑے تبدیل کئے اور سفر پھر شروع ہو گیا، جو آدھی رات تک جاری رہا تھا۔ جنگل کے درمیان انہوں نے پڑا کیا اور گھوڑے چڑنے کے لئے چھوڑ دیتے۔

سات یومن تک وہ دن رات سفر کرتے رہنے بھل کا گھلپاں آہتا ہے۔ کم ہوتا جا رہا تھا اور چھوٹے چھوٹے کم پتوں والے درخت نظر آنے لگے تھے، دونوں ہی بڑی علکن محسوس کرنے لگے تھے۔

"کیا دو ایک دن آرام کا ارادہ ہے؟" چوبی ٹنگے نے آٹھویں دن شرجیل سے پوچھا۔

"اُن میں بھی یہی سوتھ رہا تھا ورنہ کہیں جانور ناکارہ نہ ہو جائیں" شرجیل بلال۔

چوبی ٹنگے نے جلد ہی قیام کے لئے ایک محفوظ مجک تلاش کر لی۔

ذعماً شرجیل نے گھوڑوں کی ٹانپوں کی آوازیں شیش اور چوبی ٹنگا بھی چونکا ہو گیا۔ آوازیں اُسی گلڈنڈی سے آئی تھیں جسے چھوڑ کر وہ اس پوشیدہ اور محفوظ مقام پر آنگتے تھے۔

"دُور دُور تک ان کا پتہ نہیں!" نامعلوم سواروں میں سے کسی نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ ہم سے بہت آگے جا رہے ہیں۔" "کچھ بھی ہو۔" دوسری آواز آتی۔ "ہم رات تک انہیں جا لیں گے۔"

شرجیل راستے پر ہی سوچتا آیا تھا اگر کسی نے ان کا تعاقب کرنے کی کوشش کی جبی ڈالی تو اُسے کامیابی نہیں ہو گی، کیونکہ راستے کی زمین پھر لی تھی لہذا اس پر سوں کے شانات نہیں بن سہے تھے۔

شرجیل اُن کی گفتگو بڑی پیسے سے ستارہ۔ ان میں سے ایک کہ رہا تھا۔

"اگر آج رات تک ہم نے ان کا سڑاغ نہ پایا تو سوار خادر زمان بہت بُری طرح پیش آتے گا۔"

شرجیل نے مسکرا کر سر کو جبش دی اور چوبی ٹنگے کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس

کی آنکھوں میں بھی شرارت آمیز تاثرات پاتے جاتے تھے۔

شرجیل نے جامنگ کر دیکھا۔ نشیب میں پکڑنڈی پر چار سوار نظر آئتے۔ چاروں منجع تھے اور بے حد خطرناک معلوم ہوتے تھے ان میں سے ایک بہت گدلا پتلا تھا۔ اس کا چہرہ شرجیل نر دیکھ رکھا۔ کیونکہ وہ جھاڑیاں ٹھانے کا خطروں مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ یہاں سے اُن پر حملہ آور بھی ہو سکتے تھے لیکن انہیں علم نہیں تھا کہ ان کے سچھے بھی اور کتنے ہوں۔ خاور زمان، شرجیل کی طرف سے مطعن نہیں تھا اس لئے اپنی عدم موجودگی میں بھی اسی سے متعلق کچھ نہ پچھا۔ ایسا انسجام کر گیا تھا، جو اُس کی راہ میں دیوار بن جائے۔

شرجیل اور چوبی ٹنگ کے اپنے اپنے ریواں نکال لئے تھے اگر کسی طرح اُن چاروں کی نظریں اُن کی طرف اٹھ جائیں تو وہ فوری طور پر اپنا خاطر کر سکیں لیکن وہ آنکے بڑھ گئے، اُن کے گھوڑے تیری سے دور رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے وہ آنکھوں سے ادھل ہو گئے تھے۔ شرجیل نے جوبی ٹنگے سے کما ٹردا نہیں کی تیدی کرو۔ ہم راستہ چھوڑ کر جنگل کے اندر سے راستہ بنایاں گے۔ اگر کہیں وہ چہر نظر آتے تو ہم بیدریخ ان پر حملہ کر دیں گے۔ کیا سمجھئے؟

روشن بنتی ہی لگ رہی تھی۔ پورا چاندا اسماں پر چمک رہا تھا اور بستی چاندنی میں نہماں ہوئی تھی۔

کراچے کے اصل میں انہوں نے اپنے گھوڑے بے باندھے اور اصل بیل ہی کے ماں سے قیام کے لئے ایک جگہ کا پتہ بھی معلوم کیا۔ کوئی خالون اجلال ہتھی، جو ایک اچھی سی سر اسے چلا رہی تھی، لیکن وہ لوگوں کی یقینت اور شخصیت کی بنیاد پر اپنی سرگئے میں ٹھہر نے کی اجازت دیتی تھی، پھر کسی وہ ناکس کی رسائی دہان تک نہیں تھی۔ بہر حال ان دونوں کو خالون اجلال کی صراحت میں بچکل گئی تھی۔

خالون اجلال نے شرجیل کو تو پسیدگی سے دیکھا تھا، لیکن چوبی ٹنگے کو دیکھ کر کچھ نہیں کیا۔ مالی تھی کہ شرجیل بولا۔ ”میں اپنے ساتھی کی شرافت کی خصامت دے سکتا ہوں اور محترمہ مجھے کسی ایسی جگہ کا پتا بتائیے جہاں مجھے تلاذ ترین بھریں مل سکیں ی۔“

”اگر صرف افوا میں اور لطیفے سننا چاہو تو میر طومان کے کنک میں چلے جاؤ۔ اگر داعی تھیں ڈھنگ کی خربوں کی ضرورت ہے تو سوریجان کنک کا فوج کرو جہاں ڈھنگ کے لوگ بیٹھتے ہیں دہان علمی اور سیاسی باتیں ہوتی ہیں۔ شکرالاں کے مختلف علاقوں کے تاجر بھی وہیں بیٹھتے ہیں۔“

شرجیل نے سب سے پہلے میر طومان ہی کی کنک میں قدم رکھا اور میر طومان سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ”میں اس دخانی کشتی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں جس پر بھری اڑو ہے کی تصویر بنی ہوئی ہے۔“

”آقی جاتی رہتی ہے“ میر طومناں نے کہا۔ ”بہت دلوں سے نہیں دکھائی دی۔ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں آتے ہیں۔ دریائی سفر کرتے ہیں اور کہیں غایب ہو جاتے ہیں، جو پتا نہیں کہاں جاتے اور کیا کرتے ہیں۔ واپسی کیوں نہیں ہوتی۔“

شر جیل نے کہا ”تم جانتے ہو کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور کہاں غائب ہو جلتے ہیں۔ میری طرف دیکھو! میں گلشنگ کی زیارت گاہ سے آیا ہوں اور شمال کے اس فتنے کو جڑ سے اکھاں چیننا میر اکام ہو گا یا۔“

”برتب عظیم کا نام اونچار ہے!“ میر طومناں اپنی بخشے سے اٹھ کر لے لے۔“ تم سرخان کے شر جیل خاندان سے ٹوپیں ہو۔“

”تم مھیک سمجھے میر طومناں! میں خالون اجلالہ کی سرائے میں نیم ہوں۔ کوئی اہم بھرپور تو بھی تک ضرور پہنچا۔“ شر جیل نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا سردار! برتب عظیم کا نام اونچار ہے۔“

وہ اپنی پرچوبی بخشے نے پوچھا۔ ”کیا دوسرا کذک، بھی دیکھو گے۔؟“

”نہیں! میں نے میر طومناں کے ذہن میں سب کچھ آثار دیا ہے وہ تیرے لے افواز نہیں لاتے گا۔“

یہ دلوں پیدل ہی کذک تک آتے تھے اور وہ اپنی بھی پیدل ہی، ہو رہی تھی۔ ایک بخشے جب وہ پڑھائی پر چڑھ رہے تھے۔ اچانک دلوں کی چھٹی حس بیدار ہو گئی اور وہ ڈھیر ہو گیا لیکن سا تھہری شر جیل جگل پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور گھنیرے ساتے دشمنوں کی بہترین کیفیں گاہ

شابت ہو سکتے تھے۔ شر جیل نے اپنی بیٹی سے پستول نکال لیا۔ چھٹی حس نے ایک پانچ اشارہ کیا اور شر جیل نے جھاڑیوں میں فائر کر دیا۔ ایک چیخ بلند ہوتی اور ایک سایہ ناچتا کوڑتا ہوا عین راستے پڑھیر ہو گیا۔ پھر تو جھاڑیوں سے فائروں کی بُرچھاڑ شروع ہو گئی تھی۔ شر جیل اوث میں تھا۔ اچانک اس نے چوبی بخشے کو بھی اچھل کر راستے ہی پر جاگر تے دیکھا اور بے حد مضطرب ہو گیا کیا اس کے گوئی لگی تھی۔ جھاڑیوں سے پھر فائز ہوتے اور شر جیل کو اس کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا۔ وہ بھی برابر فائر کرتا رہا۔ اسی درواز میں اچانک اس کی نظر چوبی بخشے کی لاش پر پڑی اور وہ کھل اٹھا۔ یہ نہ کہ لاش آہستہ ریگت ہوتی جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے ٹھہنٹے اخنیوں کوئی چیز چک کر رہی تھی۔ اُو ہو۔ اُس کے ہاتھ میں تو چا تو تھا اور نہایت خاموشی سے جھاڑیوں میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جھاڑیوں سے فائر ہوتے لیکن اس بار شر جیل نے فائر نہیں کیا وہ چاہتا تھا کہ حملہ آور سامنے آ جائیں تب پھر شکار کھیلے۔ اچانک جھاڑیوں سے کسی نے چوبی بخشے پر چھلانگ لگاتی اور جیخ ناک کرد وسری طرف الٹ گیا۔ شاید چوبی بخشے کا پاؤ تیزی سے اپنا کام کر گیا تھا۔

بس پھر لیا تھا کئی آدمی جھاڑیوں نے نکل کر چوبی بخشے پر ٹوٹ ہی پڑنا، ہی چاہئے تھے کہ شر جیل چنان کی اوث نے نکل کر اُن پر چھپٹ پڑا۔ پستول کے دست سے ایک کے سر پر ضرب لگاتی اور وہ ڈھیر ہو گیا لیکن سا تھہری شر جیل کا پستول بھی ہاتھ سے نکل گیا، لیکن شاید اب حملہ آوروں کو بھی پستول استعمال

”سنوا! شر جیل“ چوبی ٹھیک نے کہا۔ ”یہ وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں جو ہمارا تھا قب کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ کل دس افراد تھے چھ پہاں بیٹے میں اور چار نکل بھاگے“

”میرا بھی یہی خیال ہے“ شر جیل نے کہا اور چوبی ٹھیک کو سما راد کے کراٹھاتا ہوا بولا۔ ”یہ اب ہمیں جلد از جلد سراتے تک پہنچ جانا چاہیتے“

انہوں نے جلد ہی مسافت طے کر لی تھی۔ خاتون انہیں اس حال میں دیکھ کر ہر سکا بلکارہ گئی۔ شر جیل کے چہرے پر کتنی جگہ ورم تھا اور چوبی ٹھیک کے پاس پرخون کے وجہے نظر آ رہے تھے۔

”تم لوگ کیا کرتے ہیں؟“ وہ خوفزدہ بجھے میں بولی۔ ”مجھے علم نہیں تھا اور نہ...“

”محترم خاتون! تم حالات سے بے خبر نہیں ہو!“ شر جیل نے کہا۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ شمال میں کیا ہو رہا ہے۔ غور سے سنو! میں گلترنگ کی زیارت گاہ کا ایک سپاہی ہوں اور اس نتھے کا سر کچلنے کے لئے آیا ہوں؟“

”رب عظیم کا نام اونچا رہے!“ وہ پیچھے مٹھتی ہوتی بولی۔ آؤ۔ آؤ۔ اپنے کرے میں چلو۔ میں تم دونوں کی مرہم پڑی کروں گی۔ گلتہنگ کے پایا! مجھے معاف کر دو!“

اُس نے اُن دونوں کی مرہم پڑی کی تھی اور دوسرا دن انہیں ہر لئے سے نہیں بیکھنے دیا تھا۔

کرنے کا ہوش نہیں تھا۔ شر جیل کے خوناک ٹکوں کے مقابلے میں انہوں نے بھی جنگ مغلوب ہے شر دروغ کر دی تھی۔ مٹکے اور پستروں کے دستے چل رہے تھے۔ چوبی ٹھیک کا چاتو بھی اس دوران میں اُس کی گرفت سے نکل گیا تھا لہذا اس نے اپنی چوبی ٹانگ کے لئے کھوں کر اُسے داہمہ ہاتھ میں لے لیا تھا اور لیٹے پیشے دشمنوں کی کھوپڑیوں پر قیامتیں ڈھارا تھا۔ شر جیل کے مٹکے سے اُپھل کر جو بھی اس کی طرف جاتا کھوپڑی پر چوبی ٹانگ کی ضرب و صوب کرتا اور قطعی طور پر ڈھیر ہو جاتا۔

دیکھتے ہیں دیکھتے راستہ پر قریباً چھ افراد بے حس و حرکت پڑے تھے اور کچھ فرار ہو گئے تھے۔ شر جیل نے چوبی ٹھیک کے بھادیا اور اس کی چوبی ٹانگ کے سامنے کنسے لگا۔ ”شر جیل! اتم بہترین لڑکے ہو“ چوبی ٹھیک ہاپنٹا ہوا بولا۔ ”مجھے اس وقت اندازہ ہوا۔“

”تم کسی سے کم ہو اسٹاد!“ شر جیل اس کا نشاذ تھپک کر بولا۔ ”ان معاملات سے پہنچنے کے بعد کچھ دن شہزادی شاگردی کروں گا۔“

”میری بات چھوڑو! میں تو اب چراغ سحری ہوں، اچھا دیکھو! ان پیں ہے کون کون مر رہے اور کون زندہ ہے؟“

موت صرف اسی کی دار ہوتی ہے جو شر جیل کی گولی کھا کر ناپاختا ہوا جاہاریوں سے نکلا تھا۔ دوسرا سائیں لے رہے تھے، لیکن کتنی بھی ہوش میں نہیں تھا۔

”تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔“ اس نے کہا۔ اور جب میں مناسب سمجھوں گی تمہیں باہر جانے دوں گی۔“

دوسرا شام کو وہ ان کے کمرے میں آئی اور آہستہ سے بولی۔ ”میر طومان آیا ہے تم سے ملا چاہتا ہے۔“

”اُسے پہاں لے آئیے خاتون!“ شرجیل نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ اس کے بعد صرف میر طومان ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ خاتون اجلالہ اُس کے ساتھ نہیں آئی تھی سمجھدار عورت معلوم ہوتی تھی۔

میر طومان نے دخانی کشی کے پہنچنے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ ”وہ گھاٹ پر لنگر انداز ہے اور اُس پر سے صرف تین افراد اُترے ہیں۔ ایک بے حد خوب رو خاتون ہیں اور دو مرد ہیں۔“

شرجیل سمجھ گیا کہ خاتون تمہینہ اور اس کے دلوں ساتھی ہوں گے لیکن کیا اب بھی تمہینہ اس کی بات میں لے گی، ناممکن ہی معلوم ہوتا ہے، وہ ایسی مٹی سے نہیں بنی جو آتے دن نم ہوتی رہتی ہے، خیر دیکھا جائے گا۔ وہ دُخانی کشی تو نظر میں ہے جس پر وہ سفر کر رہی ہے۔ کبھی نہ کبھی تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور اُسے کسی دوست کی ضرورت محسوس ہو گی۔

میر طومان چلا گیا تھا۔

چوبی ٹنگے نے کہا۔ ”بھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس بستی میں خاور زبان کا بھی اثر ہو۔“

”بھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔“ شرجیل بولا۔ ”لوٹ مار کی دلت سے لوگ خریدے جاتے ہیں لیکن بھی بے ایمان نہیں جنہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں کون ہوں وہ نیبری مرضی ہی کے مطابق کام کر رہے ہیں تیر طوفان کو تم نے دیکھ ہی لیا۔“

چوبی ٹنگا طویل سانس لے کر بولا۔ ”ماں۔“

اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی تیر سے دن بھی دونوں آرام کرتے رہے البتہ تیر سی شام کو شرجیل باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ چوبی ٹنگے نے بھی اس کے ساتھ جانا چاہا، لیکن شرجیل نے کہا۔ ”تمہاری ویر سے لوگ فوری طور پر ہم دونوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اب میں بھوکچھے کرنا چاہتا ہوں اس میں رازداری کو دخل ہو گا۔“

”بھی تمہاری رضی!“ چوبی ٹنگے نے مایوسی سے کہا۔

بہر حال جب شرجیل باہر نکلا اور ادھر ادھر والوں کی گفتگو سنی تو اسے معلوم ہوا کہ میر طومان کی فراہم کردہ اطلاع صرف اسی حد تک درست تھی کہ تمہینہ اپنے دلوں ساتھیوں سمیت گھاٹ پر اتری تھی لیکن وہ تینوں ایک چوبی کشی میں گھاٹ پر آئے تھے۔ دُخانی کشی ”بھری اڑدہا“ کسی چھوٹے سے جزیرے میں لنگر انداز تھی۔ روشن بستی کے گھاٹ پر لنگر انداز نہیں ہوتی تھی۔

جن وقت شرجیل یہ ساری معلومات فراہم کرتا پھر رہا تھا۔ دو آدمی اس کی نگرانی کرتے رہے تھے اور شرجیل اُس سنبھلے نیبر بھی نہیں تھا۔

"کیا خریداری ہو رہی ہے؟" تھینسے پوچھا۔

"ہاں خالون! کچھ مزدوریات کی چیزیں!" شر جیل نے کہا۔ اور شہمود کا تعارف کرنے کے لئے مڑا لیکن شہمود کا توکیں پتاز تھا۔

"تم تجیر نظر آ رہے ہو؟" خادر زمان نے کہا۔

"مجھے تجیر نظر آنا ہی چاہتے ہیں۔ میں تصھر بھی نہیں کہ سکتا تھا کہ اپنے یہاں اس طرح ملاقات ہو جائے گی۔"

"ہم یہاں صرف آج کل قیام کریں گے۔" تھینسے نے کہا۔ "اس لئے یہاں ورنے تھے کہ شاید یہیں سے میرے بھائی ہمایوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے یہاں ایک ایسا آدمی ہے جو خاصا باخبر تھا ہے لیکن ٹبروں کو اس طرح چھیلتا ہے جیسے افواہیں اڑاتا ہو۔"

"میر طومان کی بات تو نہیں ہے۔" شر جیل نے کہا۔

"اہ! تو کیا تم اس سے مل چکے ہو؟"

"ہاں! مجھے پھر کچھ دنوں کام کی مزدوری پیش آگئی ہے۔ میں نے سوچا شاید یہاں مل جائے لیکن اس نے کہا کہ کام تو شمال میں ہو رہا ہے۔ وہیں چلے جاؤ۔ میں نتی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔"

پھر شر جیل نے اُس سے خام فلائری کے بازے میں پوچھا۔

"وہ بھی دخانی کشی پر ہے اور کچھ علیل ہو گئی ہے۔"

"کیا میں ان کی مزانیچ پرنسی کے لئے کشتی پر آ سکتا ہوں؟" شر جیل نے پوچھا۔

لوگوں سے مختلف قسم کی گفتگو کے دربار میں اس نے اندازہ لگایا کہ یہاں خادر زمان کو عام طور پر پسند کیا جاتا ہے اور زیادہ لوگ اُسے جانتے ہیں۔

ذ بالآخر شر جیل ایک بقال کی دکان میں اکھڑا ہوا۔ چونی طنگے کے لئے تباہ اغزیدنا چاہتا تھا۔ تمبکو غرید کر مڑنے ہی والا تھا کہ کسی نے کہا عیخت الہواس لوگ ہیں یہاں کے۔" یہ ایک صحت مندار بلندہ بالا فوجوں تھا۔

"شاید میں شر جیل سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"تمہیں میر انعام کیسے معلوم ہوا؟"

"میر طومان نے بتایا تھا۔ تھماری بھی ہوئی جسی زیارت گاہ تک پہنچ لگی تھیں۔ تھتوڑیں خمکاں نیلگروں میرا بھائی تھا۔"

"اوہ... اچھا...!" کہہ کر شر جیل نے طری گرجوشنی سے معاشرہ کیا۔

"میر انعام شہمود ہے۔" اس نے کہا۔ "تم چیرت انگریز آدمی ہوئے جس انداز سے سفر کرتے رہے تھے اسے دیکھ کر بڑے بڑوں کے چھٹے چھوٹ جائیں۔"

"تم کیا جائز؟"

"میں بھی تھمارے ہی نقش مقدم پر چلتا ہوا یہاں تک پہنچاہوں۔"

"اوہ، تو تم بھی یہیں ہو۔" آچانک ایک لسوانی آواز سنائی دی اور شر جیل چوکا پڑا۔ خادر زمان اور خالون تھینسے دوکان میں داخل ہو رہے تھے۔ دلوں کے ہنوطوں پر مسکراہٹ ہتھی۔

”طبعی نہیں... کیونکہ کشتی...“
خادر زمان تمہینے کی بات کاٹ کر بولا ”وہ بیماری کی حالت میں کسی
سمان پسند نہیں کرتی۔“

تمہینے پچالا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہا گئی۔
”شر جیل پر کھی سکی!“ شر جیل نے کہا۔ لیکن وہ اب بھی سخت تیر تھا۔ اپنے
ساتھ تمہینے کایا زم روئے ابھی تک اس کی سمجھیں نہیں آیا تھا۔

اچھا سردار خادر زمان! میرا خیال ہے کہ میرا میر طومان سے ملا مذوری
ہے۔ تمہینے نے کہا ”دو گھنٹے بعد کشتی پر پنج جاؤں گی۔ شر جیل مجھے میر طومان
کے پاس لے جائیں گے۔“

خادر زمان کے انداز سے ایسا معلوم ہوا جیسے ہر کتاب کارہ لیا ہو۔ تمہینے
کار قید غالبًا اس کے لئے غیر مستحق تھا۔

”کیا یہ کام اسی وقت ہونا ضروری ہے؟“ خادر زمان نے کہا۔ ”پھر کسی
وقت سی! ابھی بہت ضروری کام باقی ہیں۔“
”تمہلا جس طرح دل چاہے اُن کاموں کو نشاپاڑ۔“ تمہینے نے شر جیل کا
باڑ دیکھتے ہوئے کہا۔ ”چلو شر جیل۔“

شر جیل بھر جبری سی لے کر رہا گیا۔ اُسے تو ایسا عسوس ہوا تھا جیسے
خواب دیکھ رہا ہو۔

کیا تمہینے اس روئے سے یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ وہ اب بھی اپنی
مرضی کی ماک کہے۔ غرما خادر زمان کی حیثیت کا ماک ہوا در شاید شر جیل

پر بھی جانا چاہتی تھی کہ خادر زمان بھر حال اس کا زیر درست ہے۔ بھن ملازم
کی حیثیت رکھتا ہے خود شر جیل کو اس کی معیت پیں اپنی ملازمانہ حیثیت پنه
نہیں تھی۔ اس لئے وہ اُس سے کٹا گلہ را تھا۔

خادر زمان نے پھر کچھ کہنا پاٹا تھا لیکن وہ شر جیل کا یازد تھا۔ اپنے
تیزی سے دروازے کی طرف پڑھ گئی۔

”تم نے بہت تیزی سے سفر کیا ہے؟“ وہ باہر نکل کر بولی۔

شر جیل نے مرکب دیکھا۔ خادر زمان مجھے آتا نہیں دکھانی دیا تھا۔

”مجھے تیزی سے سفر کرنا پڑا تھا۔“ شر جیل نے کہا۔ ”میں تم سے پہلے
نیاں پہنچا چاہتا تھا۔“

”کیوں؟“ تمہینے نے تیرزانہ انداز میں پوچھا۔

”اس لئے کہ شاید آپ کو میری مدد کی ضرورت پیش آجائے۔“

”تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے، کبھی اتنے مہر بان ہو جاتے ہو
اوکھی بے مرrocی سے پیش آتے ہو۔“

”یعنی میں آپ کے لئے بھی کیہ سکتا ہوں۔ شاید ہم دونوں ایک ہی
جیسے ہیں۔“

تمہینے پہنچ کر خاموش ہو رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ میر طومان کے ذکر

تک پہنچ گئے۔ میر طومان انہیں دیکھ کر اٹھ گیا اور پھر تعظیماً جھک کر بولا۔

”یعنی میں خاتون تمہینے سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔“

”آپ کا خیال درست ہے۔“ تمہینے نے کہا۔

شرجیل نے اس کے لئے کسی کھسکانی اور وہ بیٹھتی ہوئی میر طومان سے بولی۔ ”میرے بھائی ہمایوں سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔“
”بے شک ہوئی تھی اور وہ میرے ہی سماں تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ بعض پودوں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں شمال کا سفر کر رہے ہیں وہ تین دن یہاں قیام کر کے ایک بڑی کشتی میں شمال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سے میں اُن کے بارے میں کچھ بھی نہیں سن سکتا تھا، لیکن خالتوں میں آپ کو یہی مشوزہ دوں گاہاً آپ روزش بستی میں قیام کریں اور ہم محترم ہمایوں کا پتہ لگائے کی کوشش کریں گے۔“

”نہیں مجھے جانا ہی پڑے گا جب میری دفنانی کشتی کی شہرت دہانہ رو گی تو ہمایوں کو اس کی اطلاع صبور ہو جاتے گی اور وہ خود بھی بھجیں گے۔“

”اگر وہ دشمنوں کی قید میں نہ ہوتے تو“ شرجیل نے کہا اور تمیز چونکر اس کی طرف متوجہ ہو گئی اور بولی۔ ”مجلہ تمیز اس معاملے سے کیا لچھپی تم تو اس علاقے کے بھی نہیں ہو۔“

”میں شکر ای ہوں محترمہ! سرخان شکرال کا ایک حصہ ہے۔“
”سرخان؟“ میر طومان چونکر بوللا۔ ”شرجیل!... اور کہیں تم سردار شرجیل کے گھرانے سے تعلق تو نہیں رکھتے؟“

”اس سلسلے کا آخری فرد!“ شرجیل ٹھہڑی سالن لے کر بولا۔ ”تمیز

شمال کا نقشہ

اُس کو عجیب نظروں سے دیکھے جائز تھی۔

اچانک میر طومان نے شرجیل سے کہا۔ ”میرے پاس کچھ نادر و نایاب قسم کا سلحو ہے ہو سکتا ہے تمیں پسند آئے سوڑا شرجیل۔ تم اسے دیکھو۔ اگر شمال کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے بہت مناسب دامبوں پر تمہیں مل جائے گا۔“

میر طومان نے اپنے ایک لالا مکار آواز دی اور اس کے آئے پر کہا کہ وہ شرجیل کو مغربی سیاح کا سلحو دکھادے، جو اس نے فروخت کے لئے اس کے پاس رکھوایا تھا۔

شرجیل ملازم کے پاس اسلحو دیکھنے چلا گیا۔ تمیز میر طومان ہی کے پاس ھٹھری رہی تھی۔ شرجیل اچھی طرح سمجھتا تھا کہ میر طومان اس کی عدم موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو تمیز سے کرنا چاہتا تھا۔

شرجیل نے اسلحو دیکھا۔ دو ہمدردہ قسم کے پستول تھے اور ایک نہایت نفیس قسم کی رانفل جسے بڑی چھرتی سے بھرا اور خالی کیا جاسکتا تھا۔ پستول پائچ پانچ فارتوں کے تھے۔ تینوں چیزوں شرجیل کو پسند آئی تھیں۔ ملازم نے بتایا کہ ان کی تیزی میر طومان ہی بتا سکے گا۔ پھر وہ اس کرتے ہیں پیٹ آیا جہاں تمیز اور میر طومان کو چھوڑ لیا تھا لیکن اب یہاں صرف میر طومان ہی نظر آیا اور اس نے شرجیل کو بتایا کہ وہ شام کو دوبارہ خالتوں تمیز سے مل سکے گا۔

”آج شب کو میں اپنی قیام گاہ پر خالتوں تمیز کے اعزاز میں ایک تقریب

برپا کر رہا ہوں۔ تمیں مدعو کرتا ہوں۔ کیا تم آدے گے؟
ہماس ہاں اکیا تمیں اس پر کوئی اعتراض ہے؟

”قطعی نہیں! ہاں تو اس اسلامیہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا میں
انہیں غریب سکون گا۔ قیمت بتا دو تو میں اپنی جیب کا جائزہ لے سکوں۔“

”تمیت کی فکر نہ کرو، سردار شرجیل!“ میر طومان اٹھتا ہوا بولا۔ ”اسلم تھا مرا
ہے۔ مل اگر تم اُسے وصول کر سکتے ہو۔ تمہاری وقت غریب سے باہر نہیں ہونے
پا سے گما۔“

اُس نے مصافی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ شرجیل سمجھ گیا کہ وہ اس معاملے میں مزید
گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا لہذا اُس سے مصافی کر کے رخصت ہو گیا۔

”میر طومان کی تقریب میں شرکت کے لئے ز جاؤ۔“
”میں وعدہ کر چکا ہوں۔“

”مکاروں سے سابقہ ہے شرجیل۔ رب غلیم کے لئے محظا طار ہو۔“
”اوہ تم فکر نہ کرو۔ میں نصف شب سے پہلے ہی واپس آ جاؤں گا اور انہاں
اگر شہزاد نامی کوئی شخص مجھے پوچھتا ہو، یا ہم آتے تو اس سے کہہ دینا کہ میں
کل دن بھر کسی وقت بھی اس سے یہیں مل سکوں گا۔“

”مت جاؤ لڑکے، میں التجاکر تا ہوں۔“ چوبی ٹنگا گڑ گڑایا۔
شرجیل روائی کے لئے بیاس تبدیل کر چکا تھا، اس کا شاذ تھا۔
”ہوا بولا۔“ تم فکر نہ کرو۔ مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ میں صحیح و سلامت واپس آ جاؤں
گا۔“

”رب غلیم تمہارا محافظ ہو۔“ چوبی ٹنگا مردہ سی آواز میں بولا۔
شرجیل خالوں اجلالہ کی سراتے سے باہر آیا۔ اُس نے سچا کارے سے دریا کے
کنارے ہی کنارے چل کر میر طومان کی تیام گاہ تک پہنچا چاہیے۔ اندھیری
گلیوں میں گھس کر چلنے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہیئے۔
جلد ہی دریا کے کنارے پہنچ کر جنوب کی طرف چلنے لگا۔ مشکل سے
خوٹری ہی دُور چلا ہو گا کہ دریا کی طرف سے عجیب سی چیزیں سنائی دیں۔
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی کسی کا گلا گھوٹنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر بالکل
صفات آواز سنائی دی۔
”بچاؤ... بچاؤ...“

چوبی ٹنگے نے مضطرباً زانڈا میں شرجیل کی باتیں نہیں اور بولا۔ ”لڑکے میں
تمیں یہی صحیت کرو گا کہ اس نقشے سے دور رہو اور اس ولتعے کے بعد کہ
تمیں یہیں بات کی پرواکتے بغیر تمہارے ساتھ میر طومان کی طرف چلی گئی تھی۔ وہ
تمہارے خون کا پیاسا ہو گیا ہو گا تم بہادر ہو، طاقتور ہو، لیکن میری طرح جربراکار
نہیں ہو۔“

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“ ”شرجیل بولا۔“

شرجیل چلتے چلتے ورک گیا۔
چینیں پھر سنائی دیں۔۔۔ اور اس بار شرجیل نے بندگ اور سمت کا تعین کر لیا تھا۔ اس کے بعد وہ تیر کی طرح آواز کی طرف چھٹا تھا، لیکن اُس سے اس کی بخشنہ ہو سکی کہ اس کے پیچے بھی کچھ لوگ تاریکی نے نکل کر خود اُس کی طرف چھٹے تھے وہ تو اس وقت چونکا تھا جب پانی کے قریب پہنچ کر وہ اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔ غالباً کوشش یہ تھی کہ خود سکی پر رہ کر اُسے ڈبو دیں گے لیکن وہ شرجیل ہی کیا جو تنہا ڈوب جاتا۔ اُس نے اُن میں سے ایک کی گردان بازو میں جبکہ کر خود بھی پانی میں چھلانگ لگادی اور اس کو اسی طرح ڈبو پے ہٹلیں ہو گیا۔ اس کا شکار برہائی کے لئے ہاتھ پیڑ مار رہا تھا لیکن شرجیل کی گرفت نے نکلنا آسان نہیں تھا۔

وہ اپنے شکار کو ڈھال بناتے ہوئے ایک بار پھر سطح پر اُبھرای تھا کہ کسی طرف سے پے در پے دو تین فارٹ ہوتے اور اس کے شکار کا جسم چکر رہ گیا۔ شرجیل نے اُسے پوری گرفت سے آزاد کر کے پھر غوط لگایا اور سطح کے پیچے ہی پیچے تیرتا چلا گیا۔

اس وقت واقعی بال بال بچا تھا لیکن ذرا ہی سی دیر میں اس نے محسوس کیا جیسے اس کے بازو میں گولی لگی ہو۔

اگر بھاؤ پر نہ تیر رہا ہوتا تو بازو کی تکلیف شاید تھوڑی دُور بھی سگئے نہ بڑھنے دیتی۔ اچانک اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی بہت بڑی اور تاریکی کو شکست نے اُس پر حملہ کیا ہو۔ پھر اُس کا ذہن انہیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

نیم شعری کیفیت ایک بار بھرا بھر آئی اور اُس نے محسوس کیا جیسے وہ اب گھرے پانی میں تیرتا چلا جا رہا ہے۔

آنکھیں تھوڑی سی کھلیں اور نیرہ ہو کر رہ گیئیں۔ سونج پہنڈ گزون کے ناسله پر نظر آیا تھا۔ اچنچے کی بات تھی اس کا ذہن کسی قدر اور جاگا۔ دوبار آنکھیں کھلیں۔ وہ کسی دیوار پر ایک گول سوراخ تھا جس سے سورج کی شعاعیں گزر کر اُس کے پر چڑھ رہی تھیں۔ اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن سے یہ بھی ہوشی کی دھنڈ چھٹ رہی تھی اور پھر جلد ہی اُسے اور اک ہو گیا کہ وہ کسی کشی میں تھا اور وہ سوراخ کی بن کارو شندان تھا۔

آہستہ آہستہ سارے حواس بیدار ہوتے گئے اور قوت شامنے اچانک بھوک بڑھانے والی خوبصوروں کا حاطہ کیا۔ کچن شاید قریب ہی تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے لمبی بانیں لیتا رہا۔ اچانک کسی بڑکی کی آواز سنائی دی۔ ”بابا شاید یہ ہوش میں آ رہا ہے۔“

آواز قریب ہی سے آئی تھی۔ شرجیل نے آنکھیں کھول دیں۔ بڑی خوبصورت بڑکی اور اُسے دھشت زدہ نظر وہن سے دیکھے جا رہی تھی۔

”تت۔۔۔ تم۔۔۔ کون ہو؟“ شرجیل ہو کلایا۔
”میں عقیقہ ہوں!“ بڑکی نے جواب دیا۔

"لیکن میں کہاں اور کس حال میں ہوں؟"

"تم ہماری کشتی پر ہو۔ تمہارے بازو میں گولی لگی تھی اور سر پر چوٹیں تھیں
تم ڈوب رہے تھے۔ ادھر سے ہماری کشتی چڑھا و پر آ رہی تھی۔ ہم نے تمہیں
بچایا۔ بابا نے تمہارے بازو سے گولی نکال دی ہے اور سر پر بھی دوائیں
لگا کر کپڑی کر دی ہے۔"

"تمہاری کشتی کا کیا نام ہے؟"

"نہنگ"

"پہلے کبھی نام نہیں سننا۔"

"ہم جنوب سے آ رہے ہیں۔ لڑکی نے کہا اور پھر اپنے بابا کو آداز
دی۔"

"میں ابھی ضروری کام کر رہا ہوں، تم سے دیکھو۔ باہر سے آداز آئی
اوہ لڑکی نے شرجلی سے پوچھا۔" تمہیں جھوک لگ رہی ہوگی؟"

"بہت زیادہ، انگر کھانا نہ ملا تو پھر بے ہوش ہو جاؤں گا۔"
کھانا جلد ہی ملے گا، بلے ہوش ہونے کی منورت نہیں۔ لڑکی جلدی
سے بولی۔

"تم لوگ کہ صر جاہے ہو؟"

"شمال کی طرف!"

"سرحدی علاقے میں؟" شرجلی نے پوچھا۔

"نہیں! جنگلوں میں۔ ہم سُور کے شکاری ہیں!"

"تم ہمیشہ کرتی ہو؟"

"میرا شانہ بہت اچھا ہے۔ بابا کی شاگرد ہوں۔ بابا کے سینکڑوں شاگرد
جنگلوں میں بھرے ہوتے ہیں۔"

"میں تمہارے بابا سے ملنے کے لئے بے چین ہوں" شرجلی نے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں وہ کیا کر رہے ہیں۔ کہتی ہوتی وہ کہیں سے چل گئی اور شرجلی
پھر باور پی خانے کی خوبیوں سے بھی ہملانے لگا۔

ٹھوڑی دیر بعد امیر عزرا ایک تو انہادی اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"میں جنگل شکاری ہوں۔" اُس نے کہا۔

"اوہ میں شرجلی ہوں۔۔۔ اور تمہارا شکنڈار ہوں کہ تم نے مجھے مت
کے مُنڈ سے نکال لیا۔"

"میں تختہ ہوں کہ تم پس کیے گے۔ میقنتی طور پر فولادی عصاب کے مالک
ہو۔ ہمیں امید نہیں تھی کہ پس سکو۔"

"ربت عظیم کا کرم ہے! شرجلی نے کہا۔" روشن بستی سے ہم کہتی
دُوزنکل آتے ہوں گے؟"

"دریافتی سفر میں یہ بتانا مشکل ہے، پسیں یا گھوڑے پر مسافت
کا اندازہ بہ آسانی ہو جاتا ہے۔"

"روشن بستی میں ہیرے کچھ ساتھی رہ گتے ہیں۔"

"تم گھوڑے کی سواری کے لائق نہیں ہو کر وہاں واپس جاسکو۔"

"ہاں! امیرا بھی یہی خیال ہے۔" شرجلی طویل سالس لے کر رہ
گیا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر بھنگ نے پوچھا۔ تو اسی کشی والوں
نے تمیں مارڈالا چاہا تھا؟“

”شاید ایسے حکمت خادر زمان کی تھی۔“

”کیا تم خالون تمہینہ کو جانتے ہو؟“ بھنگٹ شکاری نے پوچھا۔

”نہیں تو۔!“ شر جیل نے جلدی سے کہا۔ ”بھنگٹ اس سے ہمدردی
ہے ایسا خیال ہے کہ خادر زمان ایک بہت بدنام ادمی دارا ب مرکش کا نامانہ
ہے۔ دارا ب مرکش برشماں سرخدا پاپی حکومت قائم کرنے کے لئے شمال
کے ناپاکوں سے ساز پاک رہا ہے۔“

”ہاں بیٹیں نے یہ بھی سننا ہے تایید وہ اس میں کامیاب بھی ہو جائے
خطراں کا ادمی ہے یہ میں اس سے بھی مل چکا ہوں۔“

”اوہ۔ تو تم دارا ب مرکش کو پوچھاتے ہو؟“ شر جیل نے جلدی سے
کہا۔

”کیوں نہیں؟“ بھنگٹ شکاری نے کہا اور اسکا ہوا بولا۔ جاگر دھوکوں
ویقہ باور پی غانے میں کیا کرو ہی ہے م بہت جھوکے علیم ہوتے ہو۔
وہ چلا گیا اور شر جیل انکھیں چھار سے چھت کو گھوڑا رکھا۔

”کیا دن بیٹکت شکاری اور شر جیل لفڑی گز کرنے رہے، عیقتنے ان
کی تھیں؟“

”سادا دن بیٹکت شکاری اور شر جیل لفڑی گز کرنے رہے، عیقتنے ان
کی تھیں۔“

”اب مجھے بتاؤ! وہ لوگ کون تھے جنہوں نے تمہارا فاتحہ کرنے کی کوشش
کی تھی؟“

”پہلے تم بتاو گتم نے کوئی دُخانی کشی تو نہیں دیکھی تھی؟ ایکت شاید اکشی تھی
جو کسی بہت بڑے بھری اڑد ہے کا تصور پیش کرتی ہے۔“

”ضور دیکھی تھی اور ہم سے بہت آگے جا رہی تھی۔“ بھنگٹ شکاری نے
جواب دیا۔

”وہ خالون تمہینہ کی کشی ہے۔“ شر جیل نے کہا۔

”میں خالون تمہینہ کو جانتا ہوں بہت الدار اور عقل مند رطائی ہے۔“

”اس کا بھائی ہمایوں شمال میں جا کر گم ہو گیا ہے۔ وہ اس کی تلاش
میں نکلی ہے اور خادر زمان جیسا مشتبہ ادمی اس کے ساتھ ہے۔“

”میں ہمایوں سے بھی مل چکا ہوں۔ بہت اچھا بڑا کام ہے لیکن وہ
شمال میں مم کیسے ہوا؟“

”اُن کی کوئی خیر خیز عرصہ میں نہیں ملی۔“

”جنگلوں میں جنگی بڑی بڑیوں اور پودوں کی چھان بیں کر رکھو گا، خیر
خیز کس سے بچتا ہے گا۔“

”تم یہ بھی جانتے ہو؟“ شر جیل نے پیرت سے کہا۔

”ہم جہاں گرد لوگ کیا نہیں جانتے ہیں۔“

”سردار خادر زمان کو بھی جانتے ہو؟“

”شاید ایسے نہیں۔ تابیں نام ضرور شاستے، ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔“

کے لئے لذیذ کھانے فراہم کرتے تھے، وہ بہت اچھے کھانے پکاتی تھی۔ بینک شکاری سے زیادہ تر داراب سرکش اور ہمایوں کے بارے میں باتیں ہوتی رہی تھیں۔ داراب سرکش کے نام پر بینک ہمیشہ بُرا سامنہ بنایتا تھا اس کے بخلاف ہمایوں کے ذکر پر کھل اٹھتا۔

”وہ بڑی جلدی دوست بنایتا ہے، قابلی اور جنگی سب اُسے پسند کرتے ہیں۔“ بینک شکاری نے کہا۔ مجھے میقین ہے کہ کوئی اُنے گزندی نہیں پہنچا سکے گا۔“

”گزندی پہنچانے کی بات نہیں ہے۔“ شرجیل بولا۔“ داراب سرکش جو کچھ بھی کر رہا ہے اُس کے لئے خطر قم بھی ضروری ہے، کیا وہ اسے قابو میں کر کے ٹوٹ نہیں سکتا۔ اب یہی دیکھو تو اُس کی بہت بھی اس کے بدعاشوں کے پھنسنے میں چیز گتی ہے، انہیں اپنا ہمدردی سمجھتی ہے اور انہی کے ساتھ شمال کی جانب پلی جا رہی ہے۔ اگر دونوں بھائی ہم داراب سرکش کے قابو میں آگئے تو وہ پنج قم شمالی سرحدی علاقے کا بادشاہ بن جاتے گا۔“ تو میں میقین ہے کہ یہ خاور زمان! داراب سرکش ہی کا آدمی ہو سکتا ہے،“ بینک شکاری نے پرتفکر لے جائے میں سوال کیا۔

”ہاں! مجھے میقین ہے۔ میں چھپ چھپ کر خاور زمان کی کارکردگی کا اندازہ لگاتا رہا ہوں۔ تھیمنہ کو اس کا علم تک نہ ہو گا کہ اس کی کشتی پر رالفلوں سے بھری ہوتی درجنوں پیٹیاں بار کی گئی ہیں۔“

”اوہ۔!“ بینک اچھل پڑا اور یہ رت سے شرجیل کی طرف دیکھتا

ہوا بولا۔“ تب تو تمارے غدشات درست ہو سکتے ہیں۔“

”میں نے بہت چجان بنیں کی ہے۔“

”ادتم اُن دونوں کی مدد کرنا چاہتے ہو؟“ بینک نے پوچھا۔

”بالکل۔! اور داراب سرکش کا فعل قع بھی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ پورے شکرال کے لئے بہت باطنیہ بنتے والا ہے۔“

”میں تمارے ساتھ ہوں۔“ بینک نے کہا۔“ اگر شمالی سرحد پر اُس کا بقہرہ ہو گیا تو ہم شکاری بھی دشواری میں پڑیں گے۔“

”پورے شکرال کی آزادی کو خطرہ لا جو ہو جائے گا۔“ شرجیل نے کہا۔

”اُس نے بینک شکاری کو اپنی گفتگو سے خاصاً تاثیر لیا تھا۔ ون ختم ہوا۔ رات ہوتی۔ عقیقہ نے رات کو بھی لذیذ کھانے کھلاتے تھے اور کسی نہیں سی پچی کی طرح اپنی کارکردگی کے بارے میں لاف و گزانت کرتی رہی تھی۔“

”شرجیل بھوپلی ششکے کے باڑے میں سوچے خازہ تھا جسے روشن لبتوں میں چھوڑا یا تھا۔ اُس کا بھی کچھ وہیں رہ گیا تھا، گھوڑے، دشمن اور اسلو۔“ اس وقت اُس کے پاس ایک پتوں اور فخر کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔

”اس بے سرو نامی کی حالت میں اگر وہ منزل مقصود تک پہنچ بھی جاتا تو کیا کر سکتا تھا۔“ اسی ادھیر بن میں اُسے میند آگئی۔

”پھر رات ہی کوئی وقت آنکھوں اور عجیب نتائج کا احساس ہوا۔“

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا ہو۔ کشتی کی مرکت بھی کچھ عجیب ہی۔ لگ رہی تھی، شرجیل نے بکل ہٹا دیا اور اٹھ بیٹھا۔ چند لمحے اُسی طرح بیٹھا رہا پھر

خداوہ میں دُبک کیا۔ خدشہ درست نکلا۔ قریب ہی جھاڑیوں میں چھپے ہوتے دو آدمیوں کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ اُن لوگوں نے بجٹک شکاری اور عقیدہ کو گھیرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور اس وقت انہی کے لئے گھات لگاتے ہوئے ہیں۔ ٹھیک اسی وقت ان میں سے ایک اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی پشت شر جیل کی طرف تھی۔ شر جیل نے اپنے پتوں کے دستے سے اُس کے سر کے عقبی حصے پر ضرب لگاتی اور عجیب سی اواز نکال کر ڈھیر ہو گیا۔ اُس کا سماں بھی اچھل کر جا گا۔

”مظہر جادا! دوست“ شر جیل نے بے حدزی سے کہا لیکن وہ گرتا پڑتا نظرؤں سے او جھل ہو گیا۔ گرے ہوئے آدمی کی پیٹی سے شر جیل نے پتوں اور بخچر نکال لئے اور پھر اُس کی راں گل بھی تلاش کرنے لگا۔ وہ بھی بالآخر مل گئی۔ اُس کے بعد اُس نے آہستہ آہستہ بجٹک شکاری اور اس کی بیٹی کو کدازیں دیں۔

وہ جلد ہی شر جیل تک پہنچ گئے اور شر جیل نے بجٹک کو اعلان دی کہ ان کی گھات لگاتے والوں میں سے ایک فراز ہو گیا اور دوسرا وہیں پڑا ہے۔

”ہم شکار کی گھات میں اترے ہے۔“ بجٹک نے کہا۔ ”کتنی کہا سے لگا ذی گئی تھی! لیکن انہوں نے رستی کاٹ دی۔“

شر جیل بولا۔ ”بروقت میری آنکھ کھل گئی درست میں میں ہوتا اور تم کہیں۔“

اچھا ہے اٹھا کر کشت پر لے چلو۔“ بجٹک نے زین پڑپڑے ہوئے آدمی کی گردن تمام کر سیدھا کھرا کر دیا۔

سوچا ذرا عرش پر بھی جلانا چاہیے۔ کشی بہت بڑی نہیں تھی، لیں معقولی سی یعنی تین چار افراد کا گزارہ اس پر بخوبی ہو سکتا تھا۔ ٹیک پر بالکل ستاٹا تھا اور کشی پر جو کور بادبان کے سہارے تیزی سے بھی چل جا رہی تھی۔ شر جیل عقیدہ اور بجٹک کو ڈھونڈتا چھرا، لیکن وہ کہیں نہ دکھائی دیتے تو وہ اس وقت کشی پر بالکل تھما تھا۔ آخر وہ دونوں کہاں گئے ہیں کیا ایسا تو نہیں کہ رات کو کسی حصے میں وہ کشی کو کنارے سے لگا کر کیسی چلے گئے ہیں اور کسی نے بندھ کھول دیا ہو۔ تاکہ وہ کشی سے محروم ہو جائیں شکاریوں کے درمیان آپس میں رنجشیں پیچھی تو ہوتی ہیں وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کو رک دینے کی کوشش کرتے ہیں ہوں گے اگر ایسا ہی ہوا ہے تو وہ لے جا رہے نہ جانے کہاں رہ گئے ہوں گے! نہیں وہا کے حرم دکرم پر ہے وہی کشی کنارے سے طکوا بھی سکتی تھی، لہذا شر جیل نے ایک پتوار سینگان لی اور کشی کو کنارے کے کناد سے بچانے کی کوشش کرنے لگا۔ چڑا جا بکت اُب سے خیال آیا کہ ایں وہ خادر زمان اور اس کے آدمیوں کے چکر میں توہینِ حیمن گیا ہے۔ تو چھر، اُب سے کیا کرنا چاہیے؟ آخر اس نے بھی فیصلہ کیا کہ کشی کو کنارے سے لگا کر خٹکی پر اتر جانا چاہیے؟ وہاں وہ اپنا جادو بھی کر سکے گا۔ دُور دور تک جنگل بھرے ہوئے تھے۔ اس نے ایک مناسب حلقہ کشی لگکر انداز کی اور خٹکی پر اتر گیا۔ جنگل میاں سائیں سائیں کر رہا تھا۔ جہاں جنگل کا لگناہ نہیں تھا۔ وہاں چارہ دی کھیت کمرہ ہی تھی۔ شر جیل کو بالآخر ایک پکڑنے والی نظر آئی۔ وہ اس پر چل پڑا۔ تھوڑا تھی، میں دُور چلا جو گا کر اچانک بھٹکی خری بیڈا رہو گئی اور وہ جہاں

کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔“
دنعتاً پانی کا ایک زبردست ریال آیا اور کنارے سے گلی ہوئی
کشتی خشکی پر چڑھ گئی۔ قیدی نے دخیاز سے قہقہے کے ساتھ کہا۔ ”لو
وہ آگیا۔ اب تمہاری خیر نہیں!“ شر جیل کسی دخانی کشی کے لئے بخوبی کی آزاد
ئں رہا تھا۔ اس نے قیدی کی پشت سے پسٹول کی نال لگاتے ہوئے کین کما
چڑھا گیا اور چھر تھوڑی ہی دیر بعد خوفناک اڑھے کی سی شکل والی کشتی
اُبھر سے گزرتی دکھائی دی۔

”اس پر دس توپیں نصب ہیں!“ بھٹک شکاری نے کہا۔
”بارہ توپیں!“ قیدی بولا۔

”تم خاموش رہو!“ شر جیل نے اس کی پشت پر پسٹول کا مزید دباد
ڈالتے ہوئے کہا۔ کشتی آگے نہکلی چل گئی۔ اس بار جوڑی لہرساصل سے ٹکرا
کر ڈھی اُس نے ان کی کشتی کو دوبارہ خشکی سے پانی میں آمدادیا۔

”اب اس کا کیا کریں؟“ بھٹک نے قیدی کے بارے میں ہواں کیا۔
”غرق کر دیتے ہیں۔“ شر جیل بولا۔

”نہیں! یہ دزندگی ہے۔“ علیقہ بول پڑای۔
”مچھر تم ہی بتاؤ کیا کریں؟“

”یہ میں نہیں جانتی۔ تم خود موچو۔“

”ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں۔“ شر جیل بنے کہا۔ ”غاروں میں رہنے
والے نہکلی اُس نے سمجھ لوجھ لیں گے۔“

وہ بھی اب کسی قدر ہو سکتی ہے میں آگیا تھا لیکن اس تابیل نہیں تھا کہ کچھ سوتھ سمجھ
سکتا۔ وہ اُسے کشتی کی طرف دھکیل لے گئے اور کشتی میں پہنچ کر پوری طرح ہو ش
تھا۔ ”تم ان دونوں کو کیوں گھوڑہ ہے تھے؟“ شر جیل نے اس سے پوچھا۔
”تم سے طلب؟“

شر جیل کا الٹا تھا اس کے منہ پر پڑا اور وہ کیسی کیں کی دیوار سے بائیکرایا
۔ شر جیل نے وہاں باختہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ ”پر اماقہ اٹھ جانے تو شکل یہ
وکلتے ہیں۔“

”مچھر وہ!“ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم اپنے حق میں اچانکہ میں کر رہے
۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“ تم بیان کر چل دکھ کوں کون کہاں گھات لگاتے
۔ بیٹھا ہے اور یہ گھات میں کس کے لئے میں اور ان ساری جرکتوں کی پشت پناہی
۔ پر کوئی ہے؟“ شر جیل اہستہ اہستہ بولا۔

”وہ تم سبھوں کو ہیشم رسید کر دے گا۔“ دس ہزار آدمیوں کی سریاہی
کر رہا ہے۔ تم سب فنا کر دیئے جاؤ گے۔ اُسے زیادہ سے زیادہ کشیتوں
کی ضرورت ہے۔“ تم سست جلد ان زمینوں پر تفصیر کر لیں گے اور وہ
ہماں ابادشاہ ہو گا۔“

”کس کی بات کر رہے ہو؟“ شر جیل نے چھر پوچھا۔
”سردار دارا بے کے علاوہ اور کس کی بات ہوگی؟“ قیدی اکٹھ کر لالہ
۔ پھر ہم پورے شکوال پر چھا جائیں گے اور چھوٹے چھوٹے بیوتوں

”تمہارے بابا بہت اچھے اور ہمارا آدمی ہیں۔“
 ”ہاں! میرے بابا بہت اچھے آدمی ہیں، وہ ہمایوں کو سچانے کے سلسلے
 تمہارا ساتھ ضرور دیں گے۔“
 بجھنک شکاری کشتی کے باڈیاں بھیک کر کے واپس آگیا۔ جنوب سے
 شمال کی طرف چلنے والی تیز ہوا کشتی کو بھاٹے بلے چاڑھی تھی اور دریا کی
 سطح پر چاندنی بکھری ہوتی تھی وہ تینوں یعرشے پر نکل آئے۔ پڑی خوبصورت
 فضا تھی۔

”قردہ رذکی! یعنی ہمایوں کی بین اُسی دعائی کشی پر بختی ہے“ نجتک
نے لوحا۔

”ہاں! خاور زبان کے یہندے میں شخص گئی ہے۔“ شر جیل بولا۔

”لیکن یہ خاوز بان کون ہے؟“ سمجھ نے پرتوش لیجے میں کہا۔
”محیٰ حیرت ہے کتنہ نہیں جانتے۔ کچھی بستیوں میں تو سبھی اُسے جانتے

میں اور اس سے خالق بھی ہیں پر نیشنل سینما کو پسند نہیں کرتے۔
”شمال میں صرف کوئی لوگ دارا بیبی سرکش کو پسند نہیں کرتے۔
مغض اس لئے کہ وہ سرحد پار کے ناپاکوں سے دوستی رکھتا ہے۔ وہ کبھی
کے اس سے طنکرا گئے ہوتے تکین ان میں تنظیم نہیں ہے اگر کوئی انہیں
منظوم کر دے تو۔ پھر دارا بیبی سرکش کے لئے بہت بڑی دشواری
پیدا ہو جاتے۔

”تم نے بڑی اچھی خبر سنائی“ شریعت میں نے کہا۔

”یہ نہیں ہو سکتا۔“ قیدی بوکھلا کر بولا۔
 ”خاموش رہو!“ شریعتی نے کھا اور دھکیلیتا ہوا کین بن سے نکال لیا پھر
 خشکی پر دھکا دے دیا تھا۔ نجتک دیکھتا ہا کر وہ کہنیں آس پاس ہی تو نہیں
 پھٹپ جاتا۔ یقین ہو رکیا کروہ کہیں بھاگ کھڑا ہوا ہے تو وہ کین میں واپس
 آگئے۔

”ہوا تیز ہونے والی ہے۔ جنگل نے کہا۔“ ہمیں باد بانٹھیک
کر لینا چاہتے ہیں۔

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ اے“ شرخیل بولا۔۔۔
بنتک کین سے چلا گیا۔ لیکن عقیدہ ہیں بیٹھی رہی۔ کین میں چراغ
روشن کر دنا گا تھا۔

”تم خوفناک قسم کی لڑائی بھڑائی والے آدمی معلم ہوتے ہوئے“ اس نے شر جمل کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

”میں بہت امن پسند آدمی ہوں۔ مجھے ضرور تا لڑنا پڑتا ہے“
”خیر۔ شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔“

”کیا وہ لوگ ہمایوں کو مار ڈالیں گے؟“
 ”ظاہر ہے کہ جب وہ سمجھ لیں گے کہ ہمایوں ان کے کام کا نہیں
 کرتا تو وہ اسے مار ڈالے گے۔“

مجھے بے مدافوس ہو گا۔ بلا شریفِ النفس نوجوان ہے۔ ایک
ارہدا مہاں رہ چکا ہے۔ باباؒ سے بہت پسند کرتے ہیں۔

”ہر گز نہیں میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔ تمیں تو اس لئے اٹھالیا تھا کہ تمدی زندگی خطرے میں تھی ۔۔۔“

”آہا۔ کیا میں بھتک شکاری کی آواز بن رہا ہوں ۔۔۔“ وہ سری کشتی سے ایک اجنبی آواز اُبھری ۔۔۔

”ایا اور اس بار بھتک اچھل پڑا اور جلدی سے بولا۔“ کون تر تاج کوہی۔

کیا تم ہوں؟“

”ماں۔ میں ہی ہوں۔۔۔“

”تب تو جس کا دل چاہے بیری کشتی پر آسکتا ہے؟“

سب سے پہلے چوبی ٹنگے نے کشتی پر چھلانگ لگائی تھی۔ بھتک اسے اتنے قریب تھے دیکھ کر ایک بار پھر جھٹک لیا۔ رانفل سیدھی کرنے لگا تھا۔

”ارے نہیں ۔۔۔“ شرجلیل اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

”یہی تو میرا اصل ساختی ہے۔۔۔“

یہ خوفناک ہے، وہ بھتکت بولا۔

”دستوں کے لئے بے حد فرم ول ہے۔۔۔“ میں ذمہ داری لیتا ہوں۔۔۔“

نزدانی کو ہی بھی کشتی پر کر گیا۔ شہزادپنی کشتی کو سنبھالے رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کہیں بھتک کی کشتی سے بکرانے جاتے۔ وہ سب عرش پر ہی بیٹھ گئے اور بھتک شکاری نے چوبی ٹنگے سے پوچھا۔ ”تمیں کیسے معلوم ہوا کہ شرجلیل میری کشتی پر ہے۔۔۔“

اتسے میں ایک اور باد بانی کشتی دکھانی دی جاؤں کے عقبے میں چلی آرہی تھی اور اب دونوں کشیوں کا درمیانی فاصلہ بھی زیادہ نہیں رہا تھا۔ دنعاً دوسری کشتی سے کسی نے آواز لگائی۔ ”اوہ بہت کون ہے بھائی۔۔۔“

”۔۔۔ شرجلیل ایہ آواز سن کر اچھل پڑا۔ یونہج یہ چوبی ٹنگے سے علاوہ اُفرکسی کی آواز نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔“

”میں اس آواز کو پہچانتا ہوں۔۔۔“ شرجلیل نے کہا۔ ”اسے کشتی پر اتنے دینا۔۔۔“

مشتعل بھتک کچھ کے بغیر کیاں ہے رانفل اٹھا لیا اور بولا۔ ”اکشتی پر ہے۔۔۔ پر صرف وہی آسکتا ہے جسے میں پہچانتا ہوں!“

”اٹھے بھتی جا وہ میرا ساختی ہے! میری تلاش میں نکلا ہو گا۔۔۔“

”اکشتی اب افریقیت آگئی تھی اور اس پر ہم اُفرکھ طریقے دکھانی دے رکھنے تھے۔۔۔“

فرامی دیر ہیں دونوں کشیاں ایک دوسرے کے بارہ آگئیں اور شرجلیل نے اپنی آواز میں کہا۔ ”دوستوں میں بخیر نہیں ہوں۔۔۔“ دوسری کشتی سے چوبی ٹنگے نے رُب غمیگ کے نام کا نغمہ لگایا اور بولا۔ ”میرے ساقہ شہود بھی ہیں جن کا ذکر تم نہ کیا تھا۔۔۔“ دوسری نے دیکھ رہا تھا۔ ”میرے ساقہ شہود بھی ہیں جن کا شرجلیل کو قبول نہیں کیا۔“

”اٹھے روش بھی پہنچا تھا۔۔۔“

”انہیں کشتی پر آئے دوں شرمنیل نے بھتک کھٹے ہماں جھوٹا۔۔۔“

”اے تم میں قطعی ہیں معلوم تھا۔“ پھر جل شنگے نے کہا۔ اسکے بعد کہ ”پھر تم اتنے تین کے ساتھ ہمارے پیچے کیے آئے۔“ اسے سلیمان نے کہا۔ ”میکھے اطلاع میں ہی کہ دیا پڑ لائی ہوئی ہے اور یہ معاشوں ان کی کو غرق کر دینے کی کوشش کی تھی۔ وہ زخمی تھا۔ لیکن ایک لگر تی ہوئی کوشش پہنچے اسے اٹھایا تھا۔ میرے دوست اسکے علاوہ اس وقت راوشان بیتی میں اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس سے کچھ لوگ اس حد تک دشمنی کر سکتے۔ گھات پر زر تاج کوہی سے ملاقات ہوئی اس وقت شہزادی میرے ساتھ تھے۔ جب زر تاج کوہی کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ نگہ کے سپاہی ہو تو وہ فوری طور پر تمیں ملا کر نے پر آمد ہو گیا۔

”خوازے۔ تو تم نیازات کاہ بنے تعلق رکھتے ہو۔“ جملہ شکاری ہے۔

”میرت سے کہا۔“ پھر تم نے بھے بتایا کیوں نہیں تھا۔

”بس یونہی۔ ہم رب غظیم کے ہمدرد سے سے ذمہ بکر کرنے میں اور اسی کے نام پر مرجاتے ہیں۔“ شر جل نے کہا۔

”تمہارے لئے یہ طومناں نے وہ اسلحہ بھی بھجوایا ہے جو تم سے اپنے دشمن کیا۔“

”میں ابھی لالیا۔“ جل شنگے بنے کہا اور چھلانگ مار کر دوسرا ہی کوشش پر چلا گیا۔

”لیا اچھا تھا۔“ لیا اچھا تھا۔

”پھنسنے والے کے باوجود اتنا بچھر بیلایا ہے۔“ جملہ شکاری ہے۔

”بہت پرانا پاہی ہے۔“ پھر جل نے کہا۔

زر تاج کوہی نے شر جل سے کہا ”محض معلوم ہو جائے کہ تم کیا کھاتے ہو۔“

”ہم بھی یہی کھاتے ہیں لیکن ہم کو متناسب نہیں ہیں۔ اگر تم ہماری سامنہی کر سکو تو ہم بہت جلد شماں سرحد کو ناپاکوں سے خالی کر لیں گے۔“

”میں اسی لئے آیا ہوں۔“ شر جل نے کہا۔

”انتے میں چونی نگاہ پھر کشتی پر آیا۔ ان کے بغل میں ایک بڑا سانڈل دیا گرا تھا۔“

”کوئی جل تک دو زوں پستول لے کر اور راپل کی تال لند سے بے جوڑ رنگا۔ پھر اس کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی تھی۔“

”اچانک عین کشتی کی آداز نسائی میں گوئی۔“ صبح ہو رہی ہے اب ہم کوئی لکارے سے لگائیں گے۔“

”جیکہ ہے۔“ بھنگ کشکاری اٹھا ہوا۔

”لار کر اپنی کشتی پر چلا گیا لیکن چونی نگاہ بھنگتے ہی کی کشتی پر رہا۔“

”دو لوگوں کیستیاں ایسی جگہ لستگر انداز کی گئیں جہاں گھنی جھاڑیاں ہیں۔“

”سب کا یہند سے بڑا عالم ہو رہا تھا۔“ قیدِ اور بھنگ کو کہیں میں ہی سنبھل کر کہ کہ کہ شر جل اور چونی نگاہ اغتر شے پر جا لیئے۔“ دوسری کشتی بھی قرب رہی کے ایک درخت سے نادھ دی کی تھی اور شاید سہمود اور زر تاج بھی سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ شر جل سب سے پہلے سوکرا عالم۔ اپنی راپل اچھائی اور ساصلن پر اتر گیا۔ تھوڑی ہی دور چلا ہو گاکہ بھنگی انگروں کی سلیں نظر آئیں اور خوش رنگ میر دل کی جھاڑیاں ہی جگہ جگہ نظر آ۔

تری حصہ۔ وہ پتے پتے اسکو اور بیر کھاتا ہوا اپنی کشیوں نے بے خاصاً در
نکل آیا۔ لیکن نارے کے کنارے میں چلتا رہا۔ گھنے نکل۔ یہی گھنے نکل کو شرش
نہیں کی تھی۔

اچانک اُسے ایک اور کشی دکھانی دئی جو کنارے سے لگ رہی تھی
۔ شر جیل جہاں تھا وہی جھاڑیوں میں فوٹبک گیا کشی دہان نے سے حفاظ قفر آ
رہی تھی۔ اس پر ہے تین افراد کنارے پر اترے ایک مرد ایک اور اٹ
ہرزوں کا ایک اجنبی دکھانی دیا۔ مرد نے تیر کمان سنجھاں کر گھات لگائی اور
لکھ رہا۔ اس کمان کی تازہ گوشت کی خواہ شر جیل کو بھی تھی لیکن اس نے
راتقل سے نا تحریر نامناسب نہ سمجھا اور اس کا علم خود اسے پہنچی۔ پھر کا
متحاکہ دو ارب نرکش کے ادمی بن گھاؤں میں جبی بکھرے ہوئے تھے۔ البتہ بکھل
اُن سے کٹا کے پھر رہے تھے۔ وہ کسی شمازے میں لامہن پڑتا چاہئے اسی
سب سے شر جیل نے سوچا کہ جنگلی سے دوست تارہ انہاں میں لفڑیوں کی جاتے۔
اور ہو سکے تو ہر ان کے گوشت میں بھی حصہ لگایا جاتے۔

جس شر جیل کو ذبح کر کے وہ اس کی کھان تارے کی دلچسپی کے کسر شر جیل
اُن کے سروں پہنچ گیا، لیکن اُن نے اپنے زیفال والے اڑاکھے اور پر اٹھا لکھا
سچا جعل کا منظم لذبیت یہ تھا کہ وہ درب کی سلامتی پاہتا ہے اور اُن سے بڑا
دوستی نہیں اور گفتگو کرنے کا ہوتا ہے۔ اور اُن سے بڑا
”گردی بات ہے تو تم ہمارے کھان ہو۔“ جنگلی نے کہا لیکن شر جیل نے

اس کے جوان العمر بیٹے کی آنکھوں میں اپنے لیے شکوک و شمات فیخے۔
شر جیل نے بالوں بالوں میں جنگلی سے معلوم کرنے کی کوشش کی کر گھلوں
میں داراب مرکش کے آدمیوں کی کیا کیفیت ہے۔

”اپنے استاجرہ... اور آدمی...“ کوئی بھاری جنگت ہو گی۔“ جنگلی نے کہا
۔“ ہم سال ما سال سے اس دیسکون کی زندگی اپنے جنگلوں میں بس کر رہے ہیں۔
ہمیں بھی اس جنگت میں لگی طا جارہا تھا لیکن ہمارے قبائل نے اس کا کردار یا
اس پر ہمیں دھمکی دی گئی ہے کہ ہم سے بعد میں سمجھا جاتے گا۔“

”کیا تم نے آبی اثر دہانا می دھانی بھی تھی؟“
”ہاں۔ وہ خوفناک کشتی آگ کی ہے اور اُس پر وہی جنگلوں سوار تھے۔“
”ہم ان کے مقابلہ میں۔“ شر جیل نے کہا۔“ ہماری دو کشتیاں اُڑھ رہیں۔“
”بڑا کشت دخون ہو گا۔ اُدھر ہی بہت آدمی ہیں۔“ بہت اسلوچ ہے۔
جنگلی بولا۔ جنگلی نے ہر کی ایک ٹاہنگ شر جیل کے حوالے کی اور شر جیل نے
تمباکو کی خاصی مقدار جنگلی کے حوالے کی۔ یہی دوست اذ مخالف تھے۔
حلہ شر جیل اپنی کشیوں کی طرف پلٹا اور جب بُت اُس جنگلے پہنچا جہاں کشتیاں
باندھی گئی تھیں تو صاف معلوم ہوتا تھا۔ یہی کشتی پرسونے والوں کی لامی میں۔
رسیاں کاٹ دی گئی ہوں۔ سکھی ہوئی رسیاں دی لوں دو شتوں بکتے نہیں کے گرد
وجود تھیں۔ خدا جانتے ان لوگوں کا کیا جنت۔ ہرگاہ شر جیل دیں کہڑا سوچتا،
رہا۔ پھر اچانک چونک کہ اس طرف دوڑ لگا دنی جہاں جنگلی نے اپنی کشتی
باندھی تھی۔

اتھاں سے اس کی کشی بھی وہی موجود تھی کیونکہ اس کی بروئی اور لامکا جنگلی
انگوڑا در بر توڑتے پھر رہے تھے۔

شرجل نے جنگل کرتیا کہ اس پر کیا حادثہ گزارا ہے۔

”مچے اس پر سیرت نہیں ہے۔“ جنگل نے کہا۔ ”میں تمہیں پڑھے ہی بتاچکا
ہوں کہ وہ لوگ جنگلوں میں بھی بھترے ہوتے ہیں۔“

”اگر تم شمال ہی کی طرف سفر کر رہے ہو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ یا پھر ہماری
کشتوں کو تلاش کرنے پر مدد کرو۔“

”ہو سکتا ہے۔“ جنگل نے کہا۔ ”لیکن اس کا مقابلہ ہو گا۔ میں تمہاری
کشتیاں تلاش کرنے میں مدد سے سکتا ہوں۔“

”کیا معاوضہ ہو گا؟“

”تمہاری پیٹی میں دلپستوں منجود ہیں۔ ایک بچھے دیدہ اور کم از کم چالیس
کار توں۔“

شرجل اتنے عمدہ قسم کے پتوں کے اس طرح مناچن ہونے پر خوش نہیں
تھا۔ لیکن کیا کرتا۔ مجبوری تھی لپتوں مع چالیس کاڑلوں کے جنگل کے خواص
کرنا پڑتا تھا۔

”اور اگر تم مجھے اپنی قیضی بھی دے دو تو میں تمہیں اس کشی کا مالک بنانا
دیں۔“ جنگل نے کہا۔ اپنے طور پر تلاش کردا۔ اپنے ساتھیوں کو۔

”اچھی نبات ہے قیضی بھی لو۔“ شرجل نے کہا۔ ”اوہ جنگل نے اس پر سے اپاسانی آناریا اور بولا۔ ایک خطرت سے۔“

”تمہیں پڑھے تھی آگاہ کر دوں۔ آگے جزیرہ خرواداں ہے، جہاں لا تھدا ذیوح تھا۔
دشمنوں کی پڑھی ہوتی ہے۔“

”میں خیال رکھوں گا۔“ شرجل نے کہا۔ ”تمہارا بہت بہت شکر یہ۔“
”اس نے کشی میں بلیکر پوار سنبھالے اور کشی آگے بڑھ گئی۔ سورج غروب
ہو چکا تھا اور انہیں اپھیٹنے لگا تھا۔“ چاند بھی دیر سے نکلا کیونکہ جاندے
کون پدرہ دن سے زیادہ ہو چکے تھے۔ جسم پر قبص۔ نہیں تھی۔
”بیک گہن سے ٹھنڈی ہوا تین ٹھیکارہی تھیں۔ پھر گئی کٹ بھک کی کشی ہی پر
رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چاند نکل آیا اور شرجل دو تک دیکھنے کے قابل ہو
نکلا! اسے بہت دور ایک بار بائی کشی اس کے مقابلے میں اتنی تیز رفتار نہیں
ہو سکتی تھی کہ جلد ہی اس تک پہنچ سکتی۔ پھر بھی شرجل غیر معمولی جہانی وقت
اُسے تیزی ہی سے آگے بڑھا۔ ہی تھی ایک ساعت کی منت نے اُسے بار بائی
کشی سے خاصا پریب کر دیا تھا کہ اچانکت فغانی کشی کے انجمن کی آواز سنائی دی
جو عقب سے آئی تھی۔ شرجل نے ملکر دیکھا۔ آپی آڑ دھا۔ ہی دوڑ تھا۔ لیکن
اس کی زندگانی سے جلد ہی اس کی کشی سے قریب کردنے گی۔ اُپنے جنگل نے بڑی
پھر تھی سے اپنی کشی ساصل کی طرف بولڑ دی اور لگھنے درجنوں کی چھاؤں میں کٹا۔
نکلا کے کشی کھینچا۔ یہاں گھنے درجنوں کی دیخ سے چاند نی کا گز نہیں تھا!
”پھر بڑی بڑی نہیں اٹھنے لگیں۔ آپی آڑ دھانابی دھانابی کشی قریب آگئی
تھی۔“ ایک بڑی لہر شرجل کی کشی کر خشک پر پڑھا لے گئی، لیکن اب باریانی
کشی سے ذہ اتنا قریب تھا کہ اس پر ہونے والی گفتگو شاید سن سکتا دھان!

کشتنی بھی بادبائی کشتی کے قریب پہنچ گئی تھی۔ کسی نے دُخانی بخشی پر نہ اپنی آمدی میں جابر نامی کسی آدمی کو مخاطب کر کے پوچا۔

”کیا شر جیل کشتی پر موجود ہے؟“

”نهیں سوارو!“ بادبائی کشتی پر سے اسے جواب دیا گی۔ ”میکڑ جو بیٹنگا موجود ہے؟“

”اور کون کون ہے؟“ دُخانی کشتی سے آواز آتی۔

”یہ بھکٹ شکاری کی کشتی ہے۔ اس کی بیٹی عیقق ہے اور ایک اپنی جو اپنا نام شہود بتاتا ہے؟“

”چوبی ٹنگے پر اشہد کرو۔ تب وہ بتاتے گا کہ شر جیل کہاں ہے۔ دُخانی کشتی سے آواز آتی۔“

”وہ موجود تھا۔۔۔ اسی کشتی پر۔۔۔ کیا نام تھا۔۔۔ شر جیل۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ یہ لوگ کشتی باندھ کر سو گئے تھے۔۔۔ وہ اتر کر کمین چلا گیا۔۔۔ چوبی ٹنگے پر کیا اشہد کیا جاتے۔۔۔ صورت نے خداک لیکن بے ضرر آدمی معلوم ہوتا۔۔۔“

”خیر۔ خیر!“ دُخانی کشتی سے آواز آتی۔ ”تم اس پر نظر رکھو۔۔۔ شر جیل کو بھی لاٹھ لانا ہی چاہتے ہیں! آگے میں تم سمجھوں کو اٹھواں توں گا۔۔۔“

”یہست اچھا نہ رہا!“ بھکٹ کی کشتی سے آواز آتی اور دُخانی کشتی کی زمار آتی کہ بادبائی کشتی اس سے آگے نکل گئی۔ شر جیل کی کشتی تو نہیں پڑھ گئی تھی۔۔۔ وہ اتر کر فاش نہ دوبارہ پانی میں ڈھکلئے والا تھا کہ

قریب ہی کسی قسم کی حرکت کا احساس ہوا اور اس نے طرف پہنچتی سے بیٹی

میں اڑسا ہوا بخیز کھال لیا لیکن دوسرا ہے ہی لمحے میں تیر قسم کی سرگوشی منانی دی۔

شر جیل جہاں تھا وہی رہ گیا! اس نے بادبائی کشتی سے کسی جاہر کو کہتے دن تھا۔ اس بادبائی کشتی پر کون کون موجود ہے لیکن اُس نے نر تاج کو ہی کا نام نہیں لیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ شر جیل آہستہ اسے بولایا۔۔۔ اگر نر تاج کو ہی ہو تو اپنے ماخ طھاتے ہوئے چپ چاپ چلے آؤ۔۔۔“

وہ نر تاج ہی تھا۔

دونوں نے مل کر کشتی کو عبور یابی میں آتا اور کنارے ہی کنارے تاریکی میں آگے بڑھنے لگے اور نر تاج آہستہ آہستہ بنانے لگا کہ کس طرح وہ سب سور پہنچتے اور کئی آدمیوں نے کشیوں پر تقاضہ کر کے ان کی رتیاں کاٹ دی تھیں۔ نر تاج اپنی ہی کشتی پر تھا۔۔۔ وہ کسی نرسکی طرح کشتی سے دریا میں کوئی نہیں کامیاب ہو گیا۔۔۔ اس طرح اس تک پہنچ سکا۔۔۔

”نجٹک کی کشتی پر انداز اکتنے آدمی ہوں گے!“

”میرا خیال ہے کہ دو عدد مسلح آدمیوں نے انہیں غیر مسلح کر کے قابوں کر رکھا ہے!“

”تمہاری کشتی پر اور کون ہے؟“

”شہود۔۔۔ اور اس پر بھی دو آدمی ہیں۔۔۔“

”آگے کوئی جزیرہ بھی ہے؟“

”آبی اور دھا پھر حکمت میں آگیا ہے۔ زرتاج نے کہا۔“
 ”اب تو دیکھا جاتے گا۔ اسی احتیاط میں اپنے سانحیوں کو گنوں ملبوٹوں کا۔“
 شر جیل نے کہا اور تیرزی سے پتو اڑ چلاتا ہوا بجتک کی نادر بانی کشی کی طرف
 بڑھتا رہا۔
 ”مرتھار کی کشی فخر نہیں آتی۔“ شر جیل نے کہا۔
 ”شاید انہوں نے اُسے ڈبوہی دیا۔“ زرتاج ٹھنڈی سائنس لے کر
 لولا۔

”شہود تھا اس پر۔ تمہارے بیان کے طلاق۔“
 ”نیا ادمی تھا ان کے لئے بھی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اُسے
 دُخانی کشی پڑا۔ اٹھا لیا ہو۔“
 ”وہ بھی زیارت کا کام کا پاہی اور بڑے قابوں کا خاص ادمی ہے۔“
 ”رب عظیم رحم کریے اُسی پر۔“ زرتاج بولا۔
 ”جیسے ہی ان کی کشی دُخانی کشی کے قریب چاندی کے احیائی میں پیچی
 لکھتی ہے آواز اُن۔“ ”جوت ہو تو کون ہے۔“ اور پھر دو افراد پانی
 دہل کو درکر تیرتے ہوئے شر جیل کی کشی کی طرف بڑھتے۔ زرتاج آہتے ہے۔
 ”ولا۔“ چاٹوہی کا کھیل ٹھیک رہے گا۔“
 ”جیسے ہی دونوں تیراکوں نے کشی کے قریب پیچ کروں اس کی طرف اپنے
 بڑھتے۔ ان دونوں کے ہاتھ پہنڈہ پیچے چاٹوں کے چیل چاندنی
 دہل چکے اور دو چینیں دوڑتک ابراتی چل گئیں۔ اسی پھر بھی قریب آگیا تھا۔

”میں نے جس جنگلی سے کشی حاصل کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس
 جھریے میں داراب بحر کش کے سینکڑوں مسلح ادمی موجود ہیں۔“
 ”اوہ ڈوی بات ہے۔“ زرتاج معنی خزانہ میں بولا۔
 ”کوئی خاص اہمیت ہے اس اطلاع کی؟“ شر جیل نے پوچھا۔
 ”اہ۔ کیوں نہیں۔ وہ ایک غیر آباد جھر ہے اور کسی کی بھی لوگ اس
 طرف نہیں ہے تو اس کے آدمی اسی بھرپور سے سے تبارہ مورک شمال میں سیختے
 رہیں۔“

”ایمیں کیسی بکسی طرح نہیں۔“ شر جیل نے کہا۔
 ”وُغانی کشی بھر پچھے رہ گئی ہے۔ اس پر آخر کون کون ہے۔“
 ”اس پر خادر زمان سنتے اور مجھے اچھے لوگ بھی ہیں، جو اس کے زیر
 بیان آگئے ہیں۔“
 ”مجھے بھی خاور زمان سے شدید نفرت ہے، کوئی بھی ایجاد ادا میں اسے
 پسند نہیں کرتا۔“ زرتاج کوہی نے کہا۔
 ”بس تو پھر ہمیں بجتک کی کشی پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔“
 ”لیکن فارس کی آواز پانی پر دوڑتک چھلتی ہے۔“ زرتاج نے کہا۔
 ”مجھے چاقو کا استعمال بھی آتا ہے۔ تم دیکھ بھی لوگے۔“ شر جیل نے کہا اور
 کشی کا گز مورک تیرزی سے پیچ چلانے لگا۔ ٹھیک اسی وقت وُغانی کشی
 کے انجمن کی بھی آواز سائی دی۔

اس پر آداز آئی "کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے؟" بکوئی نئے حملہ آور ۔ بادبانی کشی سے جواب دیا گیا۔ اتنی بیر میں شربیل اور زرتاچ چھلانگیں مار کر بادبانی کشی پر پہنچ گئے۔ یہاں دو سلیخ افراد نظر آئے، جو قیدیوں کی نگرانی کرو رہے تھے۔ لیکن شربیل اور زرتاچ نے انہیں اسلحہ استعمال کرنے کا موقع نہ دیا۔

چاؤوں سے ان پر حملہ کر دیا تھا، اور زمان کی آداز پھر آئی "غرق کر دیجھوں کو"۔

لیکن اس کے دونوں آدمی جواب دینے کے قابل بھی نہیں رہ گئے تھے۔ انہیں غرق کیا کرتے۔ ان دونوں کو پانی میں چینکت دیا گیا اور ٹھیک اسی قت دخانی کشی سے توپ چلی اور گولا ان کے سروں پر سے گز دیگنا اور اب اب نیز بات شربیل کی سمجھیں آئی کہ دخانی کشی کی زندگی کوں نہیں۔ طہرہ رہی تھی وہ بادبانی کشی کو توپ کے گولے کی زندگی لینا چاہتے تھے۔ ایک دن دونوں جلدی

چینکی قیدیوں کے ٹھاٹھ پر کھولنے لگے۔ اگر یہ ایسا جیسا تھا۔ اگر یہی صورت حال رہی تو کشی کو چھوڑنا پڑیے گا۔ شربیل نے کہا۔ "اتھے میں رالفل کا نامہ ہوا اور شربیل نے کہا۔ لیٹ جاؤ، لیٹ جاؤ۔" پھر پے در پے کئی فائر ہوتے اور دخانی کشی کے انہیں کا شور کچھ اور

چڑھ گیا۔ میں میکھ میکھ کر جائیں گے۔ اس نے کہا۔ "آج یہی بھی اور زرتاچ کوہی کے سپتھنے از اداز میں کہا۔" اس نے زقراط طہاری بھی سایگر اس کی بکریتی میں لگی تو کوئی بھی زندگی میں پچھا کیا تھا ایسی بیٹی تیر بھی سمجھی۔

ہے نجیک؟"

"بہترین تیراک ہے۔" نجیک نے کہا۔ "لیکن اگر ہم کنارے پر پہنچ جی گئے تو اس کے آدمی ہمیں جنگل سے ڈھونڈ نکالیں گے۔"

"ادھ۔ دہاں ہم اپنا بچاؤ کر سیکھ گے۔" شربیل بولا۔ "لیکن اس کشی پر ایک فیصد موقع بھی نہیں ملتے گا۔ یا انکو ہمیں فنا کر دنے گی یا توپ پر کاکوئی

گولہ اپنا کام کر جائے گا۔"

بہر حال سورج طلوع ہونے سے قبل ہی انہوں نے بادبانی کشی چھوڑ دی اور تیرتے ہوئے کنارے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اعتماد شربیل کے برابر ہی تیر رہی تھی۔ انہوں نے اپنے اسلئے اپنے جسم سے باندھ رکھتے تھے۔ کنارے پر پہنچ کر زرتاچ کوہی نے جنگل کے اندر سفر جاری رکھنے کے لئے رہنمائی کا دہن لیا۔ شربیل نے نئے جسم پر چڑی کوٹ پہن لیا تھا۔ پلکن علیگی ہوتی تھی۔ جنگل کی طحیہ میں ہوا سیئے بھی کپکا رہے تھے۔ کونکر بھی کسکے کی طرف بھیگ کر ہوتے تھے۔

نے زرتاچ کوہی انہیں لئے ہوئے آگے بڑھا رہا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ ابھی تک خطرے ہیں میں ملچھے چپڑوں نکل آیا وہ چلتے رہے۔ جنگلی پھلوں سے پیٹ بھر نے کھا شابن کیا تھا۔

دہنلا دہن جلتے رہنے کے بعد ایکت بگز رہتاچ نے قیام کرنے کی ٹھانی اور سا تھیوں کو اکاہ کر دیا کہ اب وہ خطرے سے دور ہیں۔ "سوال تو یہ ہے کہ داغ نظرے سے درکب رہنا چاہتے ہیں؟" شربیل نے کہا۔ "میرا لعلہ ارادہ

کاظمیہ رکتا کرایا تھا۔ وہ دو لوں خاموش ہی رہتے تھے۔ آخر نیقہ چلا بزرگ بولی۔ اب تم اسی اظہار شرمندگی کا سلسہ فتح کرو۔ کیا تم اسے پسند کریں گے کہ شماں سرحدی علقتے بزیابیوں کا بقصہ ہو جاتے۔ جنگل میں لبایا پھر کاٹ کر چوتھی شام کو دی پھر دریاۓ نہل کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں تو پیر دیسا مندر ہی لگ رہا تھا کیونکہ اس کا دوسرا آنکارہ ان کی آنکھوں سے او جھلک ھٹتا۔ وہ جھاڑیوں میں کنارے ہی کنارے حلے رہتے اور سورج غروب ہوتے ہی اس پھر جا پہنچے، جہاں سے جزیرہ عرواش صاف نظر آ رہا تھا اور انہوں نے وہنی کشی کو جزیرے پر ہیں ادا کر دیکھا۔ جزیرہ اس کنارے سے زیادہ داصلے پر نہیں تھا۔ وہ پیر کو عزیز سے سک برا آسانی پہنچ سکتے تھے۔

جھاڑیوں میں پھیپھی ہوئے وہ اندر ہمرا پھیٹے کا استطمار کرتے رہے چاند نکلنے سے قبل ہی وہ کوئی کارروائی بخرا چاہتے تھے۔ شر جمل نے آنکڑے لگکالیا تھا کہ کشتی جزیرے پر میتم ہیں۔ میں ادا کر دیکھنے کی اس پر جو لوگ تھے وہ ابھی پر میتم ہیں۔ کوئی جزیرے پر کھانے میں نہیں ابرا۔ اس کے عرش پر ونچے ونچے سے بھی دکھائی دیتے رہتے ہیں۔ جزیرے پر میں بھی کم از کم سوا فراد کی چھاؤ نی ضرور ہی ہو گی۔ یہ ادا رہ زر تاریخ کوئی کاھنا، یہ جوان معاملات میں نامنا بھر بھر کار ادمی لگتا تھا۔

شر جمل بھرا بیٹھا تھا۔ اندر ہمرا پھیٹے ہی اس نے پانی میں چلا گئے۔ لگا دی۔ یہ بھی نہیں ذکر کیا تھا۔ اس کے پیچے کوئی آبھی رہا ہے یا نہیں۔

نہیں ہے کہ میں خادر زمان کا پیچھا چھوڑ دوں۔ ”۔ میں نے کب کہا ہے۔ ”زر تاریخ بولا۔“ تم اسی راستے ہے جزیرہ خدا و اش کی طرف جا سہے ہیں جہاں ناپاکوں کا اجتماع ہے۔ تم ہی یہی تربیت بتائی تھی۔ ”

”ذہاب اسی جنگل نے یہی اطلاع دی تھی۔“ ”لبن تو پھر یہ دُخانی کشی جس کا نام آبی اثر دہا ہے جزیرہ خدا و اش ہی کی ہرن جا سے گی۔ یہ سکتا ہے کہ خاتون تھینہ کا جھانی ہمایوں بھی دیں موجود ہو۔“ ”میں قاب نیقین بکے شاہزادی بھی نہیں کہ سکتا کہ خاتون تھینہ دُخانی کشی پر موجود بھی ہے یا نہیں۔“ ”چبی ٹنگا بولا۔“ فضول یا تین مبتکرو۔ شر جمل کے کہاں۔

حالات لیے ہیں۔ دُخانی کشی پر میں نے چھوٹی کی حکیمی دیکھی۔ صرف وہی نظر نہیں آئی تھی۔ ”ذر جمل کے چہرے پر ناگواری کی کہ آثار تھے لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔ دوسری بحث وہ پھر حل پرے اور راہ میں شر جمل نے ایک بھنسا شکار کیا۔ اس طرح دوپر کے کھانے میں انہیں گوشت نصیب ہو گیا تھا۔ وہ سب سے پہلے پیری تھے۔ لہذا کبی کھاں ہی کے پا پوپش بنادالے گئے۔ اس طرح پہلی چلتی میں انہیں جو دشواری بیش آئی اور جی تھی اس کا کسی حد تک ازالہ ہو گیا تھا۔ بہر حال سفر جائزی رہا اور دوسرا دن بھی تمام ہوا۔ برات کو ایک جگہ الاد جلاز قیام کیا گیا۔ بھنسے کا گوشت پیٹ بھر کے کے لئے موجود نہیں تھا۔ بھنگت شکاری اور نیقہ نیچے شر جمل شرمندگی

طور پر صرف کرنا شروع کر دیا۔ یعنی ناپاکوں کی مدد سے شمالی علاتے میں اپنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیھنے لگے۔
”اب تو یہ ہو کر ہی رہے گا؟“

تمہینہ نے استھرا تیر ساتھ مقدمہ لگایا اور بولی۔ ”شر جیل زیارت گاہ کا پاہی ہے، اور تمارے ہی لئے آیا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ صفا فیلگروں کے قاتل تمی ہو۔“

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں اُسے ندا کر دوں گا۔“

”تم کمی بار اسے ندا کرنے کی کوشش کر چکے ہو۔ لیکن وہ اب بھی زندہ ہے۔“

”میرے آدمی جنگل میں ان لوگوں کی ملاش میں میں ایک بھی زندہ تھیں بچے گا اور پھر کہاں سینکڑوں پاہی اور کہاں پانچ چھوٹا فراد۔“

”شاید تمہیں علم نہیں کہ کہ متائیوں کو کوئی رہنمایسرا نہیں ہے، اس لئے وہ خاموشی سے تمہاری صردیات کو دیکھ رہے ہیں۔ اگرہیں شر جیل کی رسائی ان تک ہو گئی تو میں دیکھتا۔“

”تم بہت اچھی گفتگو کرتی ہو تمہینہ۔ تمہیں سیاست بھی آتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اب تم اور ہمیاں میں قبضے میں ہو۔“

”تم غلط فہمی میں بستلا ہو۔“ وہ نہ سکر بولی۔ جب لوگوں کو صحیح حالات کا علم ہو گا تو وہ تمہیں چھوڑ دیں گے۔

”مگر لوگوں کی بات کر رہی ہو۔“ میرے ساتھ شمال کے ناپاک میں انہیں تم دونوں سے کیا سوچا کارا نہیں تمہارے معزز ترین بات سے کیا دلچسپی

اس کی میٹی ہیں دلپتوں موجود تھے۔ ایک اس کا پاہی تھا اور ایک ان چاروں میں سے کسی کا تھا۔ جنہوں نے جنگ کی بادیاں کشی پر قبضہ کیا تھا اور بالآخر اس کے اور زر تاج کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

”وہ دھانی خشی تک پہنچ کر ایک زخمیر کے سمارے عرش سے نکل بھی رہا تی حاصل کر چکا تھا۔ عرش پر انہی را اور نشاٹا تھا۔ لیکن کینہوں کے گوں روشنائی میں مہم روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ اچانک ایسے ہی ایک روشنیاں سے تمہینہ کی آواز آئی اور زر تیر سے اسی روشنیاں کی طرف بڑھ گیا۔ کینہ کی دیوار سے گک کر دہ پھر انہیں بے میں گم ہو چکا تھا۔ یعنی اسے دور سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ تمہینہ کہ رہی تھی۔ سوار غادر زمان تم جو کچھ کہہ رہے ہو لا یعنی ہے اس پر کسی طرح بھی عمل نہیں کیا جاسکتا۔“

”لایعنی۔“ غادر زمان کی آواز آئی۔ ”نہیں تمہینہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اسے اپھی طرح مجھ تا بھی ہوں۔“

”یعنی تم شمالی سرحدی علاتے پر اپسی حکومت قائم کرو گے۔“

”یہ نہیں۔ آدمی سے زیادہ کام ہو چکا ہے۔“

”میرے بات نے کیا تمہاری مالی امداد اس لئے کی تھی؟“ ”تمہینہ کی آواز میں نفرت تھی۔“

”بالکل۔۔۔ یہی بات ہے۔“ غادر زمان نے کہا۔

”ہر گز تھیں۔ میرا بات کوئی کام مجھ سے مشورہ لئے بغیر نہیں کرتا تھا۔ مجھے علم ہے کہ اس نے تمہیں مالی امداد اس لئے دی ہیں کہ شمال سرحد کو انہیں بناؤ دک کوئی ناپاک ادھر تدم نہ کر سکے۔ لیکن تم نے اسی مالی امداد کو اپنے

وہ خاموش ہو گئی۔ شر جیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس جا ب پر وہ انسان بے بینی کا شکار ہو گئی ہو۔

چھر کشی میں جنس ہوتی اور ایسا عالم ہوا جیسے لشکر اٹھا دیا گیا ہو۔ شاید اس سے متعلق کچھ معلوم کرنے کے لئے خاور زمان اپنی جگہ سے اٹھ کر کر دروازے کی طرف بڑھاتا اور دروازے کے قریب رک کر بولے۔ ”تمہیں جانتی ہو۔ تمہارا بھائی ہمیلوں اس وقت کہاں ہے؟“

”لماں ہے؟“

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“ کہتا ہوا دروازے سے برآمد ہو ہی رہا تھا کہ شر جیل کا گھوٹہ اسے پھر کین کے اندر لے گیا۔

شر جیل سچا تھا کہ اس کا یہ حملہ خاور زمان کو ڈھیر ہی کر دے گا۔

لیکن وہ صرف چند قدم پچھے پڑتے کر رہا گیا تھا۔ اس نے ایک زور دار

مسکا شر جیل کی پیشانی پر سید کیا اور شر جیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے

سر پر پھاڑ لوٹ پڑا ہو۔ وہ رکھ رکھا گیا۔ لیکن اسے اپنی قوت پر خاصاً

اعتماد تھا۔ اس کا دوسرا مسکا خاور زمان کے شانے پر۔ اور خاور زمان نے کہا ”تم داقعی طاقتور ہو لیکن میں اس وقت تمہیں زندہ بھیں چھوڑوں گا۔“

تمہیں کین کی دیوار سے جالی ہی۔ لیکن اس کے پھرے پر خوف

کے ذریعہ برابر بھی آزار نہیں پاتے جاتے۔ تھری تو جو اور دلچسپی سے اس جنگ کو دیکھ رہی تھی۔ ادھر شر جیل سوچ رہا تھا کہ اگر یہ کھیل اس چھوٹے سے

کین فائز کر چکا تھا۔

لیکن چڑا بھی آزار نہیں پاتے جاتے۔ تھری تو جو اور دلچسپی سے اس بازو میں گویا آگ سی گی ہوتی تھی۔ اچاہب کوئی کھٹ کھٹ کرتا ہوا کین میں

پر ارباب واقع تھا۔ دوسرے اسے داراب سرکش کے نام نہ کے کی جیش
سے مانتے تھے۔ میں بتاؤں گی کہ اصل قصہ کیا تھا۔

”جو کچھ میں سن چکا ہوں اس کے علاوہ اور کیا ہو گا؟“ شرجل آستے سے
بولا۔“ تم دونوں کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی۔

”اور خالون تمہینہ آپ کے لئے بھی خوبخبری ہے۔“ نیک نے کہا۔“ خار
ہمایوں مل گئے ہیں۔“

”شکر ہے رب عظیم کا۔“ وہ اٹھتی ہوتی بولی۔“ میں پہنچے شرجل کی مردم پی
کروں گی اس کے بعد دیکھوں کی کہ ہمایوں کس حال میں ہے۔“

”وہ جزیرے ہی میں ہیں۔“ طہماں کو ہی اور زرتابج کو ہی ان کی خفاظت
کر رہے ہیں اور جزیرہ دشمنوں سے خالی ہو چکا ہے۔ اندھیرے میں وہ اس
غلط ڈھنی میں متلا ہو گئے کہ کوئی بڑی فوج ان پر عملہ آور ہوتی ہے۔“

”لیکن۔۔۔“

کوہستانیوں نے شرجل کی رہنمائی میں بالآخر شہزادی ترددی علاقے سے
ہٹا پاکوں کا صفائیا ہی کر دیا۔ ہدایت کم افراد اپنے علاقوے کی طرف فراہم نہیں میں
کامیاب ہو سکے۔ تمہینہ اور ہمایوں جزیرہ فرواش ہی ہے۔ خصت ہو گئے تھے
ایکھے انہوں نے شرجل اور اس کے ہمراہیوں کا پاتا تھا دیا تھا اور ان کی کشتی
کرنی ارادہ۔ بھی اس میں خاصی کام آئی تھی۔ شرجل نے سرحدی علاقے کا انتظام

طہماں کو ہی اور زرتابج کو ہی کو مشترک طور پر سونپ دیا۔“
”میں بڑے عابد کی طرف سے تمہیں مشترک طور پر اس عمدے کی پیش کش

گھس آیا اور اس نے چونی پیش کی آواز سنی جو اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ باش
میرے پیچے۔ تم نے وہ کام کیا ہے جو کسی سے بھی نہ ہو سکا۔ تم نے اس شیطان
کو ختم کر دیا ہے میں ہزاروں خبیث روئیں پوشیدہ تھیں۔ تم ٹھنک
ہو۔ تمہارا بازو معمولی ساز غمی ہوا ہے۔ ہڈی محفوظ ہے۔“ شرجل نے تمہیں
کھول دیں۔ وہ باہر گولیاں چلنے کی آوازیں سن رہا تھا۔

”وہ لوگ جزیرے کی غیر تربیت یافتہ فوج نے منت رہے ہیں۔“ چونی
نے اطلاع دی۔“ زرتابج بخت نہ زد، طہماں۔ اور وہ لاکی بھی غصب کی
لڑاکا ہے۔ تمہیں سن کر خوشی ہو گی کہ ہمارے عریف بدھواں ہو ہو کر دریا
میں چلانے گیں لگا رہے ہیں یا چھوٹی چھوٹی کشیوں میں بیٹھ کر فرار ہو رہے
ہیں۔ ان پانچوں نے اس انداز میں کوپاں چلاتی ہیں کہ وہ اپنے مقابل کسی
بڑی فوج کے پیشے میں متلا ہو کر فرار ہو رہے ہیں۔“

”کیا وہ ختم ہو گیا۔ خاذر زمان۔“ شرجل نے آہستہ سے پوچھا۔

”ہاں ہاں تم نے اس کے جریے توڑ دیتے ہیں۔“

”دفعتاً پھر کوئی کمین میں داخل ہوا اور مجیب سے انداز میں بولا۔“ اور داراب
سرکش کوکن لے مارا۔

شرجل نے بخت شکاری کی آواز پہچان لی اور داراب سرکش کے نام پر
اطھر ہی بیٹھا۔ بالکل ایسا ہی حسن کیا جیسے سارا جسم میں ہو کر رہ گیا۔ ہر اور ساری
تکالیف رفع ہو گئی ہوں۔

”داراب سرکش۔ یہ۔۔۔“ وہ تھیڑا لجھے میں بولا۔ تب تمہینہ آگے بڑھی اور

کرتا ہوں۔ اس نے ان سے کہا تھا۔ دوسرا کوہستانیوں نے خوشی کے نزد
لگائے تھے اور تمہینہ نے کہا تھا کہ وہ مالی امداد کے لئے اس کے گھر ان پر
ستھیک کر سکتے ہیں۔

تمہینہ اور ہمایلوں کے لئے بھی نظرے لگائے گئے۔ رو انگلی کے وقت
شر جیل نے تمہینہ سے کہا "اب میں واقعی روشن لبی میں پہنچ کر اپنے لئے
کمائی کروں گا۔"

"میں سمجھی تھیں۔"

"کشیاں بناؤں گا اور اپنی خاصی رقم بتائیں کے بعد گھر بگ داں
جاوں گا۔"

"اوہ تم صرف میرے لئے کشیاں بناؤ گے۔ تمہینہ مسکرا کر بولی۔" میں ابھی
تک بنی بنائی کشیاں فریقی رہی ہوں۔ اب اپنی پسند کی بخانا چاہتی ہوں۔
"مجھے منظور ہے۔" شر جیل نے کہا۔

واليٰ کے سفر میں چھپی ٹنگا، آئی اثردہ کاناخدا تھا۔ تمہینہ نے متقل طور پر
اسے اس ملازمت کی پیش کش کی تھی۔

"تم ایک بیج تاجر کا رہنا ہوا ہو۔ اس لئے آج سے آئی اثردہ تمہارے
خواہے۔" اس نے کہا تھا۔

چھپی ٹنگا خوش ہو گیا پتا نہیں کیب سے آوارہ پھر رہا تھا اسے کوئی کیا
پوچھا۔ یہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

آئی اثردہ کا سفر روشن لبی کی طرف چارڈی رہا۔

پنجم شود